اسلام اور امن عالم

مولانا بدر القادری

اسلامک اکیڈمی ـ دی ہیگ ـ ہالینڈ

المجمع الاسلامی مبارکپور

Marfat.com

Marfat.com

ذخیرہ

سلسلۂ اشاعت نمبر ۶۸

اسلام اور امن عالم

مولانا بدر القادری فاضل اشرفیہ
اسلامک اکیڈمی۔ دی ہیگ۔ ہالینڈ

ناشر

المجمع الاسلامی، فیض العلوم، محمد آباد ۲۷۶۴۰۳ ہند

Marfat.com

87507

سلسلۂ اشاعت نمبر ۶۸

۷۸۶

- کتاب: ______ اسلام اور امنِ عالم،
- مصنف: ______ مولانا بدر القادری مصباحی،
- تقدیم: ______ مولانا محمد احمد مصباحی،
- کاتب: ______ ظفر الاسلام ادروی
- سال اشاعت: ______ ۱۴۰۹ھ / ۱۹۸۹ء
- مطبع: ______
- ناشر: ______ المجمع الاسلامی، مبارکپور
- صفحات: ______ ۳۰۴ ______ قیمت: ______ ۳۵/۰۰ روپے

ملنے کے پتے

(۱) المجمع الاسلامی ______ فیض العلوم، محمد آباد گوہنہ ______ ۲۷۶۴۰۳ ______

(۲) اسلامک اکیڈمی، پوسٹ بکس ۱۹۱۴۲، ۲۵۰۰ سی سی، دی ہیگ، ______ ہالینڈ ______

(۳) مکتبہ قادریہ ______ چریاکوٹ ______ ۲۷۶۱۲۹ ______

(۴) قاری محمد اسماعیل مصباحی ______ لنکاشائر، راچڈیل ______ انگلینڈ ______

(۵) رضوی کتاب گھر، غیبی پیر روڈ ______ بھیونڈی ۴۲۱۳۰۲ مہاراشٹر ______

ممالکِ غیر میں ملنے کے پتے

HOLLAND......
ISLAMIC ACADEMY
Troostlaan 84
2525 GV DEN HAAG
HOLLAND
Tel: 070-897665

SOUTH AFRICA :....
Dawood Mohammed Khafe
P.O.Box. 292 LENASIA
1820 SOUTH AFRICA
TEL:852-3146

ENGLAND ....
URDU CENTRE
58, Morley Street
ROCHDALE, LANCS. OL16 2LG
ENGLAND
TEL:070-6343551

Marfat.com

ذخیرہ

بصد نیاز و ادب

ماں ـــــ !

میری مشفقہ ، محسنہ ماں !

تو نے مجھے اپنا خون جگر پلایا ،

شب و روز کی محنت شاقہ سے پرورش کی ،

سرد و گرم حالات میں ، اپنی آغوش محبت کو میری پناہ گاہ بنایا ،

تیری نیازمندی میرا مذہب ،

تیری خوشنودی میرا سرمایہ ،

تیرے زیر قدم میری جنت ،

میرے اُفق تا بہ اُفق سایہ گستر ، تیری بے لوث دعائیں ،

یہی تو ہیں

کارگاہ حیات میں میری کامرانیوں کا سب سے مستحکم ذریعہ ،

لو ماں ! تمہارا فرزند ، اپنی دینی تحریروں کا مختصر ہدیہ بصد نیاز و ادب

تمہارے حضور پیش کرتا ہے ۔

گر قبول اُفتد زہے عز و شرف

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ــــ ٥

. . . القادری

اسلامک اکیڈیمی ؛ دی ہیگ ـــــ ہالینڈ

Marfat.com

Marfat.com

ترتیب

تقدیم ۶ تا ۸

تمہید ۹ تا ۳۵

باب اوّل ، اسلام میں انسانی عظمت کا تصوّر ۳۷ تا ۶۴

باب دوم ، اسلام اور نظام عدل و مساوات ۶۵ تا ۱۰۵

باب سوم ، اسلامی جہاد اور اس کا مقصد ۱۰۷ تا ۱۴۸

باب چہارم ، اسلامی سزائیں امنِ عالم کی ضامن ہیں ۱۴۹ تا ۲۵۴

باب پنجم ، اسلامی انقلابِ امن اور مصائبِ رسول ۲۵۵ تا ۳۰۲

نوٹ : ہر باب کے شروع میں اس کے مضامین کی تفصیلی فہرست درج ہے ۔ ملاحظہ فرمائیں

Marfat.com

بسمہٖ وحمدہٖ والصلوٰۃ علیٰ رسولہٖ وجندہٖ

تقدیم

اب تک دنیا بے شمار سیاسی اقتصادی اور سماجی نظاموں کا تجربہ کر چکی ہے اور آج بھی عالمی آبادی میں جمہوریت، سامراجیت، سرمایہ داری، کمیونزم، سوشلزم وغیرہ ناموں سے مختلف نظام فکر و عمل رائج ہے۔

لیکن ایک تو زندگی کے ان تمام نظاموں میں انسان کی اخلاقی قدروں کو نظر انداز کر دیا گیا ہے اور بعض اخلاق سے اعتنا بھی کیا گیا ہے تو صرف اس لئے کہ مالی اور سیاسی مفاد سے ان کا گہرا رشتہ ہے۔ اگر ان کو چھوڑ دیا جاتا تو بہت سے اقتصادی اور ملکی فوائد بری طرح مجروح ہوتے اور کسی دنیاوی مفاد پر حرف آنا ان نظاموں کی شریعت میں سب سے بڑا گناہ ہے۔

دوسرا نقص یہ ہے کہ روحانی اقدار اور مابعد الموت کے تصور سے یہ سارے نظام یکسر خالی ہیں اور اس فضائے محدود سے ماورا کسی عالم بسیط کا خیال محض ایک فریب سمجھتے ہیں۔ جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔

تیسری خرابی یہ ہے کہ جس بنیادی نصب العین کے خوش نما اور نشاط انگیز تصور پر ان نظاموں کی اساس قائم ہے اس کی تکمیل سے بھی تجربات کی وسیع دنیا میں وہ ناکام ہی ثابت ہوئے۔

اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ آج جب کہ سارے نظاموں کی خرابیاں طشت از بام ہو چکی ہیں، اور جن کے باعث دنیا ایک متعفن آتشکدہ بنتی جا رہی ہے تو کیا اسلام اس صورت حال میں مظلوم انسانیت کی دستگیری کر سکتا ہے۔ اور تباہ حال دنیا کو فیروزمندی و سعادت سے ہم کنار کر سکتا ہے یا نہیں؟

اس سلسلہ میں عرض ہے کہ اسلامی نظام حیات، انسان کے اندر خوف خدا، آخرت کے تصور، پھر اپنی اور ساری مخلوق کی خیر خواہی، اور بھلائی کے افکار و جذبات بروئے کار لانے کے اصولوں پر قائم ہے۔ اس لئے وہ عبادات اور معاملات دونوں ہی پر مشتمل ایک جامع اور باہم مربوط و مضبوط دستور پیش کرتا ہے، جو بندہ اور خدا، فرد اور خاندان، فرد اور معاشرہ فرد اور حکومت کے درمیان پائے جانے والے تعلقات کی مکمل تشریح و تحدید کرتا ہے۔ وہ جہاں نوع انسان کے

Marfat.com

دنیاوی مفادات کا پاس و لحاظ رکھتا ہے اور ان کی حد بندی کرتا ہے۔ وہیں انسان کی اخلاقی قدروں اور روحانی توانائیوں کے اصول و ضوابط بھی پیش کرتا ہے ——— اور ان سب کو بروئے کار لانے پر پورا زور صرف کرتا ہے۔ اور اس کی حکیمانہ جامعیت کا عالم یہ ہے کہ دوسرے نظاموں میں جہاں سے مفاسد کے سوتے پھوٹتے ہیں، اور جہاں سے ظلم و تعدی کے دروازے خود بخود کھلتے ہیں اور اپنی حدوں سے تجاوز و سرکشی کا بازار علانیہ اور خفیہ طور پر خوب خوب گرم ہو جاتا ہے، ان سب کی پیش بندی یا علاج و مداوا اسلام میں پہلے ہی سے موجود ہے۔

اسی لئے اسلام آج بھی انسانیت کی دستگیری اور عالمی امن و سلامتی کی وہی صلاحیت رکھتا ہے جس کا صدیوں تک دنیا برابر مشاہدہ کرتی رہی ہے۔ اور آج بھی دنیا کے مختلف گوشوں میں جس شعبہ تک اسلام کو عمل دخل حاصل ہے اس کی کارفرمائی کا حسن نمایاں ہے۔ تفصیلات میں مجھے جانے کی ضرورت نہیں کیوں کہ ایک مبسوط کتاب دعوے کی دلیل کے طور پر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اور نظام اسلام کے ہر پہلو پر تفصیلی گفتگو اور دوسرے نظاموں سے تقابل پر اور بھی قابلِ قدر تحریریں موجود ہیں۔

لیکن یہ انسانیت کی دردانگیز مظلومیت ہے کہ اسے اس کے امراض کی شفابخش دوا نہیں دی جاتی۔ جس کا سبب یہ ہے کہ ایک طرف ہر نظام چلانے والوں کے اندر جہاں اور نظاموں سے نفرت و بیزاری پائی جاتی ہے وہیں اسلام سے بھی حسد، عداوت اور تعصب و تنگ دلی کا عنصر پوری طرح کارفرما نظر آتا ہے۔ جب کہ یہی ان کا مسیحا اور ان کی لاینحل مشکلات کا حل ہے۔

دوسری طرف بیشتر مسلم ممالک کا بااقتدار طبقہ اسلام کی روحانی و ایمانی توانائیوں اور اس کی ہمہ گیر صلاحیتوں سے نابلد ہے۔ مزید برآں اس کا ذہن اس تعلیم و تحریر سے مسموم ہو چکا ہے۔ جسے اسلام دشمن قوتیں سیاسی دنیا کو اس سرچشمۂ حیات سے محروم رکھنے یا دور کرنے کی خاطر وسیع پیمانے پر بڑی تیزی سے عام کر رہی ہیں۔ اسی لئے یہ طبقہ جو اسلام کو اس کی ساری خوبیوں اور صلاحیتوں کے ساتھ عملی زندگی میں پیش کرنے کا اصل ذمہ دار ہے وہ خود دوسروں کا دست و بازو اور اسلامی نظامِ حیات کا حریف بن چکا ہے۔

ظاہر ہے کہ اسلام کی قوت و صلاحیت اس کا جلال و جمال اور اس کا حسن و کمال اسی وقت پورے طور پر جلوہ آرا ہو سکتا ہے جب اُسے مکمل نفاذ حاصل ہو۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے خود اسلامیانِ عالم اسے زندگی میں اس کا وہ مقام عطا کریں جس کے بغیر اس کی جلوہ سامانیوں کا

Marfat.com

ظہور ممکن نہیں۔

دوسرے نظام زندگی دیکھنے اور پڑھنے سے پہلے خود اسلام کا گہرا اور وسیع مطالعہ اسلامی مفکرین کے رشحات قلم کی روشنی میں کرنا ہوگا۔ پھر دوسرے نظاموں کا جائزہ، ان کے اعتراضات کی جانچ، اور اسلام کے ساتھ ان کا تقابلی مطالعہ بھی کرنا ہوگا۔ اس کے بغیر اسلام کی طرف سے بددلی نہ صرف یہ کہ بہت بڑی ناانصافی ہے بلکہ اپنی خودکشی اور پوری انسانیت کی تباہی وبربادی کا پیش خیمہ بھی ہے۔

مبلغ اسلام برادر گرامی مولانا بدر القادری مدظلہ کو رب کریم جزائے خیر سے نوازے کہ انہوں نے اسلام سے ناآشنائی اور اس کی طرف سے بدگمانی کا مرض دیکھ کر اس کا علاج پیش کیا۔ اور زیر نظر کتاب میں اسلامی نظام حیات کے مختلف شعبوں پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے، یہ بھی ثابت کیا کہ امن عالم آج بھی اسلام کی تنفیذ ہی سے قائم ہو سکتا ہے۔ اس کے دامن میں اب بھی وہ بجلیاں پوشیدہ ہیں، جو دنیا کی بدحالی وابتری کا قلع قمع کر سکتی ہیں۔

تعصب و تنگ نظری کی عینک اتار کر دانشوران عالم اگر صاف دلی اور نیک نیتی سے تباہ حال انسانیت کی نجات پر غور کریں تو اس کی فلاح وبہبود کی مکمل اور جامع تدبیریں اسلام ہی کے دامن میں ملیں گی۔

کتاب کی تفصیلات سے کیف آشنا اور لطف اندوز ہونے کے لئے ورق الٹئے۔ اور اس خزانۂ معارف کی حقائق نمائی سے اپنے دیدہ ودل کی دنیا آباد کیجئے ؎

توفیق دے جس دل کو خداوند تعالےٰ
دامن میں وہ لے رحمت وانوار کی سوغات (بدر)

محمد احمد مصباحی
المجمع الاسلامی، مبارکپور (ہند)

دار العلوم اشرفیہ، مبارکپور
۷؍ ذیقعدہ ۱۴۰۹ھ / ۱۲؍ جون ۱۹۸۹ء، دوشنبہ

Marfat.com

تمہید

نعارۂ خدا ۔۔۔ ۱۰
بلکتی ہوئی انسانیت پوچھتی ہے ۔۔۔ ۱۱
حکمرانی خدا کی ۔۔۔ ۱۲
جس خدا نے انبیاء اور کتابوں کے ذریعے ہدایات دیں ۔۔۔ ”
خدا کی آخری کتاب ۔۔۔ ۱۴
دین کامل ۔۔۔ ۱۵
حقوق انسانی کے تحفظ میں اقوام متحدہ کی قرارداد ۔۔۔ ”
اسلامی قوانین ۔۔۔ ۱۷
انسانی برابری ۔۔۔ ”
اسلام میں تعصب نہیں ۔۔۔ ۱۸
انسان قابل احترام ہے ۔۔۔ ۱۹
مذہب کی آزادی ۔۔۔ ۱۹
ہر قوم کے پرسنل لا کی حفاظت ۔۔۔ ۲۰
رہنمایان مذاہب اور معابد کی حفاظت ۔۔۔ ”
عدل واحسان سب کے لئے ۔۔۔ ۲۱
معاش اور حوائج زندگی سب کا حق ہے ۔۔۔ ”
نفسانی بیماریوں کا خاتمہ ۔۔۔ ۲۲
انسانی اقدار اعلیٰ ۔۔۔ ۲۳
گھریلو امن ۔۔۔ ”
معاشرتی امن ۔۔۔ ۲۶
خیر امت ۔۔۔ ۳۰
کتاب اسلام اور امن عالم ۔۔۔ ۳۲
حوالے ۔۔۔ ۳۴

Marfat.com

نقارۂ خدا طوفان بہت شدید ہے ـــــ کفر وطغیان اور سرکشی کا طوفان ظلم و بدکرداری کا طوفان، انسانی قدریں پامال ہو رہی ہیں ـــــ خدا کے بندے خدا سے بغاوت پر کمربستہ ہیں ـــــ رحیم وکریم رب کی رحمت انہیں اپنی آغوش میں سمیٹنے کو بلارہی ہے ـــــ مگر موجودہ دور کا انسانی معاشرہ اپنی خدا بیزاری میں حضرت نوح (علیہ السلام) کے باغی بیٹے کنعان کی طرح خیالی پناہ گاہوں کے زعم میں ہلاکت خیز موجوں میں کھوتا چلا جارہا ہے ۔ یہ کہتے ہوئے ـــــ

سَاٰوِیْ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ ؕ ۱ — میں بہت جلد کسی پہاڑ کی پناہ لیتا ہوں وہ مجھے پانی سے بچالے گا ۔

مگر طوفان نوح میں کشتیٔ نوح سے الگ رہ کر قوم نوح غرقاب ہوگئی ۔ کفر وکبر کا وبال انہیں لے ڈوبا ۔ اس وقت سیدنا نوح علیہ السلام نے کسی پہاڑ کی پناہ لیکر خود کو بچانے کا خیال ظاہر کرنے والے بیٹے کو جتلا دیا تھا کہ آج تمہیں خدائی عذاب سے اس رحیم وکریم رب کے سوا کوئی نہیں بچاسکتا ۔ اور ایسا ہی ہوا کہ کنعان بھی اور خدا دشمنوں کے ساتھ فنا ہوگیا ۔

فرمودۂ نوح کو غور سے سنیئے

قال لا عاصم الیوم من امر اللہ الا من رحم وحال بینھما الموج فکان من المغرقین ۲ — کہا، آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں، مگر جس پر وہ رحم کرے اور ان کے درمیان موج آڑے آئی اور وہ غرق ہونیوالوں میں سے ایک ہوگیا ۔

- اے ارباب سیاست وسیادت !
- اے صاحبان اختیار واقتدار !
- اے دورِ حاضر کے معلمین تہذیب واخلاق !
- اے عالمی اقتصاد وتمدن کے کلید بردارو !
- اے علوم جدیدہ کے ماہرو ! اور اہل ایجاد واکتشاف

ہلاکت خیز طوفان کی موجوں میں گرفتار انسانی دنیا کو، خدا کی مرضی کے خلاف اپنی ہوس

Marfat.com

رانی کا شکار بنانے سے باز آؤ ——— امن وسلامتی کے خدا ساختہ فطری قانون کو ملیا میٹ نہ کرو ——— ورنہ

تم خود ذلیت ونابود ہو جاؤ گے - اور ، ع - تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

ڈرو! اپنے اور ساری کائنات کے خالق ومالک کی گرفت سے

جس نے ،

فرعون کو دریائے نیل کی موجوں میں ڈبو دیا ،

نمرود کو اس کے کیفر کردار تک پہونچایا - ہامان وشدّاد کی جھوٹی خدائی کا بھرم توڑ ڈالا ،

قوم نوح کے باغیوں کو فنا کرنے کے لئے ایک لاکھ چالیس ہزار مربع کلو میٹر مساحت زمین کو غرقاب کر دیا ،

مختلف ادوار میں اپنے نافرمانوں پر سنگ باری ، وبا ، سیلاب ، خسف زمین اور مسخ صورت کا عذاب اتارا ،

ابرہہ کے ہاتھی والے لشکر کو ابابیلی کنکریوں سے روند ڈالا ،

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝

اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ، وہ آپ زندہ اوراوروں کا قائم رکھنے والا ، اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند ، اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ، وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بے اس کے حکم کے ، جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ، اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے اسکی کرسی میں سمائے ہوئے ہیں آسمان اور زمین اور اسے بھاری نہیں انکی نگہبانی ، اور وہی ہے بلند ، بڑائی والا ، -

بلکتی ہوئی انسانیت پوچھتی ہے

امن وسلامتی کا حقیقی داعی کون ہے ؟ ———
کس قانون میں یہ قوت اور ہمہ گیریت ہے

Marfat.com

جو تمام انسانوں کو من حیث الانسان اس کا حق دینے اور دلانے کے محکم اصول رکھتا ہے؟ — صدیوں سے متواتر جنگ وجدال کے الاؤ میں جلتی بھنتی ہوئی انسانیت کا سچا نجات دہندہ کون ہے؟ —— یہ اس دور کا ایک چبھتا ہوا سوال ہے۔ جو دنیا بھر کے اہل فکر و نظر کے سامنے سوالیہ نشان بنکر کھڑا ہے۔

تحقیق و تفتیش اور تلاش و جستجو اگر اخلاص مندی اور عصبیت سے بے نیاز ہو کر کی جائے تو حقیقت تک رسائی ناممکن نہیں۔ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ دنیا میں امن کا قیام صرف نظام اسلامی کے نفاذ ہی سے ہو سکتا ہے۔ ہمارے نزدیک پیکر عالم کے لئے ایسے ہی ہے —— جیسے جسمانی ڈھانچے کے ساتھ لگی ہوئی خوبصورت اور مناسب جلد۔ جلد کے بغیر ڈھانچہ، اور ڈھانچے کے بغیر جلد بے معنیٰ ہیں۔

حکمرانی خدا کی

اولین مرحلہ میں ہی یہ بات ذہن نشین کر لینی ضروری ہے کہ نظام اسلام کا مقصد ہے۔ "خدائی قوانین کی حکمرانی"

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؎ — حکم نہیں مگر اللہ کا

وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ؎ — وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ؎ — اے لوگو! اس پر چلو جو تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا، اور اسے چھوڑ کر اور حاکموں کے پیچھے نہ جاؤ، بہت ہی کم سمجھ پاتے ہو۔

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؎ — تو کیا اللہ کے سوا میں کسی اور کا فیصلہ چاہوں؟ اور وہی ہے جس نے تمہاری طرف مفصل کتاب اتاری

جس خدا نے انبیاء اور کتابوں کے ذریعہ ہدایات دیں

خدا جو ساری کائنات کا خالق و مالک ہے، جس نے انسانوں کی بھلائی اور انکی ضروریات پوری کرنے کے لئے انواع و اقسام کی نعمتوں سے دنیا کو آراستہ کیا۔ اور اپنی پسندیدہ راہ پر چلانے کے لئے انسانوں ہی میں سے نبی اور رسول بھیجے۔ جن پر خدائی پیغامات نازل ہوتے تھے۔ اور وہ دنیا میں بسنے والوں کو خدا کی

Marfat.com

وحدانیت ماننے، اس کی پرستش کرنے، اور شرک و سرکشی سے باز رہنے کی تعلیم دیا کرتے تھے ـــــ ان برگزیدہ پیغمبران خدامیں سے بعض پر خدا کی کتاب بھی نازل ہوئی ـــــ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام تک جتنے پیغمبر اور رسول آئے، اور ان پر جتنی کتابیں نازل ہوئیں وہ سب اصلا خدا کی سچی کتابیں تھیں۔ آخری نبی اور خاتم المرسلین کی حیثیت سے اللہ تعالےٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ـــ خدا کی وحدانیت، شرک سے اجتناب، ایمان بالآخرۃ، قیامت، حیات بعد الممات، حشر و نشر جنت و دوزخ، نماز و روزہ، زکوٰۃ، حرام و حلال کی تفریق، حسنات و سیئات کا بیان، عدل و انصاف، طہارت و نظافت، خوف خدا، طاعت و انابت کی وہ تمام الٰہی تعلیمات جنہیں لیکر ادوار ماسبق میں سیدنا آدم علیہ السلام، سیدنا نوح علیہ السلام، سیدنا ادریس علیہ السلام سیدنا ہود علیہ السلام، سیدنا صالح علیہ السلام، سیدنا ابراہیم علیہ السلام، سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام، سیدنا اسحاق علیہ السلام، سیدنا لوط علیہ السلام، سیدنا یعقوب علیہ السلام، سیدنا یوسف علیہ السلام، سیدنا شعیب علیہ السلام، سیدنا موسیٰ علیہ السلام، سیدنا ہارون علیہ السلام، سیدنا یوشع علیہ السلام، سیدنا حزقیل علیہ السلام، سیدنا الیاس علیہ السلام، سیدنا الیسع علیہ السلام، سیدنا شمویل علیہ السلام، سیدنا داؤد علیہ السلام، سیدنا سلیمان علیہ السلام، سیدنا ایوب علیہ السلام، سیدنا یونس علیہ السلام، سیدنا ذوالکفل علیہ السلام، سیدنا عزیر علیہ السلام، سیدنا زکریا علیہ السلام، سیدنا یحییٰ علیہ السلام، سیدنا عیسیٰ مسیح علیہ السلام۔ (وعلیٰ نبینا افضل الصلوٰت والتسلیمات ابداً دائماً) تشریف لاتے رہے، انہی بنیادی تعلیمات اور احکام الٰہیہ کو مکمل و مبسوط شکل میں لیکر سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے۔ آخری خدائی صحیفہ قرآن مجید ہمیشہ کے لئے کامل نظام حیات کا دستور بن کر نازل ہوا ـــــ ماسبق صحیفے زمانہ کی دستبرد سے محفوظ نہ رہے ان میں انسانی ہاتھوں نے ترمیم و تنسیخ کردی، اور رد و بدل کر دیا تھا ـــــ رب تعالےٰ نے تمام صحیفوں کا جامع قرآن مجید نازل فرمایا ـــــ اب یہی کتاب خدائی احکام کی بنیاد ہے۔ قرآن مجید صوری و معنوی ہر لحاظ سے معجزہ ہے، اور منکرین کے لئے کھلا ہوا

Marfat.com

چیلنج بھی ہے

آفتاب تازہ پیدا بطن گیتی سے ہوا ⁂ آسماں ڈوبے ہوئے تاروں کا ماتم کب تلک

خدا کی آخری کتاب

اب دنیا میں خیر و شر کا معیار یہی خدا کی آخری کتاب ہے۔ اسی کا فیصلہ، فیصلۂ حق ہے۔ کامل، مکمل و غیر مبدل،

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ٥ له

اور پوری ہوئی تیرے رب کی بات سچ اور انصاف میں اسکی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں اور وہی ہے سنتا جانتا۔

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ ٥ ه

وہ جو اتباع کریں گے اس رسول امی، غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت و انجیل میں وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا، اور برائی سے منع فرمائے گا۔ اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا، اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا۔

اس کتاب الٰہی کے عجائب لامتناہی ہیں۔ رب کائنات نے اس میں ہر چیز کا بیان رکھا ہے ارشاد فرماتا ہے۔

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ له

ہم نے کتاب میں کوئی چیز چھوڑ نہیں رکھی،

سورۂ نحل میں فرماتا ہے

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ٥ له

ہم نے اتاری تم پر کتاب۔ ہر چیز کا روشن بیان بنا کر،

شیر خدا حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں

"اگر میں چاہتا تو سورۂ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹوں کو بوجھل کر دیتا"

"سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ یہ کتاب ہر شئی کے لئے واضح بیان میں نازل ہوئی ہے، اور ہمیں قرآن ہی کے ذریعہ ان میں سے کچھ کا علم حاصل ہوا —— یہ

شعر آپ کی طرف منسوب ہے ؎

جمیع العلم فی القرآن لکن ٭ تقاصر عنہ افہام الرجال

قرآن میں سب علوم موجود ہیں لیکن انسانی عقلوں کی وہاں تک رسائی نہیں

دین کامل

خاتم الانبیاء اور سید المرسلین بنکر سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تشریف لا چکے، ان کا اتباع ہی ابراہیم خلیل اللہ، موسیٰ کلیم اللہ، اور عیسیٰ مسیح اور تمام نبیوں رسولوں کی پیروی ہے —— نیز احکام قرآنی نے تمام صُحف ماسبق سے بے نیاز کر دیا۔ قیامت تک کے لئے خدا کا پسندیدہ دین صرف اسلام قرار پایا ——

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۱۲

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا، اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی، اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ۱۳ وَاَنْ اَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ۱۴

بیشک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے اور یہ کہ اپنا رخ دین کے لئے سیدھا رکھ سب سے الگ ہو کر،

اب یہی صحیفۂ ہدایت رہتی دنیا تک عالم انسانی کو گمراہی سے بچانے والا مینارِ نور ہے۔ قوموں کو اسی کے دامن میں پناہ لینے سے خدائی امان میسر آئے گی۔ اور اسی دین اسلام اور قرآن مجید میں تمام کامیابیاں اور کامرانیاں مضمر ہیں۔ اس سے بغاوت کرنے والے اور اسے چیلنج کرنے والے دنیا و آخرت میں ہر جگہ ذلیل و خوار اور رسوا ہوں گے —— کیونکہ یہی دین کامل اپنے اندر دینی امن و امان کا سامان رکھتا ہے جو کہیں اور نہیں۔

حقوقِ انسانی کے تحفظ میں اقوام متحدہ کی قرارداد

المنجد فی اللغۃ والاعلام میں حقوق الانسان کے تحت پطرس حرفوش نے ۱۰ دسمبر ۱۹۴۸ء کو پیرس میں اقوام متحدہ کی پاس کردہ قرار دادوں کا ذکر کیا ہے۔ جسے اہم وثیقے کی حیثیت سے دنیا بھر کے ممالک میں مشتہر کیا گیا۔ اس قرارداد

Marfat.com

کی تیس شقیں ہیں ——— جن میں کی بعض یہ ہیں۔

(۱) ہر انسان آزاد پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے انسانی شرافت اور حقوق ہر ایک کے لئے ہوں گے۔ اور ہر انسان عقل و ضمیر کا سرمایہ بھی رکھتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہر ایک، دوسرے کے لئے برادرانہ برتاؤ رکھے۔

(۴) کوئی کسی کی آزادی سلب نہیں کرے گا، اور نہ کوئی کسی کو غلام بنائے گا۔

(۱۸) حریت فکر، آزادئ ضمیر اور دینی خود مختاری ہر انسان کا حق ہوگا، اور یہ حق اسے اپنے دین، اور اعتقاد کی تبدیلی کا اختیار دیتا ہے۔ تعلیم و تربیت، عبادات اور دینی شعائر کے اظہار کا بھی ہر ایک کو پورا حق ہوگا۔

(۲۵) ہر انسان کو برابر معاشی حقوق حاصل ہوں گے جو اس کی اور اس کے خاندان کی خوشگوار زندگی کے لئے کافی ہوں

(۲۶) والدین کو اپنی اولاد کے تربیتی معاملات میں برتری کا حق ہوگا۔

(۲۷) اجتماعی تہذیب کو فروغ دینے میں ہر انسان کو آزادانہ اشتراک کا پورا حق ہوگا [۱]

مذکورہ تمام دفعات اور قرار دادیں یقیناً آزادی اور حقوق انسانی کے تحفظ پر دلالت کرتی ہیں اور ان قرار دادوں کے ذریعہ غلامی کا خاتمہ ہو جانا چاہئے ——— انسانی عقل و ضمیر کی سودے بازی بند ہو جانی چاہئے ——— دنیا میں برادرانہ برتاؤ ابھر کر سامنے آجانا چاہئے ——— سیاہ و سپید اور رنگ و نسل کا امتیاز مٹ جانا چاہئے ——— حریت فکر اور آزادئ ضمیر اور خود مختاری کو فروغ ملنا چاہئے ——— معاش سے مجبور ہو کر جان دینے والوں کا غم غلط ہو جانا چاہئے ——— اور ان تمام انسانی حقوق کی بحالی میں اقوام متحدہ کے سربراہ ممالک کو سب سے زیادہ کوشش کرنی چاہئے ——— ایسی کوشش جو ہر قسم کے تسلط اور فریب سے صاف ہو ——— یہی تمنا دنیا کے ہر امن پسند انسان کی ہے ——— اور مسلمان ہونے کے ناطے ہم اس خواہش اور تمنا میں ہر ملت اور ہر مکتب فکر سے مقدم ہیں۔

اسلامی قوانین بیسویں صدی میں اقوام متحدہ نے عالمی رائے عامہ اور اسلامی اثرات کے تحت آزادی کی دھمک محسوس کر کے جن قوانین کو منضبط کیا، ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر اسلام نے انہیں مرتب و مدون کر لیا تھا ـــــ اور نافذ کر کے ایک دور کو تاریخ عالم کا حقیقی پرامن دور ثابت بھی کر دیا۔

انسانی برابری اسلام ہی نے نفرت بھری دنیا میں وحدت انسانی کا صور پھونکا ـــــ اور تقویٰ کو بزرگی کا معیار قرار دیا۔

یایھا الناس انا خلقنکم من ذکر و انثیٰ وجعلنا کم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عنداللہ اتقکم ۱۶؎	اے لوگو! بیشک ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو،

رسول اعظم و اکرم رحمۃ للعالمین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ایک موقع پر مجمع صحابہ میں اس آیت پاک کی تشریح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"نہ تو عربی کو عجمی پر فضیلت ہے، اور نہ عجمی کو عربی پر، نہ سفید رنگ والے کو سیاہ فام پر ترجیح ہے، نہ سیاہ فام کو سفید فام پر، مگرہاں! فضیلت صرف تقویٰ اور طہارت کی وجہ سے ہے۔"

خطبۂ حجۃ الوداع میں وحدت انسانی کے لئے یہ اہم منشور بھی تھا، جو رسول رحمت نے عطا فرمایا

الناس کلھم بنو آدم و آدم خلق من تراب ۱۷؎	تمام لوگ آدم کے بیٹے ہیں، اور آدم مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں۔

فتح مکہ کے موقع پر ظالم کفار قریش کے حق میں سرور کائنات علیہ السلام کا خطبہ بھی اسلام میں انسانی حریت پر روشنی ڈالتا ہے، جب آپ نے فرمایا۔

اذھبوا فانتم الطلقاء	جاؤ تم سب لوگ آزاد ہو

اسلام ہی نے غلامی کو دنیا سے ختم کرنے کی عملی اور دور رس تدبیروں کو نافذ کیا، تا آنکہ غلاموں نے آقاؤں سا عروج و کمال حاصل کر لیا اور غلام و آقا ایک صف میں آگئے ـــــ

Marfat.com

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز،

وفات سے پہلے رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے جلیل القدر صحابہ کرام کا ایک لشکر ایک غلام زادہ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی سربراہی میں روانہ فرمایا۔ جس کو روانہ کرتے ہوئے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسامہ کے گھوڑے کی رکاب سے لگ کر پیدل پیدل چلتے رہے، اور وہ ادباً سواری سے اترنے لگے تو انہیں قسم دیکر اترنے سے باز رکھا ——— عبدالملک ابن مروان کے زمانے میں حضرت امام زہری خلیفہ کے پاس پہونچے تو اس نے امام زہری سے مکہ مکرمہ، یمن، مصر، شام، جزیرہ، بصرہ، کوفہ، کے سرداران کے نام دریافت کئے۔ امام زہری نے خلیفہ کو آٹھ مقامات کے آٹھ سرداروں کے نام گنوائے ——— جن میں بابراہیم نخعی سردار کوفہ کے علاوہ سب کے سب پہلے غلام تھے — اور اسلامی قانون کی برکتوں نے آزادی دیکر ان سب کو علم وفضل سے نوازا اور مسلمانوں کا سردار بنا دیا ———

عبدالملک ابن مروان جیسے عربی عصبیت رکھنے والے خلیفہ کو کہنا پڑا کہ،

"واللہ غلاموں کو بڑے بڑے لوگوں پر سردار ہونا ہی چاہئے، حتی کہ برسر منبر ان کے نام کے خطبے پڑھے جائیں، اور عرب ان کے نیچے بیٹھے ہوں" ۱۸

اسلام میں تعصب نہیں

رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا۔

"جو بلا وجہ جنگ کرے اور تعصب کی جانب بلائے، یا تعصب کی بنا پر غصہ کرے، وہ جاہلیت کی موت مرے گا" (عن ابی ھریرۃ) ۱۹

ابن ماجہ کتاب الفتن میں ہے۔ حضرت فسیلہ اپنے والد سے روایت کرتی ہیں ——— ان کے والد نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔

یا رسول اللہ امن العصبیۃ ان یحب الرجل قومہ قال لا — یا رسول اللہ! کیا اپنی قوم سے محبت رکھنا بھی تعصب ہے۔ آپ نے فرمایا، نہیں ——— بلکہ

Marfat.com

ولکن من العصبیۃ ان یعین الرجل قومہ علی الظلم ۲۰ ــــــ یہ ظلم میں اپنی قوم کی مدد کرنا تعصب ہے ۔

ان فرامین رسول نے اسلامی معاشرہ سے فساد اور جاہلی تعصب کو یک قلم باطل قرار دیدیا ۔

انسان قابلِ احترام ہے

انسانیت کے ناطے ہر آدمی کا ایک دوسرے پر کچھ حق ہے اور ہر آدمی ایک دوسرے کے لئے قابل احترام اور لائقِ عزت ہے ۔

الخلق کلھم عیال اللہ فاحبھم الی اللہ انفعھم لعیالہ ۲۱ ــ تمام مخلوق اللہ کی عیال ہے ، اور تمام مخلوق میں خدا کا سب سے زیادہ پیارا وہ ہے جو اسکے کنبے کو زیادہ نفع پہنچائے

صحیح مسلم کتاب العتق میں ہے ۔

الناس کلھم عیال ۲۲ ــ سارے لوگ ایک کنبہ ہیں ،

اسی لئے اسلام نے یہ قوانین عطا فرمائے کہ

◐ بلا وجہ کسی انسان کو تکلیف نہ دی جائے گی ، اور کسی کی جان و مال کو نقصان نہ پہونچایا جائے گا ۔

◐ کسی شرعی جواز کے بغیر کسی سے سخت کلامی ، ترش زبانی نہیں کی جائے گی ، نہ کسی کی تذلیل کی جائے گی ۔

◐ ہر انسان کی مصیبت پریشانی ، بیماری بھوک پیاس ، یا آفت ناگہانی میں مدد کی جائے گی ۔

◐ شرعی سزاؤں یا جنگوں کے جواز کے سوا کسی حال میں کسی کو کوئی ایذا نہ دی جائے گی ۔

انسانوں پر رحم و مروت کا برتاؤ کرنے کی تعلیم اسلام اس اسلوب میں دیتا ہے ۔

الراحمون یرحمھم الرحمٰن ــ رحم کرنے والوں پر رحمٰن (اللہ تعالیٰ) رحم فرماتا ہے

ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء ۲۳ ــ تم لوگ زمین والوں پر رحم کرو تو آسمان والا ، تم لوگوں پر رحم فرمائے گا

مذہب کی آزادی

اسلام نے ہر انسان کو اپنے مذہب پر قائم رہنے کی آزادی دی ہے کسی کو زور ، زبردستی اور ڈرا دھمکا کر مسلمان بنانا

Marfat.com

جائز نہیں ——

لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ ۲۴؎ دین میں کچھ زبردستی نہیں ،

کتاب الاموال میں ہے کہ کسی غیر مسلم کو اس کے دین و مذہب کی تبدیلی کے سلسلے میں مجبور ہرگز نہ کیا جائے ۔

ولا یکرھون علیٰ دینھم ۲۵؎ ان کے دین میں کسی قسم کی زبردستی نہ کی جائے

ہر قوم کے پرسنل لا کی حفاظت

کسی بھی قوم کے مذہبی معاملات میں ایسی دخل اندازی جو ان کے مذہبی امور ، کلچر ، تہذیب یا پرسنل لا میں خلل کے مرادف ہو ، اسلام نے اسے سخت ناپسند کیا ہے ۔

ولا یحال بینھم وبین شرائعھم ۲۶؎ ان کے اور ان کی شریعتوں کے درمیان حائل نہ ہوا جائے ۔

ہر قوم و قبیلہ اپنے اصول و قانون کے مطابق نکاح ، بیاہ ، شہادت ، معاملات وراثت پر عمل کرنے کا پورا پورا حق رکھتا ہے ۔ کتاب الاموال میں ہے ۔

" یہ لوگ (غیر مسلم) اپنی شہادت کے احکام ، نکاح کے معاملات ، وراثت کے قوانین اور دوسرے تمام مذہبی احکام میں آزاد ہیں " ۲۷؎

چنانچہ شریعت اسلامیہ کے قوانین جس دور میں دنیا پر رحمت بنکر نافذ تھے ، اس دور کے غیر مسلمین اسے اپنی ہم مذہب ریاستوں پر ترجیح دیتے تھے —— اس باب میں تاریخ اسلام میں وافر مثالیں موجود ہیں —— سلطان صلاح الدین ایوبی کا دور بھی ایسے واقعات سے لبریز ہے ۔ جس کا اعتراف غیر مسلم مؤرخین نے بھی کیا ہے ۔

رہنمایان مذاہب اور معابد کی حفاظت

اسلام نے ہر مذہب کے رہنماؤں ، عبادت کے اصولوں اور مذہبی پیشواؤں کے لئے حفاظتی احکامات سنائے ہیں ۔ کتاب الخراج میں ہے ۔

- یہودیوں اور عیسائیوں کے عبادت خانے نہ گرائے جائیں ۔ یہ لوگ ناقوس بجانے اور اپنی عید کے دن صلیب نکالنے سے نہ روکے جائیں ۔

Marfat.com

• یہ لوگ رات اور دن میں جب چاہیں عبادتی ناقوس بجائیں (باستثنا اوقات الصلوٰۃ) ۲۸

عدل واحسان سب کے لئے

عدل وانصاف کے قوانین دوست دشمن اپنے پرائے سب کے لئے برابر قرار پائے۔ اور کسی بھی عالم میں کسی کے لئے ناانصافی اور ظلم کا دروازہ نہیں کھولا گیا۔ بلکہ جذبۂ معاندت ومخالفت جو عدل وانصاف کی راہ میں کبھی روڑا بنکر آپڑتا ہے، اسے بھی روند ڈالنے کی تاکید کی گئی۔

وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا۔ اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی ۲۹

کسی قوم کی دشمنی بھی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ان سے عدل نہ کرو، ہر حال میں عدل کرو یہ روشن تقویٰ سے زیادہ قریب ہے۔

معاش اور حوائج زندگی سب کا حق ہے

رب کائنات نے روئے زمین کی تمام نعمتیں انسان ہی کے لئے پیدا کی ہیں۔ اور ان سب نعمتوں کو مل بانٹ کر انصاف سے استعمال کرنا ہر انسان کا حق ہے —— ہوا، پانی، غذا، لباس اور تمام لوازم حیات کی طرح انسانی عقل وعلم نے جو ایجادات واکتشافات رب کائنات کی توفیق سے کی ہیں، وہ سب بھی خدا ہی کی نعمتیں ہیں —— اور ان کا مستحق ہر انسان ہے۔ ان ایجادات واکتشافات کو امن عالم اور انسانی اخلاقی اقدار کی تشکیل وتعمیر پر خرچ کرنا خدمت انسانیت ہے —— اگر اس کے غلط استعمال سے بلاوجہ انسانی جانوں کا ضیاع ہوتا ہے تو یہ اس ترقی یافتہ دنیا کے لئے باعث ننگ ہے۔ کائنات کی تمام چیزوں سے یکساں طور پر سب کو فائدہ اٹھانے کا استحقاق ہے۔

وَجَعَلْنَا لَکُمْ فِیْھَا مَعَایِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَہٗ بِرٰزِقِیْنَ ۳۰

اور تمہارے لئے اور ان کے لئے جنہیں تم روزی نہیں دیتے ہم نے زمین میں معیشت کے سامان بنا رکھے ہیں۔

سورۂ بقرہ میں ارشاد رب العلمین ہے۔

ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ۳۱

اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے لئے وہ سب کچھ بنایا، جو زمین میں ہے۔

سورۂ ہود میں ہے۔

Marfat.com

وَمَا مِنْ دَابَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا ۳۲؎ — زمین پر چلنے والے ہر جاندار کا رزق اللہ تعالےٰ کے ذمہ ہے۔

رزاق حقیقی تو ہر ذی روح کی روزی کا نظم فرماتا ہے۔ اب سرکش انسانوں کو اپنے مقاصد رذیلہ کے لئے نسلوں، قوموں اور ملکوں کو، معاشی بحران کے الاؤ میں نہیں ڈھکیلنا چاہئے۔ خدائے کریم تو اولاد کی روزی کے بارے میں ماں باپ کو بے فکر کر رہا ہے۔ فرماتا ہے۔

لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ مِّنْ خَشْیَۃِ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُکُمْ وَاِیَّاھُمْ ۳۳؎ — افلاس اور تنگی کی وجہ سے اپنی اولاد کو نہ مار ڈالا کرو، ہم ہی تمہیں اور انہیں روزی دیتے ہیں۔

رزاق حقیقی خدائے تعالےٰ ہے، اور اس نے مومن و کافر ہر ایک کو معیشت کی مساوات عطا فرمائی ہے۔ اب کسی انسانی طاقت کو یہ حق نہیں پہونچتا کہ اس میں رخنہ اندازی کرے۔

یہ وہ اصول حیات ہیں جو اسلام نے دنیا کو اقوام متحدہ کے وجود میں آنے سے تیرہ سو سال پیشتر عطا فرمائے۔

نفسانی بیماریوں کا خاتمہ

اسلام چاہتا ہے کہ قانون اللہ کا احترام اور خوف خدا معاشرہ میں اس طرح رچ بس جائے کہ ہر انسان دوسرے کو بھی خود جیسا سمجھ کر اس سے برتاؤ کرے۔

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ ۳۴؎ — لوگو! اپنے رب سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔

آپس میں صلح و مروت کو فروغ دو، اور تمام نفسانی بیماریاں جو باہمی اختلاف و انتشار کو ہوا دیتی ہیں ان کو قریب نہ آنے دو۔

ولا تحاسدوا ولا تناجشوا ولا تباغضوا ولا تدابروا ولا یبیع بعضکم علی بعض وکونوا عباد اللہ اخوانا — آپس میں ایک دوسرے پر حسد نہ کرو، اور نہ ایک دوسرے کے خلاف بھڑکاؤ، نہ آپس میں بغض رکھو اور نہ آپس میں کسی کی پیٹھ پیچھے برائی کرو اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی بیع پر بیع کرے اور تم خدا کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔

یہ اور ان جیسی تمام رذیل خصلتوں کو جو کاشت کی زمین میں خود رو گھاس اور کانٹوں کی طرح

87507

Marfat.com

انسانی عادتوں میں جڑ پکڑ لیتی ہیں ، اسلام نے بیخ و بُن سے اکھاڑ کر انسانیت عظمیٰ کے مقاصد تک پہونچانے والے امور کی جانب متوجہ کیا ۔

انسانی اقدار اعلیٰ

دنیا میں اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کا عام رجحان ہے ۔ مگر اسلام نے جو معاشرہ تشکیل دیا اس میں عفو ، درگزر ، اور ایک دوسرے سے تعلقات کے دوران پیدا ہونی والی بدمزگیوں کو انگیز کرنے اخلاق کا ثبوت پیش کرنے غلطیوں کو معاف کرنے کا بڑا درجہ بتایا ہے ۔ اور یقیناً یہی انسانی اقدار اعلیٰ کی بنیاد ہے ۔

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ۝ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ۝ ۳۵

نیکی اور بدی کا درجہ برابر نہیں ہوسکتا ۔ برائی کا جواب اچھائی کے ساتھ دو اگر تم نے ایسا طرز عمل اپنایا تو تم دیکھو گے کہ اچانک تمہارا دلی دشمن دوست بن گیا ہے ، البتہ یہ دولت نہیں مل سکتی مگر صابروں کو ، اور اسے نہیں پاتا مگر بڑے نصیب والا ۔

ظلم و شقاوت کی جڑیں اکھاڑ پھینکنے کا بنیادی کارنامہ انجام دینے والوں کو اولاً اپنی ذات سے ان جرثوموں کو دور کرنا چاہئے ۔ پھر معاشرتی امن کے قیام میں ان اسباق کو عام و تام بنانا چاہئے تاکہ ماحول سے بدامنی و خونریزی اور ظلم و بربریت کی خاردار جھاڑیاں صاف ہوسکیں ۔ عفو و درگذر اور رحمت و مغفرت کا انعام خاص رب کریم عطا فرماتا ہے ۔

فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۳۶

جس نے معاف کیا اور صلح کی راہ اختیار کی اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے ۔

گھریلو امن

اسلام نے فرد سے جمعیت تک کو سنوارا ، اجتماعیت کے سب سے مختصر خاکے گھر خاندان سے لیکر عالمگیر انسانی برادری تک کی تطہیر و تعمیر کے اصول دیئے ، گھریلو امن ، لطف و لطافت ، مہر و محبت ، اور خدمت و اطاعت کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا — اہل خانہ ، اولاد اور خوردوں کے ساتھ والدین کا پیار اور شفقت تو جبلی اور خلقی امر ہے ، مگر —— جب شفقت و رافت کے جذبات کو خداوند قدوس کی خوشنودی کا بھی سراغ لگ جائے اور ان تحریکات محبت و الفت کو دین و مذہب کی حمایت بھی حاصل ہو جائے پھر کیا کہنا ۔ گھریلو زندگی کو

Marfat.com

خوشگوار بنانے کے لئے اسلام نے زوجین کو برابر حقوق عطا فرمائے ہیں۔ (البقرہ، ۲۲۸)۔ البتہ مردوں پر ذمہ داریاں زیادہ ڈالی ہیں۔ اور انہیں عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی بہترین تعلیمات سے نوازا ہے۔

خیرکم خیرکم لاھلہ۔ تم میں وہی لوگ بہتر ہیں جو اپنے اہل وعیال کیلئے اچھے ہیں (ترمذی، دارمی، ابن ماجہ)

خیارکم خیارکم لنسائھم۔ تم میں کے اچھے وہ ہیں جو اپنی عورتوں کیلئے اچھے ہیں، (مسلم)

اتقوا اللہ فی النساء۔ عورتوں کے بارے میں خدا سے ڈرتے رہو، (البوحائح)۔

دوسری طرف عورتوں کو تعلیم دی کہ شوہروں کو اپنی آبرو کا رکھوالا، اور اپنی عزت سمجھیں ان کا ادب و احترام ملحوظ رکھیں ——— ارشاد رسول ہے۔

"عورت جب پانچ وقتوں کی نماز پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو وہ جنت کے دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے داخل ہو"۔ (مشکوٰۃ، عن انس)

اچھی بیوی کی خصلت پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے فرمایا۔

"شوہر کو خوش کرے جب وہ اس کی طرف دیکھے، اطاعت کرے جب وہ کسی کام کا حکم دے۔ نیز اپنے مال کے بارے میں کوئی ایسا رویہ نہ اپنائے جو شوہر کو ناپسند ہو" (نسائی، عن ابی ہریرۃ)

اسلام نے عورت کے حقوق کی کامل رعایت کی ہے، انہیں شوہروں کی ناشکری سے منع فرمایا ہے، انہیں شوہر کے گھر کی ملکہ اور امور خانہ داری کی حاکمہ قرار دیا ہے ——— ایک حدیث پاک کے الفاظ مبارک یہ ہیں۔

... والرجل راع علی اھل بیتہ والمرأۃ راعیۃ علی بیت زوجھا وولدہ فکلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ (متفق علیہ عن ابن عمر)

... اور شوہر اپنے گھر والوں کا نگراں ہے، اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور بچوں کی نگراں ہے تو تم میں سے ہر ایک نگراں ہے اور تم میں سے ہر ایک سے ان لوگوں کی بابت پوچھ ہوگی۔

انس ومحبت اور حق شناسی کی اسلامی زندگی گذارنے والوں کو پرورش اولاد کے سلسلہ میں ترغیب دی گئی ہے کہ انہیں عمدہ تعلیم وتربیت سے آراستہ کریں ——— ماں باپ کا

Marfat.com

اولاد کے لئے سب سے وقیع تحفہ یہی ہے ۔

ما نحل والد ولدہ من نحل افضل من ادب حسن (مشکوٰۃ عن سعید بن مسیب)	باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دیتا ہے اس میں سب سے بہتر عطیہ اس کی اچھی تعلیم و تربیت ہے ۔

گھر کے ماحول اور عام معاشرہ میں بڑوں کا ادب و احترام اور چھوٹوں سے شفقت و مروت کا بڑا بنیادی چیز ہے ۔ اولاد کی پرورش اور اسلامی نگہداشت کے لئے مصنف کی کتاب اسلام اور تربیت اولاد کا مطالعہ کریں ـــــــــ اسی لئے چھوٹوں اور بڑوں کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے ۔ ان کے ساتھ فروتنی عاجزی، خوش اخلاقی اور خدمت گذاری سے پیش آنے کو بتایا گیا ہے ۔ ان کی کسی بات کو اگر ناگوار بھی محسوس کیا جائے تو اس پر اُف کہنے کی اجازت نہیں ۔ خاص طور سے ماں کی خدمت کو جہاد پر ترجیح دی گئی ہے ۔ اس کے قدموں تلے جنت بتائی گئی ہے ۔

الزم رجلها فان الجنۃ تحت اقدامها ۔ (احمد، نسائی)	ماں کے قدموں میں رہو، بیشک جنت اس کے پیروں تلے ہے

والدین کے حقوق کو اللہ تعالےٰ نے حقوق اللہ کے ساتھ ذکر کیا ہے ۔

اَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ ۳۷	اور یہ کہ شکر ادا کرو میرا اور اپنے والدین کا
وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۳۸	اور عبادت کرو اللہ کی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو،

اسلام میں انہی اخلاق و فرائض کے ستونوں سے پُرامن گھریلو ماحول قائم ہے ۔ کھلی آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہے کہ عام مسلمانوں کے گھروں میں بدامنی اور شکست و ریخت کی وہ ہنگامہ خیزی ہرگز نہیں جو اور ملتوں میں برپا ہے ۔ مسلمانوں کا گھریلو امن تا ہنوز ملکی و سیاسی میدانوں سے زیادہ محفوظ ہے کیونکہ گھریلو امن پر ابھی اغیار کی چھاپ کم پڑی ہے ۔

ظاہر بات ہے جن گھروں میں گھریلو امور کی اسلامی تعلیمات کو بھی محض چل چلاؤ کے لئے نہیں، بلکہ احکام دین سمجھ کر سرانجام دیا جائے گا، عفت و عصمت، دینداری و وفاشعاری سے سجایا جائے گا خدمت و اطاعت کی ذمہ داریاں محسوس کی جائیں گی، اور دکھ سکھ ہر حال کو صبر و شکیب سے برداشت

Marfat.com

کیا جاتا رہے گا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جس کی اساسوں میں شامل ہوگا، وہ گھر یقیناً جنت نشاں کہے جانے کے قابل ہوگا۔

یہی وجہ ہے کہ صالح مسلم معاشرہ میں غربت وفلاکت، تنگ دستی وعلالت اور معاشی واقتصادی دشواریوں نے کبھی مسلمانوں کے گھروں کا امن غارت نہیں کیا ـــــــ اور نہ ان بنیادوں پر اختلاف وانتشار نے جگہ پائی، بلکہ مصائب وتکالیف کے زمانے میں ایثار وقربانی کے جلوے اور زیادہ نمایاں نظر آتے رہے ہیں۔ کیونکہ ان گھروں کی بندش اسلامی نظام امن ومحبت سے ہوئی ہوتی ہے۔

معاشرتی امن

معاشرہ اور سوسائٹی کو راست رکھنے کے لئے اجتماعی زندگی کا پورا ڈھانچہ درست کرنا ضروری ہے۔ اللہ اور یوم آخرت، جزا وسزا پر ایمان کے ساتھ ساتھ معاشرہ میں خدائی گرفت کا شدید احساس اجاگر ہونا ضروری ہے۔ جو انسان کو رزق حلال کے حصول پر آمادہ کرے، اور حرام کی آلودگیوں سے نفرت دلائے ـــــ چوری، ڈاکہ زنی، رشوت ستانی، دھوکہ دہی، فریب اور گداگری جیسی لعنتوں سے محفوظ رکھے

ـــــــ فرمان رسول ہے۔

"اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کھانا کسی شخص نے کبھی نہیں کھایا۔ اور اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاتے تھے۔" بخاری عن مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ

رشوت ستانی، سود، غصب اور خیانت سے پاک وصاف معاشرہ، جس میں تکبر، ظلم، فحش انگاری وبدزبانی، غیبت، دوغلاپن، وعدہ خلافی، عیب چینی، حسد، بدنگاہی، جھوٹی شہادت استہزا اور تمسخر، ناجائز حمایت وطرف داری جیسی لعنتوں کو انسانی اخلاق کی بدترین بیماریاں سمجھ کر ان سے پرہیز کرایا جائے ـــــــ اور وقار وسنجیدگی، سادگی وصفائی، احقاق حق وابطال باطل، امر بالمعروف ونہی عن المنکر، تعلیم وتعلم، صبر وشکر، شرم وحیا، توکل واستغنار، اخلاص واستقامت، انفاق وسخاوت، حلم ومروت، عبادت وریاضت، دنیا سے بے رغبتی اور فکر آخرت کے اسباق عام ہوں ـــــــ جہاں اپنے پرائے ہر ایک کے ساتھ انصاف وعدل کا برتاؤ کیا جاتا ہو ـــــــ یقیناً خیر وبرکت اور امن وسلامتی کا معاشرہ ہوگا۔

Marfat.com

اسلامی تمدن میں جذبۂ غمگساری اور اپنے بھائی کی حمایت میں خود کو تکالیف کے حوالے کرنے کی روشن مثالیں ملتی ہیں۔

- خود فاقوں پر فاقے برداشت کر کے دوسروں کو شکم سیر کرنا،
- خود عالم نزع میں پانی نہ پی کر دوسرے پیاسے بھائی کو سیراب کرنے کے جذبہ میں جاں بحق ہو جانا ——
- حق وصداقت کی حمایت میں گھر خاندان اور خود اپنی جان تک قربان کر دینا،

اسلامی تاریخ کا طرۂ امتیاز ہے۔

رسول رحمت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی گذر چکا ہے —— ساری مخلوق خدا کا کنبہ ہے تو ان میں سے خدا کو وہ زیادہ محبوب ہے جو اس کے کنبے کو زیادہ نفع پہونچائے۔

صحابیٔ رسول حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا، یارسول اللہ! آپ رحمت کا ذکر اکثر فرماتے رہتے ہیں، حالانکہ ہم لوگ تو آپس میں رحم وکرم کا برتاؤ ہی اپناتے ہیں۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا۔

انما ارید الرحمة الکافة — میری مراد سارے انسانوں کے ساتھ رحم سے پیش آنا ہے

یہ نظریہ غلط ہے کہ معاشرہ میں فساد محض معاشی بدحالی کے باعث رونما ہوتا ہے۔ ہاں! یہ بھی ایک جزوی سبب ضرور ہے اس سے کسی کو مجال انکار نہیں —— مگر معاشرتی فساد کی اس سے قوی ترین وجہ بے حیائی کا فروغ ہے۔ (جس پر مفصل بحث اس کتاب کے باب چہارم میں موجود ہے) اسی لئے اسلامی نظام میں ڈھکی، چھپی، یا ظاہر و باہر ہر قسم کی بے حیائی کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔

قل انما حرم ربی الفواحش ما ظهر منها وما بطن والاثم والبغی بغیر الحق ۳۹ھ — تم فرمادو! میرے رب نے تو بے حیائیاں حرام فرمائی ہیں جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی اور گناہ، اور ناحق زیادتی،

صالح اور پرامن معاشرہ باہمی اعتماد اور برادرانہ فضا چاہتا ہے۔ جہاں لوگ ایک کنبے کی

Marfat.com

طرح زندگی گذارتے ہوں ـــــ خوشیوں میں بھی لوگوں کے ہمدوش ہوں ـــــ اور دکھ درد میں بھی غمگساری کریں ـــــ اِس اسلامی جذبہ کو ہی انسانی جوہر کا نام دیا جاتا ہے۔ شاعر کہتا ہے ؎

گر ہو انساں کسی کے کام آؤ ٭ ورنہ کھاؤ پیو چلے جاؤ،

بیع و تجارت میں دھوکہ دھڑی سے احتراز، احتکار و ربٰو کی ممانعت و مذمت، ناپ تول میں ایمانداری اور سچائی، امانتوں کے سلسلے میں خیانت سے اجتناب، اور دیانت داری کی ترغیب پرامن اسلامی معاشرہ کی بنیادیں ہیں۔ حاکم ہوں یا محکوم عدل و انصاف پر قائم رہیں اور حقوق کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کریں ـــــ جس کو معلم انسانیت صلے اللہ علیہ وسلم نے یوں تعلیم فرمایا ـــــ

اجعلوا الناس فی الحق سواء قریبھم کبعیدھم وبعیدھم کقریبھم۔ حقوق میں تمام انسانوں کو برابر رکھو، اس طرح کہ اپنے بیگانوں کی طرح اور بیگانے اپنوں کی طرح ہوں۔

اس کی عملی تشریح سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس خطبہ میں ملتی ہے جب آپ نے فرمایا ـــــ

"ہر مظلوم ضعیف میرے نزدیک قوی تر ہے، جب تک کہ میں اس کا حق نہ دلا دوں اور ہر ظالم قوی میرے نزدیک کمزور تر ہے، جب تک میں اس سے مظلوم کا حق وصول نہ کر لوں"۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی)

اسلامی قانون کی نگاہ میں اپنائیت یا غیریت کی بنیادیں رنگ و نسل زبان و بیان اور وطن ہرگز نہیں ہیں۔ جو لوگ افریقی ممالک میں ہزاروں کالوں کی ہلاکت کو کیڑوں مکوڑوں کی موت سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے، وہی اپنے علاقوں میں کسی چھوٹی سی پریشانی پر آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ انہیں اپنے ذہنی معیار انسانیت کا جائزہ لینا چاہیئے ـــــ ۱۹۱۲ء کا ذکر ہے جنوبی ایران کو یونین جیک کے زیر سایہ رکھنے کی پاداش میں ایک گورا سپاہی کسی وطن دوست فدائی کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس واقعہ سے انگریزوں کا قومی غرور ابھر کر سامنے آگیا۔ اس بات کو

Marfat.com

لیکر سرایڈ ورڈگرے نے جو اس وقت وزیر خارجہ تھے ۔ بیان دیا کہ ایک انگریز کی زندگی کی قیمت پورے ایران سے زیادہ ہے ۔ اور ایسا نہیں کہ یہ قدیم نشہ وقت کی ٹھوکروں کے بعد اتر گیا ہو ——— اطوار و انداز میں تبدیلیاں ضرور آئی ہیں ۔ مگر یونائیٹڈ امریکہ ہو یا یورپین ممالک آج بھی ان کے کارندے جو دنیا بھر میں اپنے سیاسی مفادات تلاش کرتے ہوئے کسی حادثہ کا شکار ہو جائیں تو ان ممالک کے حکومتی ایوانوں میں زلزلہ آجاتا ہے ——— چاہے انہیں کی اسکیموں اور مفاد پرستیوں کی بنیاد پر افریقن اور ایشین حکومتوں میں ہزار ہا جانوں کی بربادی، کشت و خون، اور تباہ کاریاں برپا ہوں ۔ یہ سب ان کے لئے دلچسپ سیاسی مشغلہ، اور زور بیان بازی آزمانے کا عنوان فراہم کرنے کے سوا کچھ نہیں ۔

اسلام نے انسان کو من حیث الانسان اتنا سر بلند کیا ہے کہ ایک خون ناحق چاہے وہ مشرق میں ہو یا مغرب میں ساری دنیا کے برباد ہو جانے کے مرادف قرار دیا ہے ۔ امن و محبت کی اس اسلامی ہمہ گیریت کا اقرار ہندوستان کے سابق وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے شاہ سعود کے دورۂ ہند ۱۹۵۵ء کے موقع پر لال قلعہ کے استقبالیہ میں تقریر کے دوران کیا تھا ۔ اور بہت سی باتوں کے ساتھ نہرو جی نے یہ بھی کہا تھا ۔

"اسلام جو ایک بڑا عظیم الشان مذہب ہے اور جس نے دنیا پر گہرے اثرات ڈالے ہیں ہندوستان میں پرامن دوستانہ طریقے سے داخل ہوا ۔ وہ اپنے ساتھ امن و صلح کا پیغام لایا ۔ ہندوستان نے بھی اپنی روایات کے مطابق اس کا خیر مقدم کیا ۔ اور یوں ہندوستان میں اسلام کو قائم ہونے کا موقع ملا ۔ اس کے بعد مختلف لوگوں نے زور آزمائیاں شروع کیں مگر وہ سیاسی میدان تک محدود رہیں ۔ بعض لوگ غلطی سے آپس کی لڑائیوں کو مذہبی لڑائیاں تصور کرنے لگے ہیں ۔ ہو سکتا ہے اس وقت بھی مذہب کو استعمال کیا گیا ہو، مگر مجموعی حیثیت سے یہ تمام لڑائیاں محض سیاسی تھیں ۔" ۴۰ ؎

یہ معاملہ محض تاریخ ہند کا نہیں ہے، دنیا کے تمام خطوں کی تاریخ کھنگالیے تو اسلام کی انسان نوازی اور پرامن پیغامات کی ایسی ہی جلوہ ریزیاں نظر آئیں گی ۔ ہم دنیا کے جغرافیہ پر مسلمانوں کے سیاسی تسلط کا تذکرہ نہیں کر رہے ہیں ۔ بلکہ اسلامی تعلیمات کی حقیقی روشنی پہونچا کر ضلالت و

Marfat.com

گمراہی میں ڈوبی ہوئی ذہنیت کو انسانی اقدار سے مالا مال کرنے والی "امن عالم" تحریک کی یاد تازہ کر رہے ہیں۔

خیر امت

اہل مغرب کے لئے یہ بات ہمیشہ حیران کن رہی ہے کہ معاشی و اقتصادی لحاظ سے مسلمانوں کی اکثریت زیادہ تر خوشحال نہیں رہی۔ اور ابتدائی صدیوں کے بعد مسلمانوں کا حکمراں طبقہ اکثر بے اعتدالی کا شکار ہوتا رہا۔ پھر بھی وہ کون سی قوت محرکہ ہے جس نے ابھرتے ہوئے شدید طوفانوں کے بالمقابل اب تک اسلام کو غیر متزلزل رکھا ہے حقیقت تو یہ ہے کہ معاش، اقتصاد اور تمدن کی حدود سے بلند ہو کر دیکھنے کا شعور آ جائے تو یہی تتبع ہدایت کی قندیل ثابت ہو جائے ——— خدائے واجب الوجود کی قدرت کاملہ کی یہ نہایت روشن دلیل ہے کہ انسانی بندوبست اور محض دنیاوی جتن سے تو دنیا کے اندر بہت ساری تحریکیں چل رہی ہیں اور پنپ رہی ہیں ——— مگر اسلام کی ترقی محض انسانوں کی کدوکاوش جدوجہد اور اسباب و وسائل کی محتاج نہیں ہے ——— بلکہ مسلمان حقیقی مسلمان بنکر اسلام کے خیرات و حسنات لینے میں محتاج ہیں۔

اَلْحَقُّ یَعْلُوْا وَلَا یُعْلٰی

حقانیت بلند کی نہیں جاتی وہ تو خود سربلند ہوتی ہے ——— ہاں! جسے بلندی مقصود ہو اسے حق تک پہونچنا چاہئے ——— ایک سوال یہ بھی ہے کہ اسلامی نظام امن قائم کس طرح ہوگا ———؟ آسمان سے فرشتوں کی جماعت اتر کر تو یہ کام کرنے سے رہی۔ تو سنو! اس اہم ذمہ داری کی تکمیل کے لئے حقیقی جانباز مسلمانوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو خدا کے لئے جیتے اور خدائی مذہب کی خدمت کرتے ہوئے دنیا سے چلے جاتے ہیں۔ قرآنی اصطلاح میں خیر امت کہے جانے کے حقدار وہی لوگ ہیں ——— حاشا و کلا۔ خیر امت طاغوتی شکنجوں میں جکڑی ہوئی ——— اور اقتدار و نفسانیت کے نشہ میں چور مسلمانوں کی حکومتیں نہیں۔ جو مسلمان خود اپنی ذات پر اسلامی قوانین نافذ کرنے سے معذور ہو، اس کی جانب اسلامی نظام کے نفاذ کی نسبت کرنا بھی اس پاکیزہ نظام کی توہین ہے۔

مسلمان جب تک خود کو خیر امت نہ بنالیں اس وقت ان کے ذریعہ نظام اسلامی کا نفاذ

Marfat.com

نہیں ہوتا ——— اور خیر امت کا معیار صاف وشفاف آئینہ کی طرح ہر مسلمان کے رُو برو ہے۔ حاکم و محکوم ہر ایک اس پر اپنی زندگی کو تول سکتا ہے۔ دنیا کی تمام قوموں اور ملتوں میں اسلام اور قرآن والی ملت کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ محض اپنے ایمان اور اعمال کی بنیاد پر منظم ہوتے ہیں۔ رنگ، نسل، زبان اور حدود زمین ان کے لئے مابہ الامتیاز نہیں ——— خیر امت کے اوصاف اور باطل کے مقابلہ میں اس کی حالت کا بیان اس آیت پاک میں ملاحظہ کیجئے

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝

تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔ بھلائی کا حکم دیتے ہو، اور برائی سے منع کرتے ہو، اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو، اور اگر کتابی ایمان لاتے تو ان کا بھلا تھا۔ ان میں کچھ مسلمان ہیں اور زیادہ کافر، وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑیں گے مگر یہی ستانا، اور اگر تم سے لڑیں تو تمہارے سامنے پیٹھ پھیر جائیں گے، پھر ان کی مدد نہ ہوگی۔

اسی سورۂ مبارکہ میں ایک اور مقام پر خیر امت کو خبردار کیا گیا ہے کہ اگر تم درحقیقت سچے ایمان کے امانت دار ہو تو تم غالب رہو گے، تم پر کوئی اور غالب نہیں ہوگا۔

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

اور نہ سستی کرو، نہ غم کھاؤ، تمہیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو۔

مسند احمد اور نسائی میں ابولہب کی بیٹی حضرت درّہ سے روایت ہے۔

"ایک شخص رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہوا، اس وقت حضور منبر پر تشریف رکھتے تھے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! لوگوں میں بہتر شخص کون ہے؟، آپ نے ارشاد فرمایا۔ جو سب سے اچھا قاری، اور سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا، اور زیادہ نیکی کا حکم دینے والا، برائی سے روکنے والا ہو، نیز زیادہ صلہ رحمی کرنے والا ہو۔"

خیر امت پر دنیا میں خدائی انعامات کا تذکرہ آیات مذکورہ میں ہوا کہ اسے دشمنوں کے مقابلہ

میں ہزیمت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ بلکہ سرخروئی، فیروزمندی، اور فتح وکامرانی نصیب ہوگی۔

اخروی انعامات کا کیا حدو شمار ـــــ سنو! خوشخبری سنانے والے سرکار سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

ان ربی عزوجل وعدنی من امتی سبعین الفا لا یحاسبون مع کل الف سبعون الفا۔	میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت میں سے ستر ہزار کا حساب نہ ہوگا اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے۔

سبحان اللہ! یہ ہے اخروی سرفرازی خیر امت کے لئے کہ بے حساب جنت میں داخل ہوں گے، اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار داخل جنت کئے جائیں گے۔ رسول گرامی وقار صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے طفیل امتیوں کا یہ مرتبہ اور یہ عزت ـــــ فرماتے ہیں۔

"جنت تمام انبیاء پر حرام ہوگی، جب تک میں نہ داخل ہو جاؤں، اور تمام امتوں پر حرام ہوگی، جب تک میری امت نہ داخل ہو جائے"

"سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آیت کریمہ کنتم خیر امۃ الخ خطبہ میں تلاوت کی۔ اور فرمایا۔

"جسے یہ پسند ہو کہ خیر امت میں سے ہو تو وہ اس شرط کو پورا کرے، جو اللہ نے اس آیت پاک میں لگائی ہے، اور جو اس شرط سے موصوف نہ ہوگا، وہ ان لوگوں سے مشابہ ہوگا جن کی مذمت اللہ تعالےٰ نے اپنے اس قول میں کی ہے"

کانوا لا یتناھون عن منکرٍ فعلوہ۔	نہیں رکتے برائی سے جس کو وہ کرتے تھے۔

کتاب اسلام اور امن عالم

قیام ہالینڈ کے دوران کئی اہم اسلامی کانفرنسوں میں شرکت کے مواقع حاصل ہوئے۔ جہاں امن عالم کے موضوع پر دور حاضر کے محققین اور ریسرچ اسکالرس کے مقالات سننے کو ملے۔ کچھ اس وجہ سے بھی اس موضوع سے دلچسپی ہوئی۔ اور بڑا سبب مغربی ذرائع ابلاغ کا اسلام کی بنیادی تعلیمات کے بارے میں گمراہ کن رویہ جس میں نے شدت سے محسوس کیا۔ اور اس موضوع پر قلم اٹھایا۔

Marfat.com

موضوع کی اہمیت جس علمی وگیرائی کی متمنی ہے —— میں اگر اس کا خیال کرتا تو یہ حقیقت ہے کہ میری کم مائگی مجھے یہ اقدام نہ کرنے دیتی —— اور محرومی کی بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ جہاں بیٹھ کر سپرد قلم کیا جا رہا ہے وہاں نہ علما کا حلقہ ہے، نہ اساتذہ کی بزم، کتابوں کا ذخیرہ ہے نہ اسلامی لائبریریاں —— ممالک عرب، ہندوستان، انگلینڈ اور ناروے کے سفروں میں لائبریریوں اور کتبخانوں سے جو کچھ مآخذ جمع کر لایا تھا انہی کو ترتیب دیدیا ہے۔ دی ہیگ میں مبلغ اسلام مولانا سید سعادت علی القادری بانی القادری اسلامک سنٹر کے ذاتی کتب خانے سے بھی استفادہ کیا —— جس کے لئے میں محترم کا شکر گزار رہوں۔

نظم ونثر میں اپنی تمام تحریروں کی طرح اسلام اور امن عالم بھی میں اہل علم وفضل کی خدمت میں برائے اصلاح پیش کرتا ہوں۔ کسی خامی پر مطلع ہوں تو برائے کرم آگاہ فرمائیں۔

"اسلام اور امن عالم" موضوع کا احتوا میں نے جن ابواب سے کیا ہے وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) اسلام میں انسانی عظمت کا تصور
(۲) اسلام اور نظام عدل ومساوات،
(۳) اسلامی جہاد اور اس کا مقصد
(۴) اسلامی سزائیں امن عالم کی ضامن ہیں،
(۵) اسلامی انقلاب امن اور مصائب رسول

جس ماحول کو سامنے رکھ کر میں نے یہ کتاب ترتیب دی ہے، قارئین جگہ جگہ اسے جھانک سکیں گے —— قوی امید ہے کہ کتاب یورپین زبانوں کا جامہ پہنکر ایک بڑے طبقے کی غلط فہمیاں زائل کرے گی۔ اور نظام اسلام، نظام مصطفٰے کے روشن وتاباں نقوش اس کم عصبیت ماحول کو کاروان حیات کی صحیح جہت متعین کرنے میں معاون ثابت ہوں گے۔

اللہ رحمان ورحیم اسے میرے لئے ذریعۂ مغفرت بنائے آمین —— یارب! میرے دفتر عصیان کو اپنے فضل وکرم کی بارش سے دھو دے —— میرے والدین کریمین اساتذہ ومشائخ کو آخرت کی سرفرازیاں عطا فرما —— واغفر لجمیع المؤمنات والمؤمنین والمسلمات والمسلمین۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ ومن اتبعہما اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ——

اسیر کمند ہوا —— بدر القادری —— شب جمعہ مبارکہ، ۴ ربیع الثانی / ۲۷ نومبر ۱۴۰۸ھ / ۱۹۸۸ء

Marfat.com

حوالے

۱ ـــــ القرآن ، ہود ۱۱/ ۴۳

۲ ـــــ ، ہود ۱۱/ ۴۳

۳ ـــــ ، البقرہ ۲/ ۲۵۵

۴ ـــــ ، الانعام ۶/ ۵۷

۵ ـــــ ، الکہف ۱۵/ ۲۶۱

۶ ـــــ ، الاعراف ۷/ ۲

۷ ـــــ ، الانعام ۶/ ۱۱۴

۸ ـــــ ، الانعام ۶/ ۱۱۶

۹ ـــــ ، الاعراف ۷/ ۱۵۷

۱۰ ـــــ ، الانعام ۶/ ۲۷

۱۱ ـــــ ، النحل ۱۶/ ۸۸

۱۲ ـــــ ، المائدہ ۵/ ۴

۱۳ ـــــ ، آل عمران ۳/ ۱۹

۱۴ ـــــ ، یونس ۱۰/ ۱۰۵

۱۵ ـــــ المنجد فی اللغۃ والاعلام ۲۷ ویں اشاعت
ص ۲۲۹ ، مطبوعہ دار المشرق ، بیروت

۱۶ ـــــ القرآن ، الحجرات ۴۹/ ۱۳

۱۷ ـــــ سنن ابی داؤد باب لتفاخر بالاحساب

۱۸ ـــــ تفسیر روح البیان للعلامۃ اسمٰعیل حقی ،
بن مصطفٰے البروسوی الحنفی (المتوفی ۱۱۲۷ھ) جلد ۲
ص ۳۲۱ ،

۱۹ ـــــ سنن ابن ماجہ ابواب الفتن جلد ۲
ص ۴۷۱ ، مطبوعہ لاہور

۲۰ ـــــ سنن ابن ماجہ ابواب الفتن جلد ۲
ص ۴۷۲ ، مطبوعہ لاہور

۲۱ ـــــ طبرانی بحوالہ فیض القدیر لمحمد حسن ضیف اللہ
مطبوعہ قاہرہ ، جلد ۲ ، ص ۶۵ ،

۲۲ ـــــ صحیح مسلم ، کتاب العتق ، ص ۱۶ ،

۲۳ ـــــ سنن ابی داؤد / مشکوٰۃ المصابیح
جلد ۲ ، ص ۴۲۳ ،

۲۴ ـــــ القرآن ، البقرہ ۲/ ۲۵۶

۲۵ ـــــ کتاب الاموال لابی عبید ، ص ۱۴۰

۲۶ ـــــ تاریخ الطبری جزء ۴ ، ذکر الخبر عن وقعۃ
المسلمین والفرس بنہاوند ،

۲۷ ـــــ کتاب الاموال ، ص ۱۴۰

۲۸ ـــــ کتاب الخراج للامام الاجل ابی یوسف ص ۲۷

Marfat.com

۲۹ — القرآن المائدہ ۹/۵

۳۰ — " الحجر ۲۰/۱۵

۳۱ — " البقرہ ۲۹/۲

۳۲ — " ہود ۶/۱۱

۳۳ — " الانعام ۱۱۵/۶

۳۴ — " النساء ۱/۴

۳۵ — " حٰمٓ السجدۃ ۳۲/۴۱

۳۶ — الشوریٰ ۴۰/۴۲

۳۷ — القرآن لقمان ۱۴/۳۱

۳۸ — " النساء ۳۵/۴

۳۹ — " الاعراف ۳۳/۷

۴۰ — روزنامہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲ دسمبر ۱۹۵۵ء کالم ۱ ص ۳،

۴۱ — القرآن آل عمران ۱۱۰/۳

۴۲ — " آل عمران ۱۳۹/۳

Marfat.com

باب ا

اسلام میں انسانی عظمت کا تصور

قرآنی اعزاز	۳۸	امانت الٰہیہ کا امین انسان ہے	۵۱
کرامت انسانی کی وجہ اعظم	۴۰	امانت سے مراد	"
ثریٰ سے ثریا پر	۴۱	اللہ تعالےٰ ہی سب کا رب ہے	۵۵
واصطنعتک لنفسی	۴۳	قرآن سب کی ہدایت کے لئے ہے	۵۶
اسلام کا مقصود	۴۴	حضور محمد رسول اللہ سب کے نبی ہیں	"
وحدت انسانی کا داعی اسلام ہے	۴۷	اسلام نے جانوروں اور چوپایوں کے حقوق کی بھی رعایت کی ہے	۵۷
اسلامی قانون کی ایک نمایاں خوبی	۴۹		
اسلام نے انسان کو خلعت و وقار دیا	"	حوالے	۶۳

Marfat.com

اسلام میں انسانی عظمت کا تصور

قرآنی اعزاز اسلام ہی رب کائنات کا سچا دین ہے جو اپنی حقیقی شکل میں آج بھی موجود ہے، اور قیامت تک رہے گا۔ اور اس کے قوانین و اصول اسی خالق و مالک کی طرف سے ہیں جس نے انسان اور تمام کائنات کو پیدا فرمایا ـــــ کسی شئی کی اہمیت وعظمت اس کے بنانے والے سے زیادہ کون جان سکتا ہے؟ ـــــ رب کائنات نے انسان کو بنایا اور اس طرح کہ تمام مخلوقات میں ہر لحاظ سے عمدہ، بہتر اور لائق و فائق بنایا ـــــ صوری اور معنوی حُسن و کمال میں کوئی شے انسان کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ حیوانات، نباتات، جمادات میں کوئی بھی تو نہیں جو انسان کی ہمسری کرسکے۔ تنومند جانور، گرانڈیل حیوانات، اور خوں خوار درندے سب انسان کے سامنے سرنگوں ہیں ـــــ اس لئے کہ اسے پیدا کرنے والے حکیم مطلق نے اس میں ایسی صلاحیتیں رکھ دی ہیں کہ اپنی عقل و تدبیر سے کام لیکر یہ انسان تمام دیگر نوامیس فطرت کو مسخر کرلے۔ فکر و نظر، عقل و شعور سے کام لیکر ترقی کرنے کی جو غیر معمولی صلاحیت انسان کو بخشی گئی ہے کسی اور کو نہیں ـــــ فلاسفہ نے انسانی کمالات کا غائر نظر سے جائزہ لینے کے بعد ہی یہ کہا ہے کہ انسان عالم اصغر ہے۔

اپنا رزق کھانے کے لئے ہر مخلوق کو سر زمین کی طرف جھکانا ہوتا ہے۔ اور انسان ہے کہ اسے اپنا رزق کھانے کے لئے سر نہیں جھکانا پڑتا، بلکہ ہاتھ لقمہ کو اٹھا کر اس کے منہ تک خود پہونچا دیتا ہے ـــــ انسان قدرت کا ایک ایسا نمونہ ہے ـــــ جس کے بارے میں خالق و مالک خود ارشاد فرماتا ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ[1] بیشک ہم نے انسان کو اچھی صورت پر بنایا۔

ہر مخلوق کی اپنی کوئی نہ کوئی صورت ہے، مگر ان میں ہر لحاظ سے حسین و جمیل، ہر لحاظ سے بہترین و افضل انسان ہے۔ تفسیر قرطبی میں اس آیت کریمہ کے تحت ابن عربی کا قول ہے۔

Marfat.com

لیس اللہ تعالیٰ خلق احسن من الانسان فان اللہ خلقہ حیا عالما قادرا مریدا متکلما سمیعا بصیرا مدبرا حکیما ؎ ۲

اللہ تعالیٰ نے انسان سے زیادہ خوبصورت کوئی چیز پیدا نہیں کی، اللہ نے انسان کو پیدا کیا اور اسے ان صفتوں سے نوازا، حی، عالم، بااختیار، باارادہ متکلم، سننے والا، دیکھنے والا، مدبر، اور حکیم،

انسانی صورت کا حسن وجمال ہر شے سے افضل و برتر ہے۔ دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے۔

وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ؎ ۳

اور اس اللہ نے تمہاری صورتیں بنائیں اور تمہاری صورتوں کو خوبصورت بنایا، اور اسی کی طرف سب کو لوٹنا ہے۔

قابل غور امر یہ ہے کہ حسن و جمال کا یہ پیکر، ناز و ادا کا یہ پتلا، زیب و زینت کا یہ شاہکار رب کائنات کی سب سے خوبصورت مخلوق ہے، سب حیوانوں سے برتر و افضل ہے۔ اس کو کس شئے سے اٹھا کر یہاں تک پہونچایا گیا، خود مالک و مولیٰ سے سماعت کیجئے۔

مِنْ أَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهُ ۝ مِنْ نُطْفَةٍ خَلَقَهُ فَقَدَّرَهُ ۝ ثُمَّ السَّبِيلَ يَسَّرَهُ ؎ ۴

کس چیز سے اللہ نے اسے پیدا کیا، ایک بوند سے اسے پیدا کیا، پھر اس کی ہر چیز اندازہ سے بنائی۔ پھر راہ حیات اس پر آسان کر دی۔

تمام مخلوقات میں انسان سب سے مکرم ہے۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ؎ ۵

اور بیشک ہم نے بڑی عزت بخشی اولاد آدم کو، اور ہم نے سوار کیا انہیں (مختلف سواریوں پر) خشکی اور سمندر میں، اور رزق دیا انہیں پاکیزہ چیزوں سے، اور ہم نے فضیلت دی انہیں بہت سی چیزوں پر جنکو ہم نے پیدا فرمایا نمایاں فضیلت،

دنیا میں عزت وکرامت کا تاج انسان کو پہنایا گیا۔ اور بحر و بر میں اسے غلبہ عطا ہوا۔

تفسیر مواہب الرحمٰن میں آیت بالا کے تحت ایک حدیث مبارک درج ہے جس کا ترجمہ یہ ہے "ملائکہ نے عرض کی اے رب! تو نے ہمیں اور بنی آدم کو پیدا کیا، اولاد آدم کے لئے ایسا کیا کہ وہ کھانا کھاتے ہیں، پانی پیتے ہیں، کپڑے پہنتے ہیں، نکاح کرتے ہیں، سواریوں پر سوار ہوتے ہیں، سوتے ہیں اور آرام کرتے ہیں ——— اور ہمارے لئے ان میں سے کچھ بھی نہیں۔

ان کے لئے دنیا میں اتنا کیا تو ہمارے حصہ میں آخرت کر دے ——— تو حق تعالےٰ نے جواب دیا کہ جس کے حق میں میں نے خَلَقْتُ بِیَدِیَّ الخ فرمایا، اسے اس کی طرح ہرگز نہ کروں گا جسے کُنْ فرما کر پیدا کیا۔

صدر الافاضل علامہ نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ خزائن العرفان میں لکھتے ہیں۔

"عقل و علم و گویائی، پاکیزہ صورت، معتدل قامت، اور معاش و معاد کی تدابیر اور تمام چیزوں پر استیلاء و تسخیر عطا فرما کر اور اسکے علاوہ بہت سی فضیلتیں دے کر (ہم نے آدم کی اولاد کو بڑی عزت بخشی)"

کرامت انسانی کی وجہ اعظم

آدمیت کے علو مرتبت اور عظمت درجت کے اسباب میں سے سب سے عظیم سبب یہ ہے کہ خدا کے محبوبوں اور پیاری منتخب شخصیتوں کا ظہور انہی میں ہوا۔

انسانوں ہی میں حضرت آدم علیہ السلام صفی اللہ (برگزیدہ) بنکر تشریف لائے

انسانوں ہی میں حضرت نوح علیہ السلام نجی اللہ (ہمراز) بنکر تشریف لائے

انسانوں ہی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ (اللہ کے دوست) بنکر تشریف لائے

انسانوں ہی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ (اللہ سے ہمکلام ہونے والے) بنکر تشریف لائے

انسانوں ہی میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ذبیح اللہ (اللہ کی راہ میں قربان ہونیوالے) بنکر تشریف لائے

انسانوں ہی میں حضرت داؤد علیہ السلام خلیفۃ اللہ (اللہ کے خلیفہ) بنکر تشریف لائے،

انسانوں ہی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ (اللہ کی روح) بنکر تشریف لائے

اور انسانوں ہی میں خاتم النبیین حضرت محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین حبیب اللہ (اللہ کے محبوب) بنکر تشریف لائے۔

علامہ آلوسی نے انسانوں کے مکرم ہونے کے وجوہ میں لکھا ہے کہ انسانیت کے لئے باعث صد افتخار یہ ہے کہ ان میں سید الاولین والآخرین حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور حضرت محمد بن کعب کا یہ قول پیش کیا۔

بِجَعْلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ۔ بنی آدم مکرم ہیں اس سبب سے کہ حضور ان میں سے ہیں۔

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ ٭ لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

گویا سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور از آدم تا عیسیٰ کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا علیہم السلام کا مقدس گروہ انسانوں ہی میں آیا۔ ان کے باعث انسان کو عظمت و کرامت ملی اور بنی نوع آدم معزز ہوئے۔

مالک ارض وسما کا یہ کرم خاص اولادِ آدم پر ہے کہ انہیں اپنی پیدا کردہ تمام مخلوق پر برتری، اور افضلیت عطا فرمائی۔ اور ان کے اندر ایسی ایسی صلاحیت وقابلیت رکھی کہ جن سے تسخیر عالم کر سکیں ؎

عروج آدم خاکی سے لرزے جاتے ہیں انجم ٭ کہ یہ ٹوٹا ہوا تارہ مہ کامل نہ بن جائے

ثریٰ سے ثریا پر

انسانی شرافت اور بزرگی کو اس طرح بھی ظاہر کیا گیا کہ اس کی اولین تخلیق کا تفصیلی ذکر فرمایا گیا۔ چنانچہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا واقعہ قرآن مجید اور دیگر آسمانی کتب میں موجود ہے۔ اور پھر بنی آدم کی پیدائش کے طریقہ کو مفصلاً قرآن مجید ذکر فرماتا ہے کہ ایک ناقدر قطرہ آب سے مختلف مراحل طے کر کے انسانی ڈھانچہ تیار ہوتا ہے۔ اور اس میں رب کائنات پھر اپنی جانب سے روح پھونکتا ہے۔ روح جو امر الٰہی ہے جب بدن انسانی میں پھونکی گئی تو اس کی عزت افزائی، اور اکرام تو ملاحظہ کیجئے کہ خالق بے نیاز اس روح کی نسبت اضافت تشریفی کے طور پر اپنی جانب فرماتا ہے۔

الَّذِیْٓ اَحْسَنَ کُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ۝ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ

(اللہ) وہ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی اور تخلیق انسانی کی ابتدا مٹی کے گارے سے فرمائی پھر اسکی نسل رکھی ایک بے قدر پانی کے خلاصے سے پھر اسکے (قد وقامت) کو درست فرمایا۔ اور روح پھونک دی اس میں اپنی روح،

اس سے قبل سورہ الحجر میں تخلیق ابوالبشر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں اپنی خاص روح پھونک کر فرشتوں کو سجدہ کا حکم فرمایا۔

فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ

تو جب میں اسے ٹھیک کروں اور اس میں اپنی طرف

Marfat.com

رُوحِیْ فَقَعُوْا لَہٗ سٰجِدِیْنَ ○ سے خاص معزز روح پھونک دوں تو اس کے لئے سجدہ میں گر پڑنا۔

پیکر انسانی میں جاری وساری روح کی نسبت ذات واجب الوجود نے خاص اپنی طرف کر کے تمام مخلوقات میں اسے معزز و مکرم بنا دیا ——— قرآن مجید میں اس مخصوص شرافت کا بیان حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والتسلیم کی پیدائش کے باب میں سورۂ صٓ، (آیت ۷۲، اور سورۂ تحریم آیت ۱۲) میں ہوا ہے کہ عام آدمیوں کی تخلیق میں تو نطفہ اور سلالۃ الماء کو وسیلہ اور ذریعہ بنایا، مگر حضرت عیسیٰ مسیح بن مریم کو بغیر باپ کے، اپنی قدرت کاملہ کا مخصوص اعجاز دکھاتے ہوئے، اپنی روح سے نوازا، اسی اعجاز قدرت کے سبب حضرت مسیح علیہ السلام کو روح اللہ کہا جاتا ہے۔

اس انسان کی عظمت کا اعلان اللہ کے رسول حضور محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں بھی فرمایا، جو تاریخ انسانی کا جامع منشور ہے۔ تمام اولاد آدم آدمیت کے رشتہ سے منسلک ہونے کی بنیاد پر کس قدر محترم ہیں۔ اس کو سرکار نے کتنی جامعیت سے بیان فرمایا ہے ——— بعض اجزا جو موضوع کے مناسب ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

الناس من آدم و آدم من تراب الا کل ماثرۃ او دم او مال یدعیٰ بہ فھو تحت قدمی ھاتین

انسان سارے ہی آدم کی اولاد ہیں اور حضرت آدم (علیہ السلام) مٹی سے بنائے گئے اب برتری کے سارے دعوے خون اور مال کے سارے مطالبے، اور انتقام میرے ان پاؤں تلے روندے جا چکے ہیں۔

اس آئینے میں صاف دیکھا جا سکتا ہے کہ اسلام نے انسان کی عظمتوں کو کس طرح بام عروج تک پہونچایا ہے۔ انسانی خون انسانی جان و مال اور انسانی عزتیں ایک دوسرے پر قطعا حرام کر دی گئیں۔

ایھا الناس! ان دمائکم واموالکم واعراضکم علیکم حرام ؎

لوگو! تمہارے خون، اور مال اور عزتیں ایک دوسرے پر قطعاً حرام کر دی گئیں ہیں۔

اسلام ہی ہے جس نے جاہلی ادوار کی خونریزی اور غارت گری کی رسموں کو روند ڈالا۔

Marfat.com

الا کل شئ من امر الجاهلیۃ تحت قدمی موضوع ودماء الجاهلیۃ موضوعۃ

دور جاہلیت کا سب کچھ میں نے اپنے پیروں سے روند دیا۔ زمانۂ جاہلیت کے خون کے سارے انتقام اب کالعدم ہیں۔

تجارت میں سودی نظام جو سرمایہ کاروں کو مالدار اور مجبوروں کو اور غریب بنانے والا اصول ہے۔ اسلام نے اسے حرام قرار دیا۔

وربا الجاهلیۃ موضوع واول ربًا اضع من ربانا ربا عباس بن عبد المطلب فانہ موضوع کلّہ

دور جاہلیت کا سود کوئی حیثیت نہیں رکھتا، پہلا سود جسے میں چھوڑتا ہوں، عباس بن عبد المطلب کا سود ہے، اب یہ ختم ہو گیا۔

وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي

مذکورہ بالا نصوص اس بات کی شاہد عدل ہیں کہ اسلام میں انسان کو من حیث الانسان جو عزت و شرف حاصل ہے، وہ کسی اور مخلوق کو حاصل نہیں، تمام چیزیں قوت و شوکت اور عزت و عظمت کے لحاظ سے بنی آدم سے کمتر ہیں۔ بشرطیکہ انسان اپنے خلقی وقار و شوکت کو سنبھال رکھے۔ عالم کی سب اشیاء انسان کے لئے بنائی گئی ہیں۔ سب انسان کی خدمت گزار اور اطاعت کیش ہیں ــــــ زمین و آسمان، سورج چاند ستارے، ہوا پانی آگ مٹی سبھی حکم الٰہی کے تحت نظام عالم کو جاری رکھنے میں لگ کر انسان کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ نے فرمایا،

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند ✻ تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرماں بردار ✻ شرط انصاف نہ باشد کہ تو فرماں نہ بری

سطور بالا کا غائر نظر سے مطالعہ کیجئے تو اس ذات واجب الوجود کے حضور دل کی جبین اظہار عبدیت سے خم ہو جائے گی۔ جس کے قہر و جلال سے سر بفلک پہاڑ لرزہ براندام ہیں ــــ برق و رعد کی ہیبت ناک آواز جس کی عظمت تسبیح کا اعلان کرتی ہے ــــــ کچھ بھی موجود نہیں تھا، اس نے "کُن" فرمایا۔ بس سب کچھ ہو گیا۔ وہ قدرت والا، مالک و خالق اپنی لاتعداد مخلوق میں انسان کو کرامت اور عظمت کا مستحق قرار دے رہا ہے ــــــ ساری کائنات اس کی مِلک ہے، جسے چاہتا ہے جب تک زندہ رکھتا ہے، اور جب جسے چاہتا ہے موت کے

گھاٹ اتار دیتا ہے ـــــــ انسان کی زندگی کے لئے رب تعالیٰ نے حیوانات و نباتات کی ان گنت زندگیوں کو قربان ہونے کے لئے بنایا۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سا عظیم مقصد ہے جس کے لئے انسان کی پرورش ہو رہی ہے؟ وہ مطلوب و مقصود ہے "ایمان اور عمل صالح"

وَالْعَصْرِ o اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ o اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ o ۱۱

اس زمانہ محبوب کی قسم! بیشک آدمی ضرور نقصان میں ہے۔ مگر جو ایمان لائے، اور جس نے اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ o ۱۲

اور میں نے جن اور آدمی کو اسی واسطے بنائے کہ میری بندگی کریں۔

اسلام کا مقصود

انسانی جان کی عزت اور اس کا احترام آپ نے ملاحظہ فرمایا، اور یہ بھی کہ انسان کو اتنا عظیم درجہ اور کرامت و بزرگی دینے کی وجہ کیا ہے؟ ـــــــ خطبہ حجۃ الوداع میں حضور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے جاہلیت کی جن بنیادوں کو اپنے پیروں سے روند ڈالا ہے، وہ محض عرب اور اس مخصوص زمانہ سے متعلق نہیں ہیں۔ بلکہ رہتی دنیا تک انسانی حقوق کے استحصال کی جو بھی جاہلی تحریک اٹھے گی، اسلام اور سچے مسلمان قرآنی قوانین کی روشنی میں ہمیشہ اس کا دفاع کرتے رہیں گے۔

اب اہل بصیرت روشنی حاصل کریں کہ تمام موجودہ خود ساختہ ازم اور قوانین، جنسیت و نیشن کی بنیاد پر کسی انسان کو کوئی حق فراہم کرتے ہیں ـــــــ سوائے اسلام کے دنیا کا کوئی قانون نہیں جو انسان کو انسان ہونے کی بنیاد پر عزت و کرامت کا مستحق قرار دیتا ہو ـــــــ کوئی کسی خاندان کا ہونے کی وجہ سے دنیا کی نظروں میں معتبر ہے، کوئی کسی خاص ملک کا باشندہ ہونے کی وجہ سے امتیازی سلوک کا حقدار ہے ـــــــ نسل و قوم رنگ اور زبان کی بنیاد پر انسانوں کی تقسیم خود انسانوں کے ہاتھوں عمل میں آئی ہے۔ اسلام نے انسانی اکائی کو ان محدود خانوں میں تقسیم ہونے سے بچانے میں جو مؤثر بنیادی اور عملی کردار ادا کیا ہے۔ وہی دراصل اقوام متحدہ کی کتاب حقوق انسانی کی کاغذی کاروائی کا بھی محرک اعظم ہے۔

تفریقِ مِلل حکمت افرنگ کا مقصود ✻ اسلام کا مقصود فقط ملّتِ آدم ؑ

انسانیت کی بنیاد پر پوری جنس انسانی ایک آدم کی اولاد ہے۔ کوئی گورا کسی کالے پر، کوئی عربی کسی عجمی پر، کوئی اونچی ذات والا نیچی ذات والے پر اپنا تفوق اور برتری نہ جتائے۔ کسی قوم یا نسل کا دوسرے پر فوقیت ظاہر کرنا، اسلامی اصولوں کے منافی ہے۔

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۱۳ـــہ

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا، اور ان دونوں سے بہت مرد عورت پھیلا دیئے۔

ایک حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعہ نسل انسانی شروع ہو کر آگے بڑھی، اور دنیا کے شرق وغرب میں پھیل گئی۔ علاقوں کی آب و ہوا اور بود و باش کے تفاوت کے باعث نیز نوامیس فطرت کے فرق کے سبب شکل و شباہت، رنگ اور قد میں فرق نظر آتا ہے۔ زبان و بیان میں اختلاف ضرور ہے مگر آدمیت ہر ایک میں قدرِ مشترک ہے ــــــ اور سب سے قیمتی عنصر یہ ہے کہ پیدائشی لحاظ سے تمام یکساں انعاماتِ الٰہیہ، یعنی انسانی صلاحیتوں سے نوازے گئے ہیں۔ مگر ان کا صحیح اور برمحل استعمال کر کے خدا کا تقویٰ حاصل کرنے والا انجام کار میں سب سے بہتر و افضل ہے۔

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ۱۴ـــہ

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو، بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

مولائے کائنات علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا ــــــ الناس من جهة التمثال اكفاء ابوهم آدم والام حواء ــــــ یعنی شکل و صورت کے لحاظ سے سب انسان برابر ہیں۔ آدم علیہ السلام ان سب کے باپ اور حوا سب کی ماں ہیں۔

اس تخلیقی برابری کے باعث آدم و حوا کی سب اولاد آپس میں بھائی بھائی ہیں سے

بنی آدم اعضا ریک دیگر اند ⁂ کہ در آفرینش زیک جوہر اند

الگ الگ قومیں اور جدا جدا خاندانوں اور قبیلوں کا مصرف یہ ہے کہ انسانوں کو باہمی تعارف آسان ہو، اور ربط و تعلق میں سہولت پیدا ہو ——— ان کے ذریعہ فخر و مباہات یا کسی دوسرے کی تحقیر و تذلیل ہرگز نہیں ہونی چاہئے۔ یہی وہ قدرتی تیشے ہیں جنہوں نے انسانی سوسائٹی کے درمیان قائم بھید بھاؤ، قبیلہ و نسل، زبان و رنگ کی تمام خار دار جھاڑیوں کو کاٹ کر پھینک دیا۔ ہزار ترقی کے باوجود خود ساختہ قوانین کے دلدادہ آج تک جس کی گرد راہ کو بھی نہ پا سکے۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی ممالک کی سربراہی میں آج تک دنیا کے اندر عصبیت کا عفریت مضبوط سے مضبوط تر ہو رہا ہے ——— طاقتور ممالک غریب اور مفلس علاقوں کو آج تک اسی طرح ظلم و ستم کا نشانہ بناتے ہیں۔ جس طرح بڑی مچھلی چھوٹی کو لقمہ تر سمجھ کر ہڑپ کر جاتی ہے جس طرح امریکہ کی سرزمین پر انسانوں کے جسم میں لہو ہے، اور انسانی قدر و منزلت کی بنیاد پر امریکی انسان قابل قدر ہے، بالکل اسی طرح فلسطین، ویتنام، افغانستان اور افریقی ممالک کے انسان بھی قابل قدر ہیں ———

مگر موجودہ دنیا کے رائج تمام نظامہائے حکومت جوئے کی ریس کے مانند ہیں۔ جہاں ہر اسپ سوار کا مقصد محض سب سے آگے نکل جانا ہے، چاہے جیسے ممکن ہو۔ اس ریس کورس میں بھی کچھ اصول ہوں گے۔ مگر سیاسی میدان کے گھوڑے ہر قانون سے آزاد ہیں ——— قابل غور و فکر ہے کہ ناگاساکی میں ایک ہی ضرب میں لاکھوں انسانوں کی زندگیاں ضائع کرنے والے اپنے ملک میں دو چار جانی نقصانوں پر سات سات آنسو بہا کر کس طرح انسانی خدمت اور محبت کا ثبوت دے دیتے ہیں؟ ———

سنو! اے ملک و وطن، اور زبان و قوم کے نام پر غریبوں، مفلسوں، اور کمزوروں کی جان و مال سے کھیلنے والو! خدا فرماتا ہے ——— وہ خدا جس نے ہر انسان کو انسانیت کی بنیاد پر مکرم و معزز بنایا، اپنی بہترین مخلوق کو انسانی خود ساختہ اصولوں کی بنیاد پر قتل کرنے والوں کو آگاہی دیتا ہے ———

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۱۵ — اور کسی جان کو جسے اللہ تعالے نے محترم ٹھہرایا ہلاک نہ کرو مگر حق کے ساتھ

Marfat.com

رب تعالیٰ نسل انسانی کو فروغ دے رہا ہے، تو انسان کو یہ حق کہاں سے ملتا کہ خدائی گلستان میں خود کاٹ چھانٹ کرے، اور نسل انسانی کے سلسلہ کو منقطع کرنے کی اسکیم بنائے، رب کائنات کی جانب سے انسانوں کو اس ظلم کا کبھی استحقاق نہیں۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۱۶ — اور اپنی اپنی اولاد کو افلاس کے اندیشہ سے قتل نہ کرو ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی،

وحدت انسانی کا داعی اسلام ہے

قرآن عزیز نے انسانی وحدت کو مرتب کرنے پر پورا پورا زور دیا ہے — اس لئے کہ تمام انسان ایک ہی درخت کی پھیلی ہوئی شاخیں ہیں، سب ایک ہی جڑ سے منسلک ہیں ایک ہی ماں باپ کی سب اولاد ہیں — انسانیت کے کسی حصے کی تباہی و بربادی اسلام کو گوارہ نہیں۔ جس طرح ایک درخت اپنے تمام پتوں اور گل بوٹوں کو قوت حیات فراہم کرتا ہے اور تیز و تند ہوا کے جھونکوں میں پتے اور شاخیں لرزنے لگتے ہیں، تو درخت کی مضبوط جڑیں انہیں سنبھالنے کی ہر ممکن کوشش کرتی ہیں — اسلام وحدت آدمیت کو برقرار رکھنے، اور بنی نوع آدم کی سلامتی و بہبودی کو قائم کرنے کا داعی ہے — اسی لئے جہاں ایمان والوں کو مخاطب کرتے ہوئے — یٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (اے ایمان والو!) کہا گیا ہے — اسی قرآن مجید میں تمام اولاد آدم کو متوجہ فرماتے ہوئے — یٰٓاَيُّهَا النَّاس (اے لوگو!) — اور یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ (اے آدم کے بیٹو!) کا خطاب بھی آیا ہے تاکہ انسانی برادری، اپنی اصلیت کو فراموش نہ کردے — اور نسلی و طبقاتی فکر کا شکار نہ ہو جائے۔

تمام طبقات انسانی میں قرآن مجید نے اہل ایمان کو جنود اللہ (خدائی سپاہی) کی حیثیت سے منظم فرمایا ہے، تاکہ مسلمان قوانین الٰہیہ کا نفاذ سارے عالم میں کریں۔ ان خدائی سپاہیوں کو انسانی دنیا میں عملی اقدام کرنے سے پہلے تقویٰ اور پرہیزگاری کی ٹریننگ دی گئی۔ اور بتادیا گیا کہ اے میدانِ عمل میں اترنے والے سپاہی یہ یقین دل پر مرتسم رہے کہ

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا — پس جو کوئی ایک ذرہ برابر نیکی کرے گا اسے دیکھے گا

يَرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ (۱) — اور جو کوئی ایک ذرہ برابر برائی کرے گا اسے دیکھے گا۔

انسانی جان کی عظمت رب کائنات کے حضور کیا ہے۔ جب ہم اسلام کے قانونِ فوجداری کا مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ہر شخص کے لئے ایک ہی پیمانہ ہے۔ نظام اسلامی میں ہر جان کی ایک قیمت ہے ——— جو بھی کسی کو ناحق قتل کرتا ہے، وہ قتل کیا جاتا ہے ——— جو بھی چوری کرتا ہے، اس کا ہاتھ قلم کیا جاتا ہے ——— جو بھی ظلم کی راہ اپناتا ہے، اس کی سرزنش کی جاتی ہے ——— قاتل چاہے کوئی امیر ہو یا غریب، راعی ہو یا رعایا، عالم ہو یا جاہل عربی ہو یا عجمی، گورا ہو یا کالا اسلام کا قانون سب پر یکساں نافذ ہوتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ — اے ایمان والو! تم پر فرض ہے کہ جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو، آزاد کے بدلے آزاد، اور غلام کے بدلے غلام، اور عورت کے بدلے عورت،

اس آیت کریمہ نے ہر قاتل بالعمد پر قصاص کا وجوب ثابت کر دیا ——— احکام القرآن للجصاص میں اس کے تحت ہے کہ

"جان بوجھ کر قتل کرنے والے سے قصاص (جان کے بدلے جان) لینے کا وجوب اس آیت سے ثابت ہوتا ہے، خواہ اس نے آزاد کو قتل کیا ہو یا غلام کو، مسلمان کو یا کافر کو، مرد کو یا عورت کو، کیونکہ قتلیٰ جو قتیل کی جمع ہے وہ سب کو شامل ہے۔ ہاں! جسے دلیل شرعی خاص کرے وہ مخصوص ہو جائے گا"

اسی طرح شریعت موسوی کے قوانین جو توریت شریف میں نازل ہوئے تھے، اور جنہیں شریعت محمدیہ نے منسوخ نہیں فرمایا ——— ان میں جروح و قصاص کے بھی قوانین ہیں۔

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَاۤ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ فَمَنْ — اور ہم نے توریت میں ان پر واجب کیا کہ جان کے بدلے جان، اور آنکھ کے بدلے آنکھ، اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت، اور زخموں میں بدلہ ہے۔ پھر جو دل کی خوشی سے

تَصَدَّقَ بِہٖ فَھُوَ کَفَّارَۃٌ لَّہٗ ولہ بدلہ کرائے تو وہ اس کا گناہ اتار دے گا۔

اسلامی قانون کی ایک نمایاں خوبی

قوانین اسلام کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ مجرم قاتل یا جنایت کرنے والے کو سزا یاب ہو کر وبال معصیت سے منزہ ہونے پر برانگیختہ کرتے ہیں ——— چنانچہ تفسیر جلالین وجمل میں آیت پاک کے حصے فَمَنْ تَصَدَّقَ بِہٖ الخ کے تحت ہے کہ

"جو قاتل یا جنایت کرنے والا اپنے جرم پر نادم ہو کر وبال معصیت سے بچنے کے لئے بخوشی اپنے اوپر حکم شرعی جاری کرائے، تو قصاص اس کے جرم کا کفارہ ہو جائے گا ــــ اور آخرت میں اس پر عذاب نہ ہوگا" (تفسیر جلالین وجمل)

چنانچہ حضرت ماعز صحابی رسول صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہ کا بارگاہ مصطفوی میں حاضر ہو کر اپنے گناہ کا اعتراف کرنا، اور اس بات کا اصرار کرنا کہ طَھِّرْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللہِ (اے اللہ کے رسول مجھے پاک کر دیجئے) اس عقیدہ کی منہ بولتی تاریخی شہادت ہے۔ جس سے تاریخ شریعت اسلامیہ کا مبتدی طالب علم بھی ناواقف نہیں۔

اسلام نے انسانیت کو خلعت وقار دیا

یہ اسلام کی انسانیت نوازی ہے کہ اس نے طاغوتی تہذیبوں کی دلدل سے نکال کر بنی آدم کو خدا بھاتی تہذیب وتمدن کا اجالا بخشا، اور اسے رذیل اور نامناسب عادات واطوار سے دور رکھ کر اخلاق حسنہ اور مستحسن خصائل کے زیور سے مزین کیا۔ اسلام کی تعلیمات میں ایک باوقار انسان کی شان یہ ہے کہ وہ مذاق اور تمسخر جیسے گھٹیا کاموں سے بھی دور رہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤی اَنْ یَّکُنَّ خَیْرًا مِّنْھُنَّ وَلَا

اے ایمان والو! یہ بات مردوں کے لئے مناسب نہیں کہ کچھ لوگ دوسروں کا مذاق اڑائیں، عجب نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں اسی طرح عورتوں کے لئے بھی مناسب نہیں کہ دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں

Marfat.com

تَلْمِزُوْا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ط ۲۰ عجب نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ زنی نہ کرو اور ایک دوسرے کے بُرے نام نہ رکھو'

انسانی فطرت کے کمزور پہلوؤں سے جو غلط عادتیں انسانوں میں داخل ہو جاتی ہیں، اسلام نے ان میں سے ایک ایک کی نشاندہی کر کے اپنے پیروؤں کو ان سے دور و نفور رہنے کی تلقین کی یہاں ہر ایک کا تفصیلی بیان مقصود نہیں ——— چند ایک کی جانب محض اشارہ کافی ہے۔ انہی عیوب میں تجسس اور غیبت بھی ہے۔ اس سے بھی سختی سے روکا گیا۔ اور قرآن مجید میں غیبت کرنے والے کو اپنے مردہ بھائی کا گوشت خور بتا کر اس حرکت سے اسلامی معاشرہ کی تطہیر کی گئی۔ ایک جگہ ارشاد ربی ہے۔

وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۲۱ ایک دوسرے کے عیوب نہ تلاش کرو اور نہ تم میں سے کوئی ایک دوسرے کی غیبت کرے۔

سرکشی اور عدوان، ہلاکت کا سامان ہیں۔ ان میں مبتلا ہو کر اپنی تباہی و بربادی خریدنا انسان کے لئے نامعقول امر ہے۔ اس لئے صاف صاف فرما دیا گیا کہ

وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۲۲ اپنے ہاتھوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو،

افراد انسانیت حضرت آدم علیہ السلام سے تا ہنوز سب ایک ہی سلسلہ کی کڑیاں ہیں، اور ان کی اصلاح و تربیت کے لئے رب تعالےٰ کی جانب سے انبیاء و رسل علیہم السلام تشریف لاتے رہے ہیں ——— ان سب مقدس پیغمبروں کی تعلیمات ایک ہی منبع نور کی کرنیں ہیں۔ بعض قوموں کو حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام سے خصوصی ربط ہے۔ مگر وہ ان کی تعلیمات کی گہرائیوں سے ناآشنا ہیں۔ اور بعض کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تعلق ہے۔ مگر وہ انکی حقیقی دعوت سے نابلد ہیں ——— گاہے گاہے قرآن کریم قدیم صحیفوں کے حوالے سے کلام فرماتا ہے۔ اور ذہن مرحمت فرماتا ہے کہ قرآن مجید الٰہی احکامات و فرامین کا تکملہ ہے جو تمام رسولانِ ماسبق علیہم السلام لے کر تشریف لاتے رہے ——— ایک جگہ ترغیب عمل کے سلسلہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

اَوَلَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ہ کیا اسے خبر نہیں ملی کہ موسیٰ اور ابراہیم کے صحیفوں

وَاِبْرَاهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى ۝ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۝ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۝ ۲۳

میں کیا مذکور تھا، وہ ابراہیم جنہوں نے پورا پورا حق ادا کر دیا یہ کہ کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھا سکے گا، اور یہ کہ انسان کے کام آنے والی چیز وہی ہے جس کی وہ کوشش (اس دنیا میں) کر گزرے۔

امانت الہیہ کا امین انسان ہے

رب کائنات نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر تمام مخلوق کا سردار کیا۔ اور نت نئی صلاحیتوں سے نوازکر ان پر عظیم ترین ذمہ داری ڈالی۔ اپنی باوقار امانتوں کا امین انہی انسانوں میں سے معزز ترین طبقہ کو قرار دیا۔ خود رب العالمین اس کا بیان اپنے کلام قدیم، قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا

بیشک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں پر تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور آدمی نے اٹھالی، بیشک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے۔

یہ وسیع وعریض آسمان جس کی وسعتوں کا ہم اندازہ نہیں لگا سکتے، یہ زمین چاند سورج، اور زمین کی پشت پر قوی ہیکل پہاڑ ہمارے نزدیک خاموش ہیں۔ مگر ان سب کا خالق ومالک، اور ہم سب کا پیدا فرمانے والا ان سے کلام بھی فرماتا ہے۔ اپنی تمام تر وسعتوں اور عظمتوں کے باوجود آسمان وزمین اور پہاڑ وغیرہ کسی میں اتنا زور نہیں کہ امانتِ الہیہ کا بار اٹھا سکے۔ رب کائنات نے جب آسمانوں پر، زمین پر، اور پہاڑوں پر اپنی امانت پیش فرمائی، تو اس امانت کی عظمت و جلالت سے سب خوفزدہ ہوگئے اور ہر ایک نے اٹھانے سے انکار کر دیا ——— ساری کائنات اس ذمہ داری کو سنبھالنے سے عاجز رہ گئی۔

امانت سے مراد

مفسرین کرام کے نزدیک امانت سے مراد تکلیفات شرعیہ ہیں —— جن میں عبادات، اخلاق اور ہر قسم کے قوانین شامل ہیں، گویا اختیار وارادہ کی

آزادی کے ساتھ اپنے کئے ہوئے اچھے اعمال کی جزا اور اعمال بد کی سزا اٹھانے کا عہد کرتے ہوئے؟ تو آسمان وزمین اور پرہیبت پہاڑوں نے اس بوجھ کے اٹھانے سے عاجزی ظاہر کردی۔ اور صاف صاف کہہ دیا کہ اے مالک ومولا ہمیں طاعات کے ثواب کی امید سے زیادہ، نافرمانی کے عذاب کا اندیشہ ہے۔ ہم تیرے مسخر اور پابند رہ کر ہی تعمیل احکام کرتے رہیں گے۔ اے ہمارے خالق ومالک اس عظیم امتحان سے ہمیں باز رکھ۔

اور یہی امانت جب حضرت آدم علیہ السلام پر اور حکمت الٰہیہ سے بالواسطہ تمام بنی آدم پر پیش کی گئی تو انہوں نے اسے اٹھانے کی حامی بھرلی۔ رب کائنات، مالک بے نیاز کی جانب سے آنے والی پیشکش کو انسان نے کس حیثیت سے قبول کیا ——— اس بارے میں اس آیت کریمہ کے تحت تفسیر روح البیان میں حضرت جنید بغدادی امام الطائفہ کا قول بڑا پیارا ہے۔

"رب تعالےٰ نے حضرت آدم پر جب اپنی امانت پیش فرمائی تو اس وقت آپ کی نظر امانت اور اس کی ذمہ داریوں پر نہ تھی، بلکہ امانت پیش کرنے والے پر تھی۔ اور پیش کرنے والے میں جو لذت وسرور تھا، اس نے امانت کی گرانباری کو نظر سے اوجھل کردیا تھا۔"

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ آدم نے جب اس ذمہ کو اٹھالیا تو رب کائنات کی رحمت وکرم نے خوش ہوکر فرمایا کہ "برداشتن از تو، ونگاہ داشتن از من" ——— اٹھانا تیرا کام ہے اور توفیق وکامیابی دینا میرا کام ۲۵ے

اس موقع پر قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ نے اپنی تفسیر میں صوفیائے کرام کا مسلک بہت دلنشیں انداز میں پیش فرمایا ہے ——— تفسیر ضیاء القرآن سے ہم ایک جامع اقتباس پیش کرتے ہیں ——— علامہ پانی پتی فرماتے ہیں۔

"میں کہتا ہوں کہ اس آیت کا سیاق، اس بات کا مقتضی ہے کہ یہاں جو امانت مذکور ہے اس سے وہ امانت مراد ہے جسے صرف انسان اٹھاسکتا ہے۔ اور کوئی مخلوق اسے اٹھانے کی ہمت نہیں رکھتی ——— اگر اس امانت سے مراد احکام شرعیہ ہوں۔ تو انسان کی خصوصیت نہیں، بلکہ جن اور ملائکہ بھی مکلف ہیں۔ اسی طرح ملائکہ کی افضلیت

Marfat.com

انسان پر لازم آئے گی، کیونکہ ان کی شان تو یہ ہے کہ یسبحون اللیل والنہار ولا یفترون ـــــ وہ دن رات تسبیح میں مصروف رہتے ہیں اور ذرا نہیں تھکتے، اور انسان کی یہ حالت نہیں، اسی لئے صوفیائے کرام نے امانت کی تفسیر "نور العقل" اور "نار العشق" سے کی ہے ـــــ یعنی نور عقل استدلال کے ذریعہ معرفت الٰہی حاصل کرتا ہے، اور عشق کی آگ حجابات کو جلا کر معرفت الٰہی تک پہونچاتی ہے ـــــ بیشک فرشتے بھی اس کے مکرم بندے ہیں، لیکن ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک مخصوص مقام ہے جس سے آگے وہ تجاوز نہیں کر سکتے۔ اور سوزش عشق کے باعث غیر متناہی درجات تک ترقی کرتے جانا یہ حضرت انسان کی خصوصیت ہے ـــ فالترقی الیٰ مراتب الغیر المتناهیة بنار العشق انما هو من خصائص الانسان" اس کے بعد علامہ موصوف لکھتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات سے جو نتیجہ میں نے اخذ کیا ہے، وہ یہ ہے کہ امانت سے مراد وہ استعداد ہے جو اللہ تعالےٰ نے ماہیت انسان میں ودیعت کی ہے جو تجلیات ذاتیہ دائمہ کو قبول کرتی رہتی ہے۔ صالح جن بھی عبادت و ریاضت سے ملائکہ کی صف میں شامل ہو جاتے ہیں، پھر بھی ان کے حصہ میں تجلیات صفاتی آتی ہیں، تجلیات ذاتیہ کی اہلیت نہیں ہوتی:

آخر میں علامہ موصوف ظلوماً جھولاً کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"انسان میں دو قوتیں ہیں ایک سبعیہ، اور ایک بہیمیہ، سبعی قوتوں سے اس کے دل میں تفوق اور برتری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جس سے وہ معرفت کی اونچی سے اونچی چوٹیوں کو سر کرتا ہے ـــــ اور بہیمی طاقتوں کے باعث اس میں جفاکشی، اور مشقت جھیلنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، جس کے باعث وہ طویل ریاضتوں اور مشکل عبادتوں کا بوجھ، صبر و تحمل سے برداشت کرتا ہوا منزل محبوب کی طرف بڑھا چلا جاتا ہے ـــــ اگر یہ دو قوتیں انسان میں نہ ہوتی تو وہ بھی ساحل عافیت پر خیمہ زن رہتا اور کبھی آزمائش کے تند و تیز طوفانوں سے نبرد آزما ہونے کے لئے تیار نہ ہوتا"۔

Marfat.com

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ظلوماً جھولاً کا معنی خوب کیا ہے ؎

غیر انساں کس نہ کرد قبول ✡ زانکہ انساں ظلوم بود و جہول ؎

انسان کے بغیر اس امانت کو کسی نے قبول نہ کیا ، کیوں کہ انسان ظلوم اور جہول تھا ؎

ظلم او آنکہ ہستی خود را ✡ ساخت فانی بقائے سرمدار ؎

اس کا ظلم یہ تھا کہ اس نے اپنی ہستی کو فنا کر دیا تاکہ بقائے سرمدی حاصل کرے ۔

جہل او آنکہ ہر چہ جز حق بود ✡ صورتِ آں ز لوح دل نز دود ؎

اور اس کی جہالت یہ ہے کہ حق کے بغیر جو کچھ تھا اسے ، نے اپنی دل کی لوح سے مٹا دیا ،

نیک ظلمے کہ عین معدلت است ✡ نغز جہلے کہ مغز معرفت است ؎

وہ ظلم بہت اچھا کہ جو عین عدل ہے اور وہ جہالت بہت عمدہ ہے جو معرفت کا مغز ہے [۲۶]

ان تمام آیات بالا اور تفاسیر و تقاریر سے یہ بات واضح اور مُبرہن ہوتی ہے کہ انسان رب کائنات کی سب سے اچھی ، سب سے خوبصورت ، سب سے باہمت ، اور سب سے عظیم المرتبت مخلوق ہے ؎

آسمان بار امانت نتوانست کشید ✡ قرعۂ فال بنام منِ دیوانہ زدند ؎

آسمان جس امانت کے بوجھ کو نہ اٹھا سکا ۔ وہ قرعۂ فال مجھ دیوانہ کے نام نکل آیا

گویا ــــــ انسان ہی احسن المخلوقات ہے ــــــ انسان ہی اکرم المخلوقات ہے انسان ہی اجمل المخلوقات ہے ۔ رب تعالےٰ کی سب سے پسندیدہ مخلوق انسان ہے ۔ بار امانت کو اٹھانے والی مخلوق انسان ہے ۔

یہ ہے اسلام کے نزدیک انسان کی حیثیت ، یہ ہے دین حنیف میں انسان کی وقعت ، یہ ہے نظام مصطفےٰ میں انسان کا احترام ، اب جس مذہب میں انسان کو اتنا بڑا درجہ حاصل ہے وہی انسان امن و سلامتی کے حقیقی راستوں ، اور انسانی بہبودی کے طریقوں کو پیش کر سکتا ہے ، لعل و جواہر کی قدر و قیمت جاننے والے ہی اس کی حفاظت و صیانت کا بہترین بند و بست کر سکتے ہیں ۔ جو لوگ انہیں بھی کانچ کی گولیاں سمجھتے ہوں وہ اس کی وقعت کیا کر سکتے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ ہی سب کا رب ہے

مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ رب المسلمین ہی رب العالمین ہے۔ مسلمانوں کو تخلیق کرنے والے پروردگار ہی نے ساری کائنات کی تخلیق فرمائی ہے۔ اسلام صرف ایک فرقہ یا ایک طبقہ کے لئے نہیں، ساری انسانیت کا مذہب ہے۔ یہی کلام الٰہی کی دعوت ہے اور یہی رسول خدا کا پیغام بھی،

يَاأَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ ۲۷

اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے اگلوں کو پیدا کیا یہ امیدیں کرتے ہوئے کہ تمہیں پرہیزگاری ملے اور جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا، اور آسمان کو عمارت بنایا۔ تو آسمان سے پانی اتارا تو اس سے کچھ پھل نکالے تمہارے کھانے کو تو اللہ کے لئے جان بوجھ کر برابر والے نہ ٹھہراؤ۔

ہم قرآن مجید پر غور کرتے ہیں تو اسے سارے عالم کے لئے ہدایت و رحمت کا سرچشمہ پاتے ہیں۔ اور رب کائنات اپنے اس مقدس کلام میں سب عالم والوں کو اپنی رحمت والی چادر میں اس طرح سمیٹے ہوئے ہے کہ قرآن مجید کی پہلی آیت میں خود کو سارے عالم کا پروردگار ہونے کی حیثیت سے متعارف کراتا ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ ۲۸ سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہاں والوں کا،

اور سب سے آخری سورہ کا نام ـــــ النّاس "لوگ" فرما کر انسانوں سے اپنے خصوصی تعلق کا اظہار فرماتا ہے۔ سورۃ الناس کی تلاوت کیجئے۔

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ إِلَٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝ ۲۹

تم کہو میں اس کی پناہ میں آیا جو سب لوگوں کا رب، سب لوگوں کا بادشاہ، سب لوگوں کا خدا، اسکے شر سے جو دلوں میں برے خطرے ڈالے اور دبک رہے، اور وہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں، جن اور آدمی۔

Marfat.com

اے لوگو! نگاہ بصیرت سے دیکھو، رب تعالےٰ اس آخری سورہ میں اپنا تعارف، سب انسانوں کا رب، سب انسانوں کا بادشاہ، سب انسانوں کا خدا ہونے کی حیثیت سے کرا رہا ہے کیا انسانوں کے لئے اس سے زیادہ شرف کی احتیاج ہے؟

قرآن سب کی ہدایت کیلئے ہے

اسی طرح کلام الٰہی قرآن مجید لوگوں کیلئے رحمت اور سامان ہدایت بنکر تشریف لایا ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ ۳۰

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا، لوگوں کے لئے ہدایت ہے

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ۳۱

بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن، اپنے بندہ پر، جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔

حضور محمد رسول اللہ سب کے نبی ہیں

ذات وحدہٗ لاشریک ہی خالق کائنات ہے اور سب اسی کی مخلوق ہیں۔

اسی طرح قرآن مجید اس کا پاک لازوال کلام سب کے لئے ہدایت کا مینار اور راہ نجات ہے ——— اور اس کے آخری پیغمبر حضور محمد رسول صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ساری انسانیت اور ساری خدائی کے نبی ہیں۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۳۲

اے محبوب ہم نے تم کو نہیں بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے، خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا، لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا ۳۳

تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۳۴

اور ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

Marfat.com

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۔ ۵:۳ ۔ اے محبوب بیشک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں، رب العلمین نے اپنے آخری رسول کو رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا۔ تاکہ وہ رحمت تمام پوری انسانی برادری کو اپنی آغوش رحمت میں سمیٹ لے۔ حضور صرف مسلمانوں، اور مومنوں کے لئے ہی رحمت نہیں ہیں، بلکہ ساری کائنات اور ساری خدائی کے لئے رحمت ہیں ـــــ اور آپ کے کرم کا دائرہ خدا کی کل خدائی تک وسیع ہے۔

اسلام نے جانوروں اور چوپایوں کے حقوق کی بھی رعایت کی ہے

چنانچہ اسلامی نظام حیات جو حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے نافذ فرمایا، اس میں نہ صرف افراد انسانی کے پورے پورے حقوق کی نگہداشت ہے، بلکہ حیوانات و نباتات کے ساتھ ظلم و ستم کو بھی ناروا رکھا گیا ہے ـــــ وہ اسلام ہی ہے جس نے جانوروں تک کے حقوق کے لئے قوانین مقرر کئے ہیں۔ اور تعلیم دی ہے کہ کسی جانور پر اس کی اوقات سے زیادہ بوجھ ہرگز نہ لادا جائے ـــــ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ احساس تھا کہ میرے حدود خلافت میں اگر کوئی خارشی بکری اپنے مرض کا علاج نہ پاسکی تو مجھے خوف ہے کہ رب تعالےٰ کے حضور مجھ سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام عاملین (گورنروں) کو یہ حکم جاری فرمایا تھا کہ کسی اونٹ پر چھ سو رطل سے زیادہ وزن ہرگز نہ لادا جائے ـــــ یہ انہی پاکیزہ تعلیمات کا اثر ہے، جو رسول آخر الزماں سیدنا سرکار محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے دنیا کو دیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

"ایک انصاری کا اونٹ سرکش ہو کر بھاگ گیا، وہ انصاری حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرا اونٹ سرکش ہو کر فرار ہو گیا ہے اور مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ اس کے نزدیک جا سکوں، کیونکہ میں ڈرتا ہوں، وہ مجھے ہلاک نہ کر دے ـــــ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم اس اونٹ

کی طرف چلے، جب اونٹ نے حضور کو دیکھا تو آواز نکالتا ہوا آیا اور حضور کے آگے اپنا سر رکھ دیا، اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے ——— حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے انصاری سے فرمایا۔

اِنَّ بَعِیْرَکَ یَشْکُوْکَ فَاَحْسِنْ اِلَیْہِ فَجَاءَ بِحَبْلٍ فَاَلْقَاہُ بِرَاْسِہٖ — یہ اونٹ تمہاری شکایت کر رہا ہے اسکے ساتھ اچھا سلوک رکھو، پھر رسّی لیکر اسکے سر میں ڈالدی اور اسکے حوالے کر دیا۔

جس قانون کی نگاہ جانوروں اور چوپایوں کی تکالیف پر اتنی گہرائی سے پڑ رہی ہے، کیا کوئی ذی عقل یہ باور کر سکتا ہے کہ وہ قانون انسانی حقوق کے کسی گوشہ کو اپنی فیض رسانیوں، اور شامیانہ رحمت سے محروم رکھے گا۔؟

رسول رحمت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذی روح کے حقوق کی نگہداشت کے لئے حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اتقوا اللہ فی ھذہ البھائم المعجمۃ فارکبوھا صالحۃ واترکوھا صالحۃ (رواہ ابوداؤد) — ان حیوانات کے معاملے میں خدا کا خوف کرو جو بول نہیں سکتے ان پر سواری کرو جبکہ وہ اس کے قابل ہوں، اور انہیں چھوڑ دو جبکہ وہ اچھی حالت میں ہوں۔

سواری کے جانور پر بیٹھے بیٹھے دیر تک رک کر کسی سے باطمینان بات چیت کرنے لگنا بھی اس جاندار کی حق تلفی ہے۔ ایسے میں جانور کو آرام دینے کے لئے سواری سے نیچے اتر آنا چاہئے اسلام نے یہی تعلیم دی ہے۔ حضور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

لا تتخذوا ظھور دوابکم کراسی (رواہ احمد وحاکم) — اپنے حیوانات کی پشتوں کو کرسیاں نہ بنالو،

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا "رسول خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے جانور کے چہرے پر مارنے اور اسے داغنے سے منع فرمایا ہے"۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق بعض اوقات حیوانوں کے ساتھ رحم و شفقت کے باعث انسان جنت کا

Marfat.com

مستحق بن جاتا ہے۔ اور ان کے سنگدلی بے مروتی اور ظلم کرنے کی وجہ سے عذاب میں ڈالا جاتا ہے
بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

"رسول خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک آدمی کہیں جارہا تھا اسے سخت پیاس لگی تلاش کرنے پر ایک کنواں ملا، وہ اس میں اترا اور پانی پی کر باہر نکل آیا — کیا دیکھتا ہے کہ ایک کتا پیاس کی وجہ سے ہانپ رہا ہے۔ اور پیاس کی شدت سے مٹی چاٹ رہا ہے۔ اس آدمی نے سوچا کہ یہ کتا بھی پیاس کی شدت سے اسی طرح بیتاب ہو رہا ہے جس طرح کہ میں بیتاب ہو رہا تھا ——— وہ دوبارہ کنوئیں میں اترا، اور اپنے چمڑے کے موزے کو پانی سے بھر کر منہ سے تھامے باہر آیا اور کتے کو پانی پلایا"

فشکر اللہ لہ فغفر لہ — فقالوا یارسول اللہ وان لنا فی البھائم اجرا ——— ؟ فقال نعم فی کل ذات کبد رطبۃ اجر۔
(رواہ الشیخان عن ابی ھریرۃ)

تو اللہ تعالیٰ نے اس کی اس نیکی کو پسند کیا، اور اسے بخش دیا لوگوں نے سوال کیا، کیا چوپایوں پر بھی رحم کرنے سے ثواب ملتا ہے یارسول اللہ؟ - آپ نے فرمایا، ہر جگر دار، چارہ کھانے والے کے ساتھ رحم پر ثواب ملتا ہے۔

خدا کی بے زبان مخلوق حیوانات، چرند و پرند کے ساتھ سنگدلی اور ظلم کا برتاؤ غضب الٰہی کا موجب ہوتا ہے۔ انہیں بلا وجہ ستانا، مار ڈالنا اور لطف اندوزی کے لئے انہیں ایذا دہی کا کھیل کھیلنا اسلام میں سخت ممنوع ہے۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ

"ایک عورت محض ایک بلی کی وجہ سے جہنم میں ڈالی گئی کہ اس نے اسے باندھ رکھا تھا، نہ اسے کھانے کو دیا، اور نہ ہی آزاد کیا کہ وہ زمین پر رینگنے والی چیزیں کھا لیتی"۔

تمام مخلوقات میں انسان کو یقیناً معزز بنایا گیا ہے ——— اور خالق کائنات نے اشیاء کو انسان کی ضروریات پوری کرنے کے لئے بنایا ہے ——— مگر اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ انسان خدا کی مخلوق کو اپنے من مانے ظالمانہ طریقوں سے بازیچۂ اطفال بناتا رہے۔ حلال جانوروں کے گوشت سے انسانی غذا مہیا ہوتی ہے ——— مگر ان جانوروں کو بھی ذبح کرنے کے

آداب ہیں کہ انہیں کم سے کم اذیت ہو —— اور اسلامی طریقہ ذبح ہی ترقی یافتہ تحقیق کے مطابق بھی جانوروں کے لئے کم سے کم تکلیف دہ ہے —— اس سلسلہ میں صحیح مسلم سے حضرت شداد بن اوس کی روایت کا تھوڑا حصہ نقل کیا جاتا ہے —— رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

...وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ۔

(رواہ مسلم عن شداد بن اوس)

...اور جب تم ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو اور تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ اپنی چھری کا تیز کرلے اور ذبح ہونے والے جانور کو راحت پہنچائے (یوں ذبح کرے کہ جانور زیادہ دیر نہ تڑپے اور بآسان جان نکل جائے)

اور آقا و مولا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ترہیب فرمائی ہے۔

"جس نے کسی گوریا یا اس سے بھی چھوٹی چڑیا کو ناحق قتل کیا تو اس کے بارے میں خدائے تعالےٰ باز پرس فرمائے گا، پوچھا گیا یا رسول اللہ چڑیوں کا حق کیا ہے ——؟ تو حضور نے ارشاد فرمایا "ان کا حق یہ ہے کہ ان کو ذبح کر کے کھایا جائے، اور سر کاٹ کر یونہی پھینک نہ دیا جائے"۔ (المشکوٰۃ عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص) ——

اس حدیث پاک نے بتایا کہ خلق خدا جانداروں کی اسلام میں کیا قدر و منزلت ہے۔ اور دین فطرت نے ذوی الارواح کے دکھ درد اور ان کی تخلیقی مقصدیت کو بھی نظر انداز نہیں کیا ہے۔

قابل غور ہے کہ اسلام نے یہ احکام و قوانین اس وقت لاگو کئے، جب انسانوں پر انسانی پنجۂ استبداد نے عرصۂ حیات تنگ کر رکھا تھا —— ظلم و بربریت سے زمین کا سینہ ابال کھا رہا تھا —— روم و ایران کی استبدادی حکمرانی کے درمیان انسانی عظمت و اقدار چکنا چور ہو رہی تھی —— اس کا ایک معمولی حصہ یہ بھی تھا کہ انسانوں کو درندوں سے لڑایا جاتا تھا، جانوروں کی جانوروں سے بازی کی جاتی، اور سرخ، سرخ انسانی خون شراٹے مارتے ہوئے نکلتا تو تماشہ بینوں کی تالیاں بجتیں اور شور مسرت ابل پڑتا۔

آیئے "تاریخ اخلاق یورپ" سے اس سلسلہ میں رومی قوم کی حالت دیکھتے چلیں

رومی قوم میں سیاحی کے نام سے انسانوں کو انسانوں سے جان لیوا لڑائیاں کرائی جاتیں

کبھی انسانوں کو خونخوار جانوروں سے لڑایا جاتا، ان لوگوں میں اس رسم کو مذہبی حیثیت حاصل تھی، ان کے خیال میں ایسا کرنے سے روحوں کو خوشی حاصل ہوتی تھی۔ اسی لئے وہ لوگ یہ خون آشام تماشہ قبرستانوں میں کیا کرتے تھے —— بعد میں یہ رسم اتنی ترقی کر گئی کہ ہر خوشی مسرت کے موقع پر، شادی غمی پر، جنگ میں کامیابی وغیرہ کے مواقع پر انسانی جان سے کھیلنے کا تماشہ ہونے لگا۔ اور ایک موقع پر سینکڑوں سیافوں (لڑنے مرنے والوں) کی جانیں چلی جاتیں —— زمانہ آگے بڑھا تو کچھ بادشاہوں نے اس پر پابندی لگانے کے قوانین بنائے۔ مثال کے طور پر آگسٹس کے بارے میں ملتا ہے کہ اس نے یہ قانون بنایا تھا

"ایک موقع پر ایک سو بیس سے زائد سیافوں کو اپنے کرتب دکھانے کی اجازت نہ دی جاتی، اور کوئی شخص یہ تقریب خوں ریز سال میں دو بار سے زیادہ نہ منائے"

(تاریخ اخلاق یورپ باب ۲، اخلاق قبل مسیح) ——

انہی لوگوں سے مستعار لے کر یورپین اقوام میں سے بعض میں تا دیر یہ خطرناک تماشہ کاری رائج رہی تا آنکہ اسلام کی روشنی نے تہذیبوں کی کثافت چاک چاک کر دی۔

رسول خاتم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم چوپایوں اور حیوانوں کو تختۂ مشق اور سامان تماشہ بنانے سے منع فرمایا۔ اور ایسا کرنے والوں کو ملعون قرار دیا ہے۔ صحیحین میں ہے۔

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وَسَلَّمَ مَنِ اتَّخَذَ شَیْئًا فِیْہِ الرُّوْحُ غَرَضًا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت بھیجی ہے جو کسی ذی روح کو بطور نشانہ استعمال کرتا ہے۔

اور فرمایا کہ جس کسی نے ایک چڑیا کو بھی کھیل کے طور پر قتل کیا، تو وہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے فریاد کرے گی کہ اے اللہ اس نے مجھے کھیل کے لئے مار ڈالا، کسی فائدہ کے لئے نہیں —— شریعت اسلامیہ میں حیوانوں کا باہم لڑانا، ان کا نشانہ بنانا، انکے چہروں کو جھلسانا، انہیں گرم سلاخوں سے داغنا ممنوع ہے —— رسول رحمت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے گدھے کو دیکھا، جس کے چہرے پر داغا گیا تھا۔ تو فرمایا جس شخص نے یہ

Marfat.com

کام کیا ہے، اس پر خدا کی لعنت" ——— ابوداؤد میں چڑیا کے ان بچوں کا واقعہ آیا ہے، جنہیں صحابہ نے پکڑ لیا تھا اور ان کی ماں پر کھولے منڈلانے لگی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دیکھ کر بے چین ہو گئے تھے، اور انہیں چھڑوا دیا تھا ——— اسی طرح چونٹیوں کی بلیں جن میں لوگوں نے آگ لگا دی تھی، رسول رحمت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو لوگوں کو اس کام سے باز رہنے کا حکم دیا۔

Marfat.com

حوالے

۱ ـــــ القرآن، التین ۹۵/۳،۴

۲ ـــــ تفسیر احکام القرآن تحت آیت مذکورہ
علامہ ابوبکر جصاص رازی حنفی متوفی ۳۷۰ھ

۳ ـــــ القرآن، التغابن ۶۴/۳

۴ ـــــ ، عبس ۸۰/۱۷،۱۸،۱۹

۵ ـــــ ، بنی اسرائیل ۱۷/۷۰

۶ ـــــ ابن عساکر عن انس رضی اللہ عنہ

۷ ـــــ تفسیر خزائن العرفان للعلامۃ الشیخ
محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ،

۸ ـــــ القرآن، السجدہ ۳۲/۷،۸،۹،

۹ ـــــ ، الحجر ۱۵/۱۹

۱۰ ـــــ صحیح البخاری کتاب المغازی، باب
مرض النبی صلے اللہ علیہ وسلم،

۱۱ ـــــ القرآن، العصر ۱۰۳/۱،۲،۳

۱۲ ـــــ ، الذاریات ۵۱/۵۶

۱۳ ـــــ ، النساء ۴/۱

۱۴ ـــــ ، الحجرات ۴۹/۱۳

۱۵ ـــــ ، الانعام ۶/۱۵۱

۱۶ ـــــ القرآن، بنی اسرائیل ۱۷/۲۱

۱۷ ـــــ ، الزلزال ۹۹/۷،۸

۱۸ ـــــ ، البقرہ ۲/۱۷۸

۱۹ ـــــ ، المائدہ ۵/۴۵

۲۰ ـــــ ، الحجرات ۴۹/۱۱

۲۱ ـــــ ، الحجرات ۴۹/۱۲

۲۲ ـــــ ، البقرہ ۲/۱۹۵

۲۳ ـــــ ، النجم ۵۳/۳۶،۳۷،۳۸،۳۹

۲۴ ـــــ ، الاحزاب ۳۳/۷۲

۲۵ ـــــ تفسیر روح البیان علامہ اسمٰعیل حقی،
بن مصطفےٰ حنفی بروسوی، متوفی ۱۱۳۷ھ تحت
آیت مذکورہ بالا اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ الخ

۲۶ ـــــ تفسیر ضیاء القرآن للعلامہ پیر کرم شاہ
الازہری جلد ۴، ص ۱۰۳ و ۱۰۴،

۲۷ ـــــ القرآن، البقرہ ۲/۲۱،۲۲

۲۸ ـــــ ، الفاتحہ ۱/۱

۲۹ ـــــ ، الناس ۱۱۴/۱تا۵

۳۰ ـــــ ، البقرہ ۲/۱۸۵

Marfat.com

٣١ القرآن ، الفرقان ١/٢٥	٣٥ القرآن ، الكوثر ١/١٠٨
٣٢ " السبا ٢٨/٣٤	٣٦ الخصائص الكبرىٰ للعلامة جلال الدين السيوطی المتوفی ٩١١ھ جلد ٢ ، ص ٥٨ ،
٣٣ " الاعراف ١٥٨/٧	
٣٤ " الانبیاء ١٠٧/٢١	

Marfat.com

ب ۲

اسلام اور نظام عدل و مساوات

اسلامی مساوات کے بنیادی خطوط	۶۷	ابوذر اور بلال	۸۹
عدل کا لغوی مفہوم	"	احساس مسئولیت	"
آیت عدل اور اس کی اہمیت	۷۱	قانون کی بالادستی	۹۱
راہِ عدل کے روڑے جسے اسلام نے ہٹا دیا	۷۳	خدمت گذار خلیفہ	"
عدل کا ترازو	۷۵	انسانی ذمہ داریوں کا احساس	۹۳
شاہ و گدا برابر اسلام کی نظر میں	۷۸	شریعت کورٹ کے آداب	۹۴
آج کی مسلم دنیا اور اسلامی نظام	۷۹	کوئی مخالفت عدل و مساوات میں مانع نہیں	۹۸
سیرت رسول اکرم اور عدل و مساوات	۸۱		
اسلامی مساوات کے تاریخی شواہد	۸۳	امارت متقیوں کیلئے آزمائش ہے	۹۹
عدل فاروقی	۸۵	صدیق اکبر کا احساس	"
سیرت مرتضوی	۸۷	اپنی حیثیت اور حدود عمل کا تعین	۱۰۰
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز	۸۸	اسلامی قیادت کے رہنما اصول	۱۰۱
	—	حوالے	۱۰۴

Marfat.com

اسلام اور نظام عدل و مساوات

دنیا میں امن و سلامتی کا قیام صرف وہی نظام کر سکتا ہے جو انسانی خُرد بُرد اور دسیسہ کاریوں سے مامون و محفوظ ہو، جس کے نفاذ عمل کی زمام ایسے ہاتھوں میں ہو، جو انسانی بہبود کی تڑپ کے ساتھ ساتھ اپنے قلوب میں اپنے پیدا کرنے والے کا خوف رکھتے ہوں، جو خالق کائنات پر یقین و ایمان رکھتے ہوں، اور ان کے سینے میں یہ احساس زندہ ہو کہ ہمیں بھی اپنے اعمال و کردار کا پورا پورا حساب چکانا ہے۔ اس احساس کے بغیر کوئی سربراہِ مملکت تمرد و سرکشی کے چنگل سے محفوظ نہیں رہ سکتا —— صرف اسلام اپنے اندر یہ ساری صلاحیتیں رکھتا ہے

اسلام میں اصل قانون خدا کا قانون ہے، حاکم اعلیٰ صرف وہی پروردگار ہے۔ اور نفاذ قانون کے سلسلہ میں ہر ذمہ دار، جو اسلامی ریاست کا سربرآوردہ ہوگا، اس میں یہ دیکھا جائے گا کہ وہ ایمان باللہ، اور ایمان بالرسول اور یوم الحساب پر مستحکم ہو، اور قوانین اور احکام الٰہیہ سب سے زیادہ اپنی ذات پر نفاذ کرنے والا ہو —— جسے تقویٰ اللہ کے جامع لفظ میں سمیٹ دیا گیا ہو۔

ارشاد رب العالمین ہے۔

إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ ط ۱؎

حکم نہیں مگر اللہ کا

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهٗٓ أَمْرًا أَنْ يَّكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝ ۲؎

اور کسی مسلمان مرد اور مسلمان عورت کو یہ حق نہیں پہونچتا کہ جب اللہ اور رسول کسی چیز کا فیصلہ کر دیں، تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے، اور جو حکم (فیصلہ) نہ مانے اللہ اور اس رسول کا بیشک وہ کھلی گمراہی میں بہک گیا۔

Marfat.com

اسلامی مساوات کے بنیادی خطوط

ان خدائی قوانین نے اسلام کو منظم اور مرتب کیا۔ اور نافذین قانون کو ان اسلامی سانچوں میں ڈھلنے کی تاکید فرمائی۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ۳ ؎ — تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ تقویٰ شعار ہے۔

ان خدائی قوانین سے کوئی بلند و بالا نہیں اور نہ ہی کوئی ان سے مستثنیٰ ہے۔

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ۴ ؎ — پس جو کوئی ایک ذرہ برابر نیکی کرے اسے دیکھے گا، اور جو ذرہ برابر برائی کرے گا، اسے دیکھے گا۔

شارع صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے نہایت واضح اصول امت کو مرحمت فرمائے کہ رب تعالےٰ کے نزدیک ظاہری وجاہت اور صوری حسن وجمال ہرگز مطلوب نہیں، وہ پاک بے نیاز۔ ایک شخص کے قلب دل کے لحاظ سے فیصلہ فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلٰکِنْ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ ۵ ؎ — یقیناً اللہ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا، بلکہ دلوں کو دیکھتا ہے۔

اور نیکی اور بھلائی کا انحصار محض انسان کی نیتوں پر ہے۔ انسانی فلاح وبہبود اور خیر خواہی کی نیتیں کبھی ضائع نہیں ہوں گی۔ اور بدخواہی کا گھناؤنا چہرہ چاہے تصنع کے کتنے ہی دبیز پردوں میں کیوں نہ لپٹا ہو، رب کائنات کی نگاہوں سے مخفی نہیں۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِءٍ مَّا نَوٰی ۶ ؎ — اعمال کا دارومدار نیت پر ہے، اور ہر شخص کو وہی کچھ حاصل ہوگا، جس کا اس نے ارادہ کیا ہے۔

عدل کا لغوی مفہوم

امام راغب اصفہانی، جن کا اصل نام ابوالقاسم الحسین بن محمد بن الفضل ہے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "المفردات" میں "عدل" کے معنیٰ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

العدالۃ والمعدالۃ لفظ یقتضی معنی المساواۃ۔ عدالت اور معدالۃ کے معنیٰ مساوات کے ہیں،

آگے لکھتے ہیں ـــــــــ عَدل اور عِدل قریب المعنی ہیں۔ مگر عدل کا استعمال ان موقعوں پر ہوتا ہے جو غور و فکر سے سمجھ میں آتے ہوں جیسے آیت او عدل ذلک صیاماً میں ہے، اس لئے عدل کے معنی ہوئے سب سے ساتھ برابر کا معاملہ کرنا"۔

پھر علامہ موصوف عدل کی ایک خاص قسم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ایک قسم عدل مطلق کی ہے۔ جس کے بہتر ہونے کا عقل تقاضا کرتی ہو، اور جو کسی دور میں منسوخ نہ ہو"۔

عدل کی ایک دوسری قسم کا بیان اس طرح کرتے ہیں۔

"اور ایک عدل وہ ہے جس کا عدل ہونا شریعت سے معلوم ہوتا ہے، جیسے قصاص اور تعزیرات"

عدل کی بحث کا خلاصہ کرتے ہوئے، آخر میں لکھتے ہیں۔

العدل هو المساواة فی المکافاة ؎ عدل ادائیگی کے موقع پر مساوات کا نام ہے،

قرآن مجید نے عدل کو لفظ میزان سے بھی تعبیر فرمایا ہے۔

وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ ؎ اللہ نے آسمان کو سربلند کیا، اور (قیام عدل کیلئے) میزان رکھا۔

خدائی نمائندے یعنی رسولانِ عظام اور پیغمبرانِ حق جن مقاصد جلیلہ کی تکمیل کے لئے مبعوث کئے گئے، ان میں اہم ترین مقصد قیام عدل بھی تھا۔

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ؎۲ بیشک ہم نے اپنے رسولوں کو دلائل کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور عدل کی ترازو اتاری کہ وہ لوگوں میں انصاف قائم کریں۔

فلاسفہ میں سے امام غزالی عدل کی تعریف میں لکھتے ہیں۔

هو ضبط الشهوة والغضب تحت اشارة العقل والشرع ؎۳ شہوت و غضب کی قوت کو اس حد تک ضبط کرنا کہ وہ عقل و شرع کے تابع ہو جائیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اس طرح تعریف فرمائی ہے

Marfat.com

هی ملکة فی النفس تصدر عنها الافعال التی لا یقام بها نظام المدینة والحی بالسھولة ۸ۓ

عدالت ایک ملکہ ہے جس سے ان افعال کا صدور ہو، جن سے بآسانی شہر اور گاؤں کا نظم ونسق چلتا ہے۔

علامہ ابو البقاء کلیات العلوم، فصل العین میں "العدل" کے تحت لکھتے ہیں کہ

عدل دراصل ظلم کی ضد ہے ۸ۓ

عدل کی اس تعریف نے عدل کے محدود مفہوم کو اجاگر کیا۔ مگر دیگر متعدد لغاتِ قرانی کے محققین، اور رازداران رموز کتاب نے نہایت واضح اور جامع تعریفیں کی ہیں۔

علامہ سیّد شریف لکھتے ہیں کہ

"افراط اور تفریط کے درمیان اعتدال کا نام عدل ہے" ۹ۓ

ممتاز مفسر قرآن علامہ شہاب الدین آلوسی نے روح المعانی میں سورۂ نحل آیت ۹۰ کی تفسیر کرتے ہوئے نہایت جامع تقریر فرمائی ہے۔

"آیت اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ کا مطلب افراط وتفریط کے درمیان توسط کا پاس ولحاظ ہے۔ عدل ام الفضائل ہے، سارے فضائل اس میں داخل ہیں غیر معمولی ذہانت اور حد درجہ غباوت کے درمیان متوسط درجہ کا نام عقل ہے کہ جسکی فضیلت ہے۔ خواہش نفس کی شدت اور بے حسی کے درمیان توسط کا نام عفت ہے۔ غیر معمولی طاقت وشہ زوری اور بزدلی کے درمیان متوسط درجہ کو اصلاً شجاعت کہتے ہیں"۔

اعتقادی امور میں تعطیل، ونفی صانعؒ (جیسا دہریوں کا خیال ہے) اور شرک (جو بُت پرستوں اور ثنویوں کا خیال ہے) کے درمیان معتدل درجہ کا نام "توحید" ہے۔ ابن عباس نے عدل کی تفسیر میں اسی کو بیان کیا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ جبر وقدر کے درمیان معتدل درجہ کسب بھی عدل ہے۔ اور اسی طرح عملی امور میں عدالت نام ہے ترک عمل، اباحت پسندی، اور ترک مباحات کے بیچ میں واجبات کی ادائیگی پر ثابت قدمی اور عبادت کا، اخلاقی امور میں بخل واسراف کے درمیان درجہ متوسطہ جود وسخاوت بھی عدل ہے۔

علامہ موصوف آگے چل کر لکھتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے حضرت محمد بن کعب قرظی سے عدل کے بارے میں سوال کیا —— تو انہوں نے کہا خوب، تم نے ایک بہت بڑی بات پوچھی، پھر فرمایا —— چھوٹوں کیلئے باپ بڑوں کے لئے بیٹا، برابر والوں کے لئے بھائی، اور اسی طرح عورتوں کے لئے بھی بھائی بن جاؤ لوگوں کو ان کی غلطیوں کے لحاظ سے اور جسمانی طاقت کے موافق سزائیں دو، غصہ کا اظہار، ہر ہر ایک سے یکساں نہ کرو، ورنہ ظلم کرنے لگو گے ۱۰؎

خلیفہ عبدالملک کا ایک واقعہ لسانُ العرب میں مذکور ہے۔

حضرت سعید بن جُبیرؓ رضی اللہ عنہ سے خلیفہ عبدالملک نے دریافت کیا کہ عدل کا کیا مفہوم ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ عدل کی چار شکلیں ہیں۔

(۱) فیصلہ کے وقت کا عدل، جیسا کہ رب تعالٰی نے فرمایا کہ "جب تم فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ ان کے درمیان فیصلہ کرو" ۱۱؎

(۲) گفت گو کے وقت کا عدل، جیسا کہ رب تعالٰی کا ارشاد ہے "جب تم بات کرو تو عدل کے ساتھ بات کرو" ۱۲؎

(۳) عدل فِدیہ کے مفہوم میں، جیسا کہ ارشاد رب العالمین ہے "اس (انسانی نفس) کے عوض کوئی فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا" ۱۳؎

(۴) عدل فی الشرک، جیسا کہ رب کائنات کا فرمان ہے "منکرین اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں" ۱۴؎

قرآن و حدیث میں عدل و انصاف کے سلسلہ میں "العَدل" کی طرح "القِسط" بھی استعمال ہوا ہے —— اس کی لغوی توضیح بخاری شریف میں حضرت مجاہد کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے، جو "وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ" کی تفسیر میں آئی ہے —— آپ نے فرمایا۔

"قِسطاس رومی زبان میں عدل کو کہتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ قسط مسقط کا مصدر ہے، جس کے معنی عادل کے ہیں اور قاسط کے معنی ظالم کے ہیں" ۱۵؎

لسانُ العرب میں ہے۔

المقسط هو العادل يقال اقسط يقسط فهو مقسط اذا عدل .....

مقسط یعنی عادل، کہا جاتا ہے اَقسَطَ یُقسِطُ تو جب وہ عدل کرنے والا ہو تو اسے مُقسِط کہا جاتا ہے"

Marfat.com

.... والقسط العدل .... اقسط — القسط، العدل ہے۔ اقسط فی حکمہ
فی حکمہ عدل فھو مقسط ۱۶؎ — یعنی عدل کیا، تو وہ مقسط ہے۔
رب تعالیٰ کے کلام بلاغت نظام قرآن عظیم میں اور حضور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ میں یہ دونوں مادے آئے ہیں ـــــــ عدل اور انصاف کے موضوع پر کلام کرتے ہوئے، ان دونوں کا مختصر لغوی بیان ضروری سمجھتے ہوئے یہ سطور قلمبند کی گئیں، تاکہ قاری کو بآسانی ام الفضائل "عدل" کے اسلامی مفہوم تک رسائی ممکن ہو۔

آیت عدل اور اس کی اہمیت

قرآن مجید کی وہ آیت کریمہ جو عدل و انصاف کی بنیاد ہے، وہ ائمہ اسلام اور رازداران قوانین شریعت کی نگاہ میں کتنی اہم ہے، پہلے آیت مبارکہ کی تلاوت کا شرف حاصل کرنے کے بعد ہم چند جید اسلاف کے تبصرے تحریر کرتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۱۷؎

بیشک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کے دینے کا، اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے، تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو۔

تفسیر روح المعانی میں صاحب تفسیر علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

قال غیر واحد من العلماء لو لم یکن فی القرآن غیر ھٰذہ الآیۃ لکفت ۱۸؎

علما کی بڑی تعداد کا یہ قول ہے کہ اگر قرآن مجید میں صرف یہی ایک آیت نازل ہوتی تو (ہدایت کے واسطے) کافی تھی۔

حافظ الحدیث علامہ عماد الدین ابن کثیر اپنی تفسیر میں مشہور صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں۔

ان اجمع آیۃ فی القرآن فی سورۃ النحل اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۱۹؎

قرآن کی جامع ترین آیت سورہ نحل میں ہے، اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ۔

اسلام میں عدل و انصاف قانونی احکام ہیں۔ جن پر عمل درآمد لازمی و ضروری ہے ۔۔ ان

Marfat.com

سے گریز اور سرتابی دنیا میں تباہ کاری و خذلان اور آخرت میں سزائے سخت کا موجب ہوتا ہے ——— اور دوسری قوموں کی طرح انصاف اور عدل محض اخلاقی چیز نہیں ——— اسی اہمیت کے پیش نظر خلیفۂ راشد سیدنا عمر ابن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو خطبہ جمعہ کا مستقل جزء بنا دیا تھا۔

حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ اس کے تحت لکھتے ہیں۔

"ابن عیینہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ عدل ظاہر و باطن دونوں میں برابر حق و طاعت بجالانے کو کہتے ہیں۔ اور احسان یہ ہے کہ باطن کا حال ظاہر سے بہتر ہو، اور فحشاء و منکر و بغی یہ ہے کہ ظاہر اچھا ہو، اور باطن ایسا نہ ہو، بعض مفسرین نے فرمایا ——— اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے تین چیزوں کا حکم دیا اور تین چیزوں سے منع فرمایا ——— عدل کا حکم دیا اور وہ انصاف و مساوات ہے اقوال و افعال میں، اس کے مقابل فحشاء یعنی بے حیائی ہے اور وہ قبیح اقوال و افعال ہیں۔ اور احسان کا حکم فرمایا، وہ یہ ہے کہ جس نے ظلم کیا اس کو معاف کرو، اور جس نے برائی کی اس کے ساتھ بھلائی کرو، اس کے مقابل منکر ہے یعنی محسن کے احسان کا انکار کرنا، اور تیسرا حکم اس آیت میں رشتہ داروں کو دینے اور ان کے ساتھ صلہ رحمی اور شفقت و محبت کرنا، اس کے مقابل بغی ہے، اور وہ اپنے آپ کو اونچا کھینچا اور اپنے علاقہ داروں کے حقوق تلف کرنا ہے ——— ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت تمام خیر و شر کے بیان کو جامع ہے ——— یہی آیت حضرت عثمان بن مظعون کے اسلام لانے کا سبب ہوئی، جو فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نزول سے ایمان میرے دل میں جگہ پکڑ گیا ——— اس آیت کا اثر اتنا زبردست ہوا کہ ولید بن مغیرہ اور ابوجہل جیسے سخت دل کفار کی زبانوں پر بھی اسکی تعریف آہی گئی" ۲۰ے

تقویٰ اور پارسائی تعلیماتِ اسلامی پر عمل درآمد کا اعلیٰ ثمرہ ہے۔ قرآن مقدس نے عدل و انصاف کو تقویٰ کی کلید فرمایا ہے ——— ارشاد رب العالمین ہے۔

Marfat.com

اِعۡدِلُوۡا هُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيۡرٌ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ۲۱ـه

انصاف کرو وہ پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے، اور اللہ سے ڈرو، بیشک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

راہ عدل کے روڑے جنہیں اسلام نے ہٹا دیا

انسان کی فطرت میں جذبات رکھے گئے ہیں جو گاہے گاہے اسے انصاف سے ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ انسانی فکر و نظر اور کردار و عمل کی بخیہ گری جن اجزا سے ہوتی ہے۔ خالق کل، اور مالک تمام کو سب کچھ معلوم ہے۔ اسی لحاظ سے عدل و انصاف کے تقاضوں کی تکمیل میں جو روڑے حائل ہوتے ہیں، احکام قدرت نے ان کی وضاحت سے نشاندہی فرما دی۔ اور مرض کی شناخت کے بعد اس کا علاج آسان ہو جاتا ہے۔ عدل و انصاف کی راہ میں عام طور پر دو چیزیں حائل ہوتی ہیں۔

(۱) کسی کی بے جا حمایت و طرفداری، (۲) کسی سے مخالفت و دشمنی،

رب تعالیٰ نے ان دونوں راہوں سے انصاف کی پامالی کو ہمیشہ کے لئے بند فرمایا۔ اور حکم نازل کیا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُوۡنُوۡا قَوّٰمِيۡنَ بِالۡقِسۡطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوۡ عَلٰٓى اَنۡفُسِكُمۡ اَوِ الۡوَالِدَيۡنِ وَالۡاَقۡرَبِيۡنَ اِنۡ يَّكُنۡ غَنِيًّا اَوۡ فَقِيۡرًا فَاللّٰهُ اَوۡلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الۡهَوٰٓى اَنۡ تَعۡدِلُوۡا وَاِنۡ تَلۡوٗۤا اَوۡ تُعۡرِضُوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرًا ۲۲ـه

اے ایمان والو! انصاف پر خوب قائم ہو جاؤ، اللہ کے لئے گواہی دیتے ہوئے، چاہے اس میں تمہارا نقصان ہو یا ماں باپ کا یا رشتہ داروں کا، جس پر گواہی دو وہ غنی ہو یا فقیر ہو، بہر حال اللہ کو اس کا سب سے زیادہ اختیار ہے تو خواہش کے پیچھے نہ جاؤ کہ حق سے الگ جا پڑو، اور اگر تم ہیر پھیر کرو، یا روگردانی کرو تو اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

اپنی ذات کے لئے رشتہ داروں اور اہل تعلق کے لئے انسان ناروا کو بھی روا کرتا رہتا ہے، ناجائز کو بھی جائز گردانتا ہے، ناحق کو بھی حق سمجھ کر اپناتا رہتا ہے، اس آیت

Marfat.com

مبارکہ نے ایمان والوں کو اس غلط کاری سے بچانے کے لئے ہدایت فرمادی۔ اسی طرح کسی کی مخالفت اور معاندت کسی سے دشمنی کا جذبہ بھی گاہے گاہے انسان کو انصاف کے توازن پر قائم نہیں رہنے دیتا۔ رب کائنات نے اس کمزوری کو بھی مومنوں سے دور فرمانے کے لئے حکم صریح فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۲۳ـہ

اے ایمان والو! اللہ کے حکم پر خوب قائم ہو جاؤ انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ہوئے اور تم کو کسی قوم کی عداوت اس پر نہ ابھارے کہ انصاف نہ کرو۔

کوئی کیسا ہی دوست یا قریبی کیوں نہ ہو، اہل ایمان کے انصاف کا ترازو اسے اگر مجرم ہے تو قرار واقعی سزا دے گا، جیسا کہ خیر القرون میں اور اس کے بعد ہوا ——— حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے مسلمان اور یہودی کے نزاع میں یہودی کے حق میں فیصلہ دیا۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے پر حد جاری فرمائی۔

عدل وانصاف کا دائرہ پوری زندگی کے معاملات کو محتوی ہے۔ جیسا کہ آپ پر سطور بالا میں علمائے اعلام کے بیان سے واضح ہوا ——— مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موضوع پر چند اور آیات قرآنیہ درج کی جائیں ———

ارشاد رب العالمین ہے

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ۲۴ـہ

بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں، ان کے سپرد کرو، اور یہ کہ جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو، بیشک اللہ تمہیں کیا ہی خوب نصیحت فرماتا ہے، بیشک اللہ سنتا دیکھتا ہے

سورۂ انعام میں حلت وحرمت کی اہمیت، شرک کی مذمت، والدین کے ساتھ حسن سلوک، مفلسی کے خوف سے قتل اولاد کی مذمت، بے حیائیوں سے اجتناب کی تاکید، انسانی جانوں کے

Marfat.com

ضیاع سے بچنے، یتیموں کے مال کی حفاظت کے اصول، صحیح ناپ تول کی تعلیم، اور ظلم و ستم سے کنارہ کشی کی تعلیم کے بعد، ہر معاملہ میں عدل و انصاف کی راہ پر گامزن رہنے کی تاکید اس طرح فرمائی جا رہی ہے۔

وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۲۵

اور جب بات کہو تو انصاف کی کہو، اگرچہ تمہارے رشتہ دار کا معاملہ ہو، اور اللہ ہی کا عہد پورا کرو، یہ تمہیں تاکید فرمائی، تم نصیحت قبول کرو،

قرآن مجید میں ایک مقام پر اپنے محبوب سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم فرماتا ہے۔ اور حضور اکرم کے واسطہ سے اللہ کے تمام بندوں کو بھی اس پر عمل ضروری ہے۔

وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۲۶

اور ثابت قدم رہو جیسا تمہیں حکم ہوا ہے اور ان لوگوں کی خواہشوں پر نہ چلو، اور کہو کہ میں ایمان لایا اس پر جو کوئی کتاب اللہ نے اتاری اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تم میں انصاف کروں،

اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کے واقعہ میں ان کے ذریعہ عدل و انصاف سے فیصلہ کرنے کا حکم فرماتے ہوئے ارشاد ربانی ہے۔

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ ۲۷

اے داؤد بیشک ہم نے تمہیں زمین کا نائب کیا، تو لوگوں میں سچا حکم کر،

عدل کا ترازو

اسلامی عدل کے ترازو میں تمام انسانوں کو مساویانہ حق ہے۔ کسی شریف کی شرافت، اور کسی غیر شریف کی ذلت اسے عدل اسلامی سے محروم نہیں کرتی، کسی کمزور کی کمزوری اور کسی قوی کی قوت اسلامی عدل پر اثر انداز نہیں ہوتی، وہ ایسا غیر متعصب ترازو ہے جو اپنے فرائض میں کسی سے غفلت اور کسی کی رعایت نہیں کرتا۔ اس کے تحت ظالم اپنے ظلم کے مطابق ضرور سزایاب ہوگا ——— آیئے اسلام کے تعزیری قوانین کے باب میں نص قرآنی سے آنکھ روشن کیجئے۔

Marfat.com

فَمَنِ اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْہِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ۲۸

اور جو تم زیادتی کرے اس پر زیادتی کرو (شریعت کورٹ کے ذریعہ) اتنی ہی جتنی اس نے کی ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو، جان رکھو کہ اللہ ڈر والوں کے ساتھ ہے

سورۃ النحل میں ہے۔

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِہٖ ۲۹

اور اگر تم سزا دو تو ایسی ہی سزا جیسی تمہیں تکلیف پہونچائی گئی تھی۔

ظلم کے حساب ہی سے بدلہ اور نقصان کے لحاظ ہی سے جرمانہ کے سلسلہ میں یہ آیت مبارکہ قانون اسلامی کا ماخذ ہے۔

اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَیْنَ بِالْعَیْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ۳۰

جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان، اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں بدلہ ہے“

یعنی اگر کسی نے کسی کو قتل کیا، تو اس کی جان مقتول کے بدلے میں ماخوذ ہوگی، خواہ وہ مقتول مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، مسلم ہو یا ذمی، اسلامی قانون کا سایۂ کرم ہر ایک پر یکساں سایہ گستر اور کرم طراز ہے ——— اپنی نظم فلسفۂ غم میں ڈاکٹر اقبال مرحوم اسی رمز کی عقدہ کشائی کرتے ہیں۔

ایک اصلیت میں ہے نہر روانِ زندگی ✲ گر کے رفعت سے ہجوم نوع انساں بن گئی

انسانی جسم و جان کے خالق و مالک نے اپنے الہٰی نظام میں اسی لئے انسانی جان کے احترام کا حکم صراحت سے فرمایا ہے ——— اقضی القضاۃ علامہ ابوالحسن بصری ماوردی اپنی معروف کتاب ”الاحکام السلطانیہ“ میں اصول قضا کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

التسویۃ فی الحکم بین القوی والضعیف والعدل فی القضاء بین المشروف والشریف ۳۱

کمزور اور قوی، اور شریف وغیر شریف کے مابین برابری کا برتاؤ کرنا، کورٹ اور فیصلہ میں انصاف کا تقاضا پورا کرنا ضروری ہے۔

علامہ موصوف نے قرآن مجید کی مذکورۃ الصدر آیت کریمہ یا داؤد انا جعلنٰک خلیفۃ الخ

Marfat.com

سے بھی استشہاد کیا ہے۔ اور سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مکتوب گرامی کا حوالہ دیا ہے۔ جو آپ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کو تحریر فرمایا تھا۔ اس مکتوب کا مخصوص حصہ، جو موضوع سے تعلق رکھتا ہے، یہ ہے۔

"اپنی مجلس میں ہمیشہ لوگوں کے مابین انصاف سے کام لو، تاکہ کوئی عزت والا شخص تم سے ظلم کی امید نہ رکھے، اور کوئی کمزور شخص تمہارے عدل سے مایوس نہ ہو" ۳۲

عدل و مساوات کے قرآنی قوانین اور اصول کے ساتھ ساتھ ضروری محسوس ہوتا ہے کہ مساوات انسانی اور انصاف و معدلت کے سلسلے میں چند فرامین رسالت مآب صلے اللہ تعالے علیہ وسلم بھی سپرد قلم کر دیئے جائیں۔ جو یقیناً اسلامی مساوات کے بنیادی خطوط ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے عدل اسلامی کی راہ میں آنے والے تمام روڑوں کو کس طرح ہٹا کر انصاف و مساوات کو خار و خس سے صاف کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے ——— رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلَیَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا یَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ وَلَا یَبْغِیْ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ ۳۳

اللہ نے مجھ پر وحی فرمائی ہے کہ تم تواضع اور انکساری کے ساتھ رہو ——— تاکہ کوئی شخص دوسرے پر فخر نہ کرے، اور نہ کوئی کسی پر ظلم و ستم کرے۔

احساس برتری اور فخر نسبی بھی اسلامی عدل و انصاف میں کبھی حائل نہ ہو، فرمان رسالت مآب صلے اللہ تعالے علیہ وسلم ہمیشہ پیش نظر رہے ——— فرمان حضور ہے۔

ان اللہ قد اذھب عنکم عُبِّیَّۃَ الجاھلیۃ وفخرھا بالاباء انما ھو مومن تقی او فاجر شقی الناس کلھم بنو ادم و ادم من تراب ۳۴

اللہ نے تم سے جاہلیت کی نخوت اور آباء و اجداد پر فخر کو دور کر دیا ہے۔ اب یا تو پرہیزگار مومن ہے یا بدبخت نافرمان، سارے لوگ آدم کے بیٹے ہیں۔ اور آدم کی تخلیق مٹی سے ہوئی ——

معاشرے کی بلند و پست خلیج کو فرمان رحمۃ للعالمین نے ختم کرنے میں انقلابی کردار ادا کیا

Marfat.com

ہے۔ کاش مسلمان ان دُرر ولآلی کو اپنے عملی کردار کی زینت بنائیں۔

قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم، انسابکم ھذہ لیست بمسبة علی احد کلکم بنوا آدم طف الصاع بالصاع لا تملؤہ لیس لاحد علی احد فضل الا بدین وتقوی ؕ ۳۵؎

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کسی کا نسب اس کے لئے گالی اور عیب کی بات نہیں ہے، تم سب آدم کی اولاد ہو، کسی کو کسی پر اس حیثیت سے امتیاز کا حق نہیں ——— ہاں دین اور تقویٰ کے لحاظ سے فرق مراتب ہوسکتا ہے۔

چنانچہ قرون اولیٰ میں حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے اپنے بے داغ کارناموں سے ان قوانین اسلامیہ کے خانوں میں رنگ بھر کر یہ ثابت بھی کر دیا کہ اسلامی اصول عدل و انصاف کی نگاہ میں حاکم ومحکوم، قوی وضعیف، مومن وغیر مومن، مرد وعورت اپنے پرائے، کسی کا کوئی امتیاز نہیں ہے ——— آگے کے صفحات میں اسکی روشن مثالیں آرہی ہیں۔

شاہ وگدا برابر اسلام کی نظر میں

اسلامی قوانین اور تہذیب کا معمولی طالب علم بھی جانتا ہے کہ عبادات سے معاملات تک ہر جگہ اسلام میں مساوات کا یکساں دور دورہ ہے ——— آیئے دیکھئے یہ اسلامی عبادت گاہ مسجد ہے، جہاں خدائے واحد کی عبادت کی جاتی ہے۔ ایک ہی صف میں شاہ وگدا، امیر، غریب سب کھڑے ہیں۔ کسی امیر کبیر، کسی راعی وحاکم کے لئے یہاں کوئی مخصوص نشست گاہ نہیں ہے۔ امیر الامراء صف میں کھڑا ہے، ایک فقیر ونادار آیا وہ بھی اس کے شانے سے شانہ جوڑ کر بلا تکلف کھڑا ہوگیا۔ اس عبادت خانے کے دروازے پر کسی کے لئے "داخلہ ممنوع" کا سائن بورڈ نظر نہیں آئے گا۔

لیجئے رمضان المبارک کا مہینہ آگیا۔ ایک مخصوص وقت سے مخصوص وقت تک ہر ایک کو کھانے پینے، اور جماع سے باز رہنا ہے۔ امیر وغریب سب یکساں اس قانون کے پابند ہیں۔ بادشاہ کو بھی کھانا پینا حرام ہے، فقیر بھی اسی قانون کا پابند ہے۔ اور اگر کسی عالم وفقیہ، یا امیر کبیر اور بادشاہ وحاکم نے بھی حدود الصوم کو توڑا تو خدائی قانون کا مجرم ہوگا۔ اسے بھی الٰہی

Marfat.com

الٰہی تعزیرات کے مطابق سزا بھگتنی ہے، کفارہ ادا کرنا ہے، جس طرح ایک عام غریب مسلمان کو کرنا ہے ——— مساوات اسلامی کا نظارہ کرنے کے لئے مشاعر مقدسہ کی طرف دو قدم بڑھئے۔

دنیا بھر کے حجاج کرام مرکز توحید کی طرف حج کے ارادے سے جمع ہوتے ہیں۔ ان میں امیر و کبیر بھی ہیں، اور نادار و کم حیثیت بھی، مگر قربان جائیے اسلامی مساوات کے قانون پر کہ دو کپڑوں کا فقیرانہ "احرام" بادشاہوں کے جسم پر بھی ہے، اور بالکل ویسا ہی احرام عام مسلمانوں نے بھی پہن رکھا ہے۔ عالم انسانیت کو یہ درس نشر ہو رہا ہے کہ یہاں ہی نہیں، ہر جگہ اسلام نے امارت اور تفوق کی بنیادوں پر تیشہ زنی کی ہے۔ دولت اور حکومت کے خمار سے مخمور، انسانوں کو مساوات کا ترش و تلخ گھونٹ پلایا ہے۔ تاکہ انسان اپنی اصلیت کو فراموش نہ کرے، کعبۃ اللہ کا طواف کرتے ہوئے کسی امیر کی امارت، یا فقیر کا فقر اسے ایک دوسرے پر امتیاز نہیں بخشتا۔ وہاں سب کے سب صرف ایک خدا کے ایک جیسے "بندے" ہونے کی حیثیت سے حاضر ہیں۔ وہاں چھوٹے بڑے، کالے گورے، شرقی غربی سب مل کر ایک ہی نغمہ سُنا رہے ہیں۔

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔	حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں بیشک تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں بیشک سب تعریفیں، ساری نعمتیں تیری ہی ہیں، اور ملک بھی تیرا ہی ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔

تلبیہ کے آخری فقرہ سے بھی اس عنوان پر روشنی پڑتی ہے کہ ملک و سلطنت، سب کا اختیار اعلیٰ محض خدائے تعالےٰ کے پاس ہے۔ اب ملک خدا میں قانون خدا کا نفاذ، احکام خدا کے مطابق کرنے والا ہی رب کا برگزیدہ بندہ ہے۔

آج کی مسلم دنیا اور اسلامی نظام

اہل مغرب اور مغربی افکار و نظریات سے متاثر لوگوں کا عام طریق مطالعہ یہ ہے کہ وہ اسلام کو موجودہ دنیا کے مسلم ممالک کے تناظر میں دیکھتے ہیں، اور انہی آئینوں

Marfat.com

میں اصل اسلام کو نہ پا کر معاذ اللہ مذہب کو طرح طرح کے الزامات کا نشانہ بناتے ہیں لیکن اگر ذرا تأمل سے کام لیا جائے تو یہ طریقہ نہایت غیر منطقی ہے۔

آج کی مسلم ریاستیں، مسلمانوں کی آبادی کا مرکز ضرور ہیں، مگر وہاں اسلامی قوانین کا نفاذ کہاں تک ہے وہ ڈھکی چھپی بات نہیں، زمین کی پوری گولائی آج "امریکن" اور "روسی" شکارگاہ کہی جاتی ہے، جہاں کھلے بندوں انسانی حقوق کی پامالی کا کھیل کھیلا جاتا ہے۔ یہ معاملہ صرف ویتنام فلسطین، افغانستان، یمن، گریناڈا، فلپین، تک ہی تو محدود نہیں، عقل و نگاہ رکھنے والے خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ مسلم ممالک میں کوئی ان دونوں طاغوتی پنجوں سے آزاد نہیں —— بلاواسطہ یا بالواسطہ ہر جگہ ان کا اثر و نفوذ ضرور موجود ہے۔ اور جب اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ کے بجائے.. الا لامریکہ یا الا لروسیا ہے تو اس زمین پر الٰہی قانون کا نفاذ کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟۔

مگر ہاں! الحمد للہ کہ زمین کے ہر گوشہ میں تکبیر کی آواز ابھر رہی ہے۔ اور بالخصوص صدیوں سے ظلم کے شکنجہ میں گرفتار رہ کر مسلمان ریاستیں اب انقلابی کروٹ لے رہی ہیں —— اور تمام مسلم ملکوں میں نظام اسلام، نظام مصطفٰے اور شرعی قوانین کے نفاذ کی جانب پیش رفت ہو رہی ہے۔ اس وقت مسلمان ممالک عالمی پیمانہ پر سُپر پاور قوتوں کے وسیع جالوں میں اس طرح گرفتار ہیں کہ انہیں صلح و جنگ اور باہمی ربط و تعلق کے لئے بھی اسلامی قوانین کی رعایت دشوار ہو رہی ہے —— یاد رہے کہ ان بندشوں کو یک بیک نہیں توڑا جا سکتا۔ تا آنکہ اندرونی طور پر مسلم ریاستیں خود پر اسلامی اصولوں کی پابندی کو لازم نہ کر لیں۔

جس طرح ابتدائے اسلام میں غلامی کی لعنت کو ختم کرنے کی اسکیمیں چلائی گئیں، اسلام ہی دنیا میں غلامی کا سب سے بڑا اور سب سے پہلا دشمن ہے۔ مگر اس زمانے میں پوری دنیا چوں کہ غلام سازی، یا غلامی کے دلدل میں گرفتار تھی۔ لہٰذا یہ ممکن نہیں تھا کہ مدینہ کے مٹھی بھر مسلمان یک لخت اس عالمگیر وبا کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر کے دنیا سے غلامی کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جاتے۔ مگر رفتہ رفتہ نظام اسلام اپنے کامل اصولوں کو پھیلاتا گیا۔ یہاں تک کہ عرب سے اور پھر اسلام اور مبلغینِ اسلام کے ذریعہ دنیا سے غلامی کا خاتمہ ہو گیا۔

Marfat.com

دنیا کے جن جن خطوں میں مسلمانوں کی کثرت ہے، وہ مسلم ریاستیں ضرور ہیں۔ مگر ان میں سے کسی کو بھی "اسلامی ریاست" اس وقت کہا جائے گا جب وہاں من کل الوجوہ خدائی قانون کا نفاذ ہو۔

سیرِ رسول اکرم اور عدل ومساوات

رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں عدل ومساوات کی جلوہ گری کا نظارہ کرنے کے لئے تو سیرِ پاک کا تفصیلی مطالعہ کرنا چاہئے۔ مگر یہاں میں سیرِ پاک کے چند آبدار موتی حاضر خدمت کرتا ہوں۔

"غزوۂ بدر کبریٰ کے موقع پر رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم صحابہ کی صفیں درست کر رہے ہیں، آپ کے دست مبارک میں لکڑی کی ایک چھڑی ہے۔ ایک صحابی صف میں برابر نہیں تھے، آپ نے انہیں چھڑی سے بغل میں کچو کا لگایا، تاکہ وہ برابر ہو جائیں۔ وہ معلم عدل ومساوات صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جب بیمار ہوئے تو آپ نے اعلان عام کیا کہ اگر کسی کا مجھ پر کوئی حق ہو تو وہ مجھ سے لے لے وہ صحابی آئے اور کہا، یا رسول اللہ! بدر کے روز آپ نے مجھے لکڑی سے کچو کا لگایا تھا، جس سے مجھے تکلیف ہوئی تھی، میں اس کا بدلہ لینا چاہتا ہوں ——— حضور نے فرمایا ——— میں حاضر ہوں ——— بدلہ لے لو، ——— صحابی نے کہا جس وقت آپ نے مجھے کچو کا لگایا تھا میرے جسم پر کرتا نہیں تھا، میں آپ سے اسی انداز میں بدلہ لینا چاہتا ہوں ——— حضور نے کرتا اٹھا کر پہلو اور پشت مبارک اس پر پیش کی ——— اس صحابی نے بے تاب بڑھ کر پشت رسول، اور مہر نبوت شریف کو بوسہ دیا ——— اور کہا یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں، تمنا یہ تھی کہ زندگی میں ایک بار آپ کی مہر نبوت شریف کو بوسہ دے کر سامان آخرت کر دوں۔

اس عاشق رسول صحابی کی تمنا تو کچھ اور تھی ——— مگر قربان جائیے عدل ومساوات کے معلم حقیقی سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور نمونۂ عمل کی، حالت علالت میں ایک شخص کو اس کا حق دینے کے لئے جَسَدِ مبارک کو پیش فرما دیتے ہیں۔ عدل اسلامی

Marfat.com

مساوات حقیقی کی اس عملی تصویر سے ہی اسلامی اصولوں کی ترتیب ہے ۔

غزوۂ بدر کے موقع پر مسلمان بہت خستہ حال اور کمزور تھے ، وسائل حرب و سواریاں بھی کم تھیں ۔ ایک اونٹ پر حضور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ، حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ ، اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے ۔ ایک وقت میں دو آدمی اونٹ پر سوار ہوتے ، اور تیسرا مہار تھام کر پیدل چلتا تھا ۔ صحابۂ کرام کی فدائیت اور جانثاری کا یہ عالم تھا کہ حضور کے اشارۂ ابرو پر اپنی جانیں تک نثار کرنے کے لئے تیار ہو جاتے تھے ۔ اثنائے راہ جب حضور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی باری آئی تو چشم فلک نے دیکھا کہ حضرت علی اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہما شتر پر سوار ہیں اور حضور اس کی مہار پکڑے پیدل ، پیدل چل رہے ہیں ۔ اذعان کہتا ہے کہ مولائے کائنات علی مرتضیٰ اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہما نے ضرور عرض کیا ہوگا کہ سرکار آپ سواری پر تشریف رکھیں ، حضور یہی شرف ہمارے لئے کیا کم ہے کہ جس باوقار نبی کی اونٹنی کی مہار جبرئیل امین پکڑ کر چلیں ، ہمیں وہ خدمت نصیب ہو — حضور ہم پیدل چلنا زیادہ پسند کرتے ہیں — اس بات سے کہ حضور پیدل چلیں — آقا و مولا نے فرمایا ہوگا کہ میں عملاً دنیا میں مساواتِ اسلامی کو برپا کرنے کے لئے آیا ہوں — میری شان ہے ۔

اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۳۶ — اور بیشک تمہاری خو بو بڑی شان کی ہے ۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۳۷ — بیشک تمہاری رہنمائی کے لئے اللہ کے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے ۔

حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے اس مساویانہ برتاؤں کی عملی تصویر آپ ابھی آگے چل کر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سفر بیت المقدس میں پائیں گے ۔

حجۃ الوداع کا موقع ہے شمع رسالت کی جلو میں شیدائیانِ اسلام ، قدسی نفوس صحابۂ کرام

Marfat.com

حج ادا کرنے کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار کا مجمع اکٹھا ہے، مشاعر مقدسہ رسول آخرالزماں صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کے وجود سے نورٌ علیٰ نور ہیں۔ چاہ زمزم کے گرد حجاج کی آمد و رفت جاری ہے، کثرتِ ہجوم سے زمزم کا پانی گدلا ہو گیا ہے، حضور کے چچا عباس بن عبدالمطلب نے حضور کے چہرۂ مبارک پر پیاس کے آثار دیکھے، اور غلام سے کہا۔ سرکار کے لئے گھر کی صراحی میں رکھا ہوا آب زمزم پیش کرو ـــــ غلام لپکا ـــــ مگر سید عالم جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے روک دیا، اور فرمایا ـــــ میں گھر کی صراحی کا صاف وشفاف، اور ٹھنڈا پانی پینے کے بجائے، حوض زمزم سے پینا زیادہ پسند کرتا ہوں، جس سے تمام مسلمان پی رہے ہیں ـــــ اللہ اللہ، قربان ہو ہماری جان اور مال اس آقا ومولا پر جس نے غلاموں سے برتاؤ کا ایسا اعلیٰ کردار دنیا کو بخشا، جس کی نظیر سے تاریخ انسانیت نابلد تھی ـــــ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین وسلم ابداً ـــــ معلم عدل ومساوات سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے فرمانِ گرامی کو پھر نگاہ عبرت سے دیکھئے اور قول وعمل کا تطابق ملاحظہ فرمائیے۔

لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ وَلَا لِاَبْيَضَ عَلٰى اَسْوَدَ وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰى اَبْيَضَ اِلَّا بِالتَّقْوٰى ؎۳۸	عرب کے کسی باشندے کو عجمی پر، اور عجم کے کسی باشندے کو عربی پر، گورے رنگ والے کو کالے پر، اور کالے رنگ والے کو گورے آدمی پر، کوئی فضیلت نہیں، فضیلت کا ذریعہ محض تقوی ہے،

وہ رحمت عالم ہے شہ اسود و احمر ✻ وہ سید کونین ہے آقائے امم ہے
وہ عالم توحید کا مظہر ہے کہ جس میں ✻ مشرق ہے نہ مغرب ہے، عرب ہے، نہ عجم ہے

اسلامی مساوات کے تاریخی شواہد

اسلامی قانون اپنے اندر مساوات کا مستحکم اصول رکھتا ہے اور یہ صرف کتابوں کی مرقوم باتیں نہیں، بلکہ روئے زمین کے سچے حقائق ہیں ـــــ تاریخ اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ جب اسلامی قانون نافذ تھا تو راعی اور رعایا سب پر یہ احساس غالب تھا کہ ہم سب سے زبردست بھی ایک قوت رب العالمین اور احکم الحاکمین کی ہے، جس کے رُو برو ہمیں پیش

ہونا ہے۔ اس قانون نے سب کو ایک ہی صف میں لا کھڑا کیا تھا۔ اور یہ ثابت تھا کہ قانون کی نگاہ میں کوئی ممتاز نہیں، سب برابر اور مساوی ہیں ——— جس زمانے میں غلامی ایک بدترین لعنت تصور کی جاتی تھی، اور غلاموں کو حیوانوں سے بدتر درجہ دیا جاتا تھا۔ نظام اسلام نے اسے کیا درجہ دیا۔ ملاحظہ کیجئے۔

"یہ زید ہیں، حضور کے آزاد کردہ غلام اور عرب کے اشرف القبائل قریش کی ایک معزز لڑکی زینب بنت جحش سے ان کا نکاح ہو رہا ہے۔ یہ اس نبی اعظم کا نظام ہے، جس کے اعجاز نے اتنا بھاری انقلابی اقدام فرمایا"۔

مکہ مکرمہ سے ہجرت کے بعد نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم مہاجرین اور انصار میں مواخات قائم فرماتے ہیں کہ ایک مہاجر ایک انصاری کا بھائی بن جائے۔ تو بلال بن رباح حبشی کو خالد بن رویحہ خثعمی کا بھائی بنا دیا ——— خارجہ بن زید اور ابو بکر صدیق بھائی بھائی بن گئے ——— اور یہ بھائی چارگی صرف الفاظ کی حد تک ——— نہیں تھی۔ بلکہ حقیقی بھائیوں کی طرح ایک دوسرے کے درد و غم، اور مسرت و شادمانی میں ہمیشہ شریک رہے۔

غزوۂ موتہ میں، حضرت زید کو امیر لشکر بنایا۔ اور ان کے صاحبزادے حضرت اسامہ کو روم بھیجے جانے والے لشکر کا کمانڈر مقرر فرمایا۔ جس لشکر میں صف اول کے جلیل القدر صحابۂ کرام، حتی کہ حضرات شیخین ابو بکر صدیق و عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے، اور سعد بن ابی وقاص بھی تھے جو حضور کے رشتہ دار تھے اور عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں۔

ابھی یہ لشکر روانہ نہ ہو پایا کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا وصال ہو جاتا ہے، اور آپ اپنے رفیق اعلیٰ کے جوار کرم میں منتقل ہو جاتے ہیں (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن)۔ اور حضرت ابو بکر صدیق حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے جانشین مقرر ہوتے ہیں ——— اور لشکر اسامہ روانہ کیا جاتا ہے۔ دنیا نگاہ عبرت سے دیکھے کہ

اسامہ بن زید گھوڑے پر سوار مدینہ کے باہر نکل رہے ہیں، اور امیر المومنین جانشین رسول اکرم ابو بکر صدیق رکاب کے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ غبار اڑ رہا ہے ——— حضرت اسامہ پاس ادب سے رک کر گھوڑے سے اترنا چاہتے ہیں ——— تو آپ فرماتے ہیں ———

Marfat.com

تمہیں خدا کی قسم ہے ——— ہرگز نہ اترنا ——— میں تمہاری سواری کے ساتھ چل کر راہ خدا میں خود کو غبار آلود کرلوں تو میرا کچھ نقصان نہ ہو جائے گا۔

خلیفۂ رسول اللہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دیر تک جیش اسامہ کے ساتھ پیدل چلتے رہے۔ اسی اثناء میں انہیں خیال آیا کہ امورِ خلافت کے سلسلہ میں مجھے یہاں عمر فاروق کی ضرورت ہوگی، تو نہیں کرتے کہ انہیں رکنے کا حکم دیدیں ——— بلکہ وہ چونکہ جیش اسامہ کے ایک سپاہی کی حیثیت سے اس لشکر میں شامل ہیں ——— اس لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت اسامہ سے فرماتے ہیں کہ

"اگر آپ مناسب خیال کریں تو عمر کو میری معاونت کے لئے مدینہ میں چھوڑ جائیں"۔

کوئی اندازہ لگائے، اسلامی مساواتِ انسانی کی عظمت کا کہ ایک نوعمر غلام زادہ اسلام کے دامن میں آکر صدیق و عمر کے لئے لائق احترام بن جاتا ہے۔

اسی طرح امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں عمار بن یاسر کو کوفہ کا گورنر مقرر فرماتے ہیں۔ جو انقلاب اسلام سے پہلے جاہلی عربوں کی غلامی میں شدید تکالیف کا شکار ہو چکے تھے ——— اور کیا آپ نے نہیں سنا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے وقتِ اخیر چھ آدمیوں کی شوریٰ مقرر کردی تھی کہ یہ اپنے مشورے سے خلیفہ مقرر کرلیں۔ تو اسی کے ساتھ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ

"اگر ابوحذیفہ کے غلام سالم زندہ ہوتے تو میں انہیں منصبِ خلافت سونپ دیتا"۔

عدلِ فاروقی

پورا جزیرۂ عرب قحط میں جل رہا ہے، خشک سالی نے انسانوں اور چوپایوں کو دُبلا کر دیا ہے، نخلستان، کھیتیاں اور چراگاہیں سبزہ زار نہیں، سوکھی گھاسوں اور کانٹوں کی آماجگاہ ہو چکی ہیں ——— ایسے عالم میں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنی پشت پر غلے اور اناج لاد کر لوگوں تک خود پہنچاتے ہیں، شب و روز لوگوں کی خبرگیری کرتے ہیں ۔ آپ کا تومند جسم لاغر ہوگیا ہے، کثرتِ مشاغل سے چہرہ پر سیاہی چھاگئی ہے، کیونکہ آپ نے اس روز سے کسی دن شکم سیر ہو کر کھانا تناول نہیں فرمایا، جب سے قحط کی ابتداء ہوئی ہے ——— اسی زمانے میں آپ اپنے گھر میں داخل ہوتے ہیں، اپنے

Marfat.com

فرزند کے ہاتھوں میں تربوز کی ایک قاش دیکھ کر جلال ہو جاتے ہیں ——— آج جبکہ لوگوں کو کھانے کے لئے کھانا، اور پینے کے لئے پانی ملنا دشوار ہو رہا ہے، عمر کے گھر میں تربوز کھایا جائے یہ نہیں ہوسکتا، بچہ کے ہاتھ سے تربوز لے لیتے ہیں ——— آخر کیوں —— ؟ اسی احساس مسئولیت کے تحت جو ان پر رب تعالے کی جانب سے ڈالی گئی تھی اور وہ اس احساس سے زیر بار تھے ——

دور فاروقی میں مصر کے گورنر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ تھے، ان کے بیٹے نے کسی بات پر کسی مصری کو کوڑا مارا، اور اپنے آباء و اجداد کی بڑائی بیان کی، اور ان پر فخریہ جملے کہے، مقدمہ دربار فاروقی میں پیش ہوا۔ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اس مصری کو عمرو بن عاص کے بیٹے سے اسی طرح بدلہ لینے کا فیصلہ صادر فرمایا، اور گورنر مصر سے کہا، "تم نے کب سے لوگوں کو غلام بنالیا، حالانکہ یہ سب لوگ اپنی ماں کے شکم سے آزاد پیدا ہوئے ہیں"[۳۹]

ان مقدس صحابہ کا لشکر اسلامی پرچم لہراتا ہوا عرب کی سرزمین سے نکل کر اطراف عالم میں پھیلا تو فتح وظفر نے بڑھ کر ان کا خیر مقدم کیا، یہ صرف ان کے کمالات حرب کی وجہ سے نہیں، بلکہ انسانی انس و محبت، اور ظلم و بربریت کے شکنجہ میں جکڑی ہوئی انسانیت کو آزاد کرانے کا جذبہ محکم خلوص وللہیت سے بھر پور تھا ——— روم کی زمین جب ان پاکیزہ نفوس کے قدموں سے بہرہ مند ہوئی تو ان رومی حق نیوشوں نے اس جماعت کی شجاعت و بسالت کے ساتھ ساتھ زہد و تقوی، اور انسان دوستی کی بھی تعریف کی۔ ایک رومی سردار لشکر کہتا ہے۔

"شب میں تم انہیں عبادت گذار پاؤ گے، اور دن کو روزہ دار، عہد وفا کرتے ہیں، بھلائی کا حکم دیتے ہیں، برائی سے روکتے ہیں، اور باہم پورا پورا انصاف اور مساوات برتتے ہیں"[۴۰]

ایک دوسرے کا قول ہے

"وہ دن کو شہسوار ہوتے ہیں تو شب میں عبادت گذار، اپنے مفتوحہ علاقہ میں بھی وہ قیمت سے خرید کر کھاتے ہیں، سلام کرکے داخل ہوتے ہیں، اور اس طرح جم کر جہاد

کرتے ہیں کہ دشمن کا صفایا کر دیتے ہیں" [۴۱]

تیسرا اس طور پر اعتراف حقیقت کرتا ہے۔

"انہیں رات کو دیکھو گے تو کہو گے انہیں دنیا سے کوئی تعلق نہیں، اور ان کا عبادت کے سوا کوئی کام نہیں، اور دن میں گھوڑے کی پشت پر اس طرح نظر آئیں گے، گویا یہی ان کا کام ہے، بڑے تیر انداز، بڑے نیزہ باز، خدا کی یاد میں اس طرح مشغول اور تر زبان کہ ان کی مجلس میں کسی بات کا سننا تک مشکل" [۴۲]

مساوات کا نفاذ کامل عدل کا نتیجہ ہے۔ جہاں عدل اجتماعی اور عدل انفرادی دونوں پایا جائے گا، وہاں مساوات اور برابری کا بول بالا ہوگا، اسلام میں تمام جہتوں سے عدل کی تعلیم ہے اسی لئے نظام اسلامی کے بروئے کار لانے سے ہی مساوات قائم ہو سکتا ہے۔

سیرِ مرتضوی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے غلام سے کہا، تمہارے پاس بھی کپڑے نہیں ہیں اور مجھے بھی ضرورت ہے۔ بزاز کی دکان سے کچھ کپڑے خرید لاؤ۔ کپڑا خرید کر آگیا تو سلوانے کے لئے درزی کے پاس گئے۔ آپ نے معمولی اور سستا کپڑا اپنے کرتے کے لئے کٹوایا، قیمتی اور خوبصورت کپڑا غلام کے لئے قطع کرنے کو کہا، غلام نے کہا حضور یہ غیر مناسب ہے کہ میں قیمتی کپڑا پہنوں، اور آپ معمولی اور سستا ——— حضرت مولائے کائنات نے فرمایا۔

"میں بوڑھا ہوں تم جوان ہو، مجھے سادہ اور سستا، اور تمہیں اچھا لباس مناسب ہے"

سلطنت غسان کا شہزادہ جبلہ بن ایہم عہد فاروقی میں عیسائیت چھوڑ کر مسلمان ہو گیا، امیر المومنین اور تمام مسلمان اس کی بہت خاطر داری کرتے تھے ——— وہ ایک بار خانہ کعبہ کے طواف میں مشغول تھا، اس کا شاہی لباس طواف کے دوران کسی بدوی مسلمان کے پیر تلے دب گیا — یہ دیکھ کر جبلہ کو بہت غصہ آیا کہ ایک معمولی شخص نے میرے جبہ کو پاؤں سے دبا دیا ——— اس نے بدوی کو ایک تھپڑ مار دیا۔ امیر المومنین بھی موجود تھے ——— بدوی مسلمان نے ان سے شکایت کی ——— شہزادہ سے جواب طلب ہوا کہ تم نے خانہ کعبہ میں بلا وجہ ایک مسلمان کو کیوں

Marfat.com

مارا، اس نے کہا کہ میرے قیمتی جبہ کو اس دیہاتی نے پاؤں سے دبا دیا تھا۔ میں نے اس پر ایک تھپڑ مار دیا تو کون سا ظلم کر دیا ــــ؟ امیر المومنین نے فرمایا اسلام میں ہر انسان برابر کا درجہ رکھتا ہے۔ طواف کے درمیان اضطراراً ایسا ہو جانا عین ممکن ہے۔ تم نے اس پر زیادتی کی ہے۔ اسے راضی کرو، ورنہ قانونی لحاظ سے اس کا بدلہ لیا جائے گا ــــ جبلہ نے کہا مجھے ایک روز کی مہلت دی جائے، اسے ایک روز کا موقع دیا گیا ــــ اور وہ راتوں رات بھاگ گیا، اور مرتد ہو گیا ــــ

انسانی مساوات کا اسلامی قانون اتنا پختہ ہے کہ اس کے نزدیک شاہ و گدا میں کوئی امتیاز نہیں۔ جبلہ کی شہزادگی کے تیور پر یہ قانون بار گذرا اور اس بدنصیب نے اسلام کا قلادہ گلے سے اتار پھینکا، اور مستحق نار جہنم ہو گیا۔

نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

ملک شام کے علاقہ میں مجاہدین اسلام کفار سے نبرد آزما ہیں، دشمن زیر ہو رہے ہیں، اس اثنا میں دشمنوں کی طرف سے پیشکش ہوئی کہ ہم لوگ بیت المقدس کی کنجیاں بغیر حرب و ضرب کے آپ لوگوں کے حوالے کرنے کو تیار ہیں۔ مگر ہم خود مسلمانوں کے خلیفہ اور امیر المومنین سے یہ معاملہ کرنا چاہتے ہیں۔

مدینہ طیبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس قاصد بھیجا گیا ــــ امیر المومنین آنے کے لئے راضی ہو گئے۔ شام اور علاقہ بیت المقدس میں خلیفۃ المسلمین کی آمد کا غلغلہ مچ گیا، وقت مقررہ پر اہل شام گھروں سے باہر نکل کر مسلمانوں کے باعظمت خلیفہ کی زیارت کرنے کے منتظر ہیں ــــ بہت انتظار کے بعد گرد و غبار کا دامن چاک ہوا، اور ایک اونٹ پر ایک سوار اور مہار پکڑے ہوئے ایک شخص برآمد ہوئے۔ یہ تھے مسلمانوں کے امیر خلیفۃ المومنین، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور ان کے غلام، مدینہ طیبہ سے یہاں تک کا سفر اس طرح طے ہوا کہ امیر المومنین اونٹ پر سوار ہوتے تو غلام پیدل چلتا، اور غلام اونٹ پر بیٹھتا تو آپ پیدل چلتے، اونٹ کی دوسری نشست کی جگہ امیر المومنین کا زاد سفر ستو وغیرہ اور اونٹ کی خوراک کھجور کی گٹھلیاں لدی ہوئی تھیں، جب مستقر قریب آیا تو غلام نے عرض کیا ــــ یا امیر! لوگ آپ کے

Marfat.com

استقبال کے لئے آ رہے ہیں، اور آپ پیدل چل رہے ہیں۔ آپ اونٹ پر تشریف رکھیں، اور میں پیدل چلتا ہوں ــــــ آپ نے قبول نہ فرمایا، اور کہا کہ میرے اونٹ پر سواری کی باری ختم ہو چکی، اب تمہارے سوار ہونے کی باری ہے ــــــ اور عمر سے یہ نہیں ہو سکتا کہ دوسرے کی حق تلفی کرے ــــــ اہل شام نے شتر سوار غلام کو مسلمانوں کا امیر سمجھا، مگر غازیانِ اسلام نے بتایا کہ امیر المومنین دراصل وہ ہیں جو غلام کو اونٹ پر بٹھائے ہوئے مہار پکڑ کر آ رہے ہیں، ــــــ مساوات اور ادائے حق کی اس تابندہ مثال کو دیکھ کر اہل شام نے سر اطاعت خم کر دیا ــــــ اور بیت المقدس کی کنجیاں آپ کے قدموں میں ڈال دیں۔

ابوذر اور بلال

حضرت ابوذر مشہور صحابی رسول ہیں، قبیلۂ غفار سے تعلق رکھتے ہیں، کسی بات پر بلال حبشی سے تکرار ہو جاتی ہے۔ اور فرط غضب میں انہیں ابن السوداء (حبشن کے بیٹے) کہہ دیتے ہیں ــــــ رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تک بات پہونچتی ہے، آپ ابوذر سے پوچھتے ہیں، کیا تو نے انہیں ایسا ایسا کہا؟۔

اِنَّکَ مَرْءٌ فِیْکَ الْجَاھِلِیَّۃُ تم میں اب بھی کسی قدر جاہلیت باقی ہے،

حضرت ابوذر، پشیمان ہوئے اور توبہ و استغفار کر کے بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے کہتے ہیں کہ

"لو اے بلال! میرے چہرے کو اپنے پاؤں سے روندو"

اللہ اللہ، یہ تواضع اور ندامت و شرمندگی کا احساس اس قوم میں جو غلاموں کو انسان سمجھنے کے لئے تیار نہیں تھی، کس نے زندہ کیا ــــــ اگر یہ سوال فضائے نیلگوں میں دل کے درد سے بلند کی جائے تو بے داغ فضائیں شہادت دیں گی کہ یہ سب کچھ اسلام کے نظام عدل و مساوات کی برکت ہے"۔

احساسِ مسئولیت

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور خلافت میں اطراف مصر کے ایک قریہ فرقونہ سے ایک حبشی نژاد خاتون نے سنہ ۱۰۰ھ میں امیر المومنین کو خبر بھیجی کہ میرے گھر کی دیواریں بہت نیچی ہیں، لوگ آ کر مرغیاں چوری کر لے جاتے ہیں۔ امیر المومنین نے مصر کے گورنر ایوب بن شرحبیل کو اس کے متعلق لکھا کہ

"مسیح کی آزاد کردہ باندی فرقونہ نے مجھے لکھا ہے کہ اس کے گھر کی دیواریں بہت نیچی ہیں، اس طرف سے رات کو چور داخل ہو کر اس کی مرغیاں چرا لیتے ہیں، وہ چاہتی ہے کہ اس دیوار کو مضبوط اور اونچی کر دیا جائے —— لہذا میرا یہ مکتوب پاتے ہی خود سواری تیار کرو، اور خود جا کر اس کی دیوار کا انتظام کرو"۔

گورنر کو جب یہ خط ملا تو خود اس خاتون کے مکان کی تلاش میں نکلے، اور اس کے مکان کی دیواریں مضبوط اور بلند کرائیں۔

اسلامی قانون یہ سلوک محض مسلمانوں کے ساتھ نہیں کرتا، بلکہ حدود اسلامیہ میں رہنے والے غیر مسلم بھی اسلام کے نظام عدل و مساوات سے اسی طرح متمتع ہوتے ہیں جس طرح مسلمان، چنانچہ شارع اسلام سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا ذمیوں کے بارے میں فرمان ہے۔

دِمَائُهُمْ كَدِمَائِنَا وَ	ان کے خون ہمارے خون کی طرح ہیں، اور ان کے
اَمْوَالُهُمْ كَاَمْوَالِنَا -	اموال ہمارے مالوں کی طرح،

آئیے دیکھئے امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بازار مدینہ سے گذر رہے ہیں، ایک بوڑھا کمزور یہودی بھیک مانگ رہا ہے، آپ نے پوچھا تم کون ہو؟ —— اس نے اپنے بارے میں سب کچھ بتا دیا کہ میں ایک غریب یہودی ہوں۔ جزیہ کی ادائیگی کے لئے گداگری کر رہا ہوں، آپ نے اس کی بات سنکر فرمایا —— جب تو جوان تھا تو ہم نے تجھ سے جزیہ لیا، اور بوڑھا ہوا تو اس بدحالی میں مبتلا کر دیا —— افسوس! ہم نے تیرے ساتھ انصاف نہیں کیا —— آپ نے اس کو گھر لا کر کھانا کھلایا، اور بیت المال کے خازن کو حکم فرمایا کہ اسے اور اس قسم کے لوگوں کو اتنا وظیفہ دیا جائے، جس سے وہ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی کفالت کر سکیں۔

اسلام کے دور عروج میں ایسے واقعات قدم قدم پر پیش آتے تھے جن سے انسانی تاریخ ہمیشہ ممتاز و مفتخر رہے گی۔

Marfat.com

قانون کی بالادستی

قانون اسلام کی نظر میں سب کو مساویانہ حق حاصل ہے، اور جرم و تعزیر کے سلسلہ میں کسی کے ساتھ امتیازی سلوک روا نہیں رکھا جاسکتا۔

دور نبوی میں خاندان بنو مخزوم کی ایک عورت چوری کے جرم میں پکڑی گئی، اسے خدمت نبوی میں حاضر کیا گیا۔ کچھ لوگوں نے سوچا کہ کسی طرح سفارش کر کے اس عورت کو چھڑا لیا جائے۔ چنانچہ اسامہ بن زید کے ذریعہ سفارش کی بات طے ہوئی۔ اور اسامہ نے قریش کے معززین کی طرف سے حضور کی خدمت میں سفارش پیش کی ـــــ حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سخت غضب ناک ہوئے، سرکار کو جلال آگیا ـــــ اور آپ نے اسامہ پر ناراض ہوکر فرمایا، کہ تم حدود اللہ کے بارے میں سفارش کر رہے ہو ـــــ؟ اس کے بعد آپ نے لوگوں کو جمع کر کے ایک بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔

"تم سے پہلے کی قومیں اسی سبب سے تہ وبالا کر دی گئیں کہ ان میں کے اشراف جب چوری کرتے تو چھوڑ دیئے جاتے، اور اگر کوئی کمزور جرم کرتا تو اس پر حد شرعی جاری کرتے تھے۔ قسم ہے خداوند تعالیٰ کی اگر فاطمہ بنت محمد (صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وعترتہ اجمعین) بھی چوری کرے تو میں اس کا ہاتھ کاٹ ڈالوں گا"۔

خدمت گزار خلیفہ

رات بھیگ چکی ہے، مدینہ طیبہ کی پوری بستی نور کی چاندنی میں نہا رہی ہے، دن بھر کے تھکے ماندے چرواہے اپنے مویشیوں کو ڈیروں پر چھوڑ کر میٹھی نیند لے رہے ہیں، امن و سلامتی کا زمانہ ہے، شب زندہ دار مقربانِ حق یاد حق میں ڈوبے ہوئے ہیں ـــــ مسلمانوں کا خلیفہ، مومنوں کا امیر عمر فاروق اپنے فقیرانہ لباس میں مدینہ کے راستوں سے گزر رہا ہے۔ بستی کے ایک حصہ میں کچھ آہٹ سی ہوئی، شاید کوئی مسافر خیمہ زن ہے، تھکا ماندہ ہوگا، ایسا نہ ہو کہ امن و امان والے شہر میں پہونچ کر تھکا ہارا گہری نیند سو جائے اور کوئی اس کا کچھ چرا لے جائے۔ میں باشندگان ریاست کی جان و مال اور حدود اسلامیہ کے امن و امان کا ذمہ دار ہوں ـــــ مجھے اس کے خیمہ کی نگرانی کرنی چاہئے ـــــ قریب پہونچ کر دیکھا تو خیمہ سے کسی کی دردبھری سسکیاں ابھر رہی ہیں

Marfat.com

اور خیمہ کے باہر ایک مرد کھڑا تھا ——— آپ نے سلام کر کے پوچھا کون ہو ——؟ مسافر نے بتایا میں ایک دیہات کا رہنے والا ہو، اور امیر المومنین کے پاس اپنی کچھ حاجت لیکر آیا ہوں، آپ نے پوچھا، خیمہ میں کس کے رونے کی آواز آرہی ہے ؟۔ مسافر نے کہا، آپ اپنی راہ لیجئے ہر بات پوچھنے کی نہیں ہوتی ——— آپ نے جب بہت اصرار سے معلوم کیا تو مسافر نے بتایا کہ میری بیوی درد زہ کی وجہ سے رو رہی ہے، اور افسوس کہ کوئی اور عورت بھی موجود نہیں، جو اس وقت اسکی دستگیری کرے ——— آپ فوراً اپنے دولتکدہ پر لوٹ آئے اور اپنی اہلیہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کو ہمراہ لیکر کچھ غلہ اور کپڑا وغیرہ ساتھ لیا اور اس مسافر کے خیمہ کے پاس پہونچ گئے ——— حضرت ام کلثوم کو خیمہ کے اندر بھیجا، اور خود خیمہ کے باہر آگ جلا کر کھانا تیار کرنے لگے۔ اور ساتھ ہی ساتھ مسافر سے باتیں بھی کرتے رہے ——— تھوڑی دیر بعد خیمہ کے اندر سے نومولود کی ننھی آواز گونجی ——— مسافر کو یہ کیا معلوم کہ اس سے خیریت پوچھنے والا، اس کی اہلیہ کی خدمت کے لئے بنت مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ اور اپنی اہلیہ کو دایہ کی حیثیت سے پیش کرنے والا، اپنی پشت پر غلے اور کپڑے کی گٹھری لاد کر لانے والا۔ اور لکڑیاں جلا کر یہ کھانا تیار کرنے والا مسلمانوں کا وہ باجبروت خلیفہ عمر الفاروق بن الخطاب ہے جس کے نام سے قیصر وکسریٰ کے ایوانوں میں زلزلہ پیدا ہو جاتا ہے ——— حضرت ام کلثوم نے بچہ کی پیدائش کے بعد خیمہ کی اوٹ سے آواز دی۔

امیر المومنین! اپنے رفیق کو بچہ کی ولادت کا مژدہ سنائیے، مسافر نے امیر المومنین کا لفظ سنا اور حیرت واستعجاب کے دریا میں ڈوب گیا، خوفزدہ ہو گیا اور آپ سے اپنے پچھلے رویہ پر معذرت کرنے لگا، آپ نے اسے تسلی دی اور پکا ہوا کھانا زچہ کے لئے حضرت ام کلثوم کے ذریعہ بھیجا، اور جب وہ کھا چکی تو مسافر کو نہایت شفقت ومروت سے تھپک تھپک کر کھلایا، بہت تھکے ہوئے ہو، رات بھر آرام نہ کر سکے، اور بیوی کی تکلیف سے بہت فکر مند تھے، کھا لو، صبح کو میرے پاس آجانا ——— صبح کو مسافر دربار فاروقی میں حاضر ہوا تو آپ نے اس کی حاجت روائی کی، اور نومولود کا وظیفہ مقرر کر کے اسے شادکام کر دیا۔

لاؤ، دنیا کی تاریخ حکمرانی سے ایسی شاہکار مثالیں، جو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے دور

خلافت میں رونما ہوئیں۔ بہترین بات کہی علامہ شفیق جونپوری نے ۔

شفیق امکان ہے سقراط و جالینوس کا لیکن
زمانہ کر نہیں سکتا ابوبکر و عمر پیدا

انسانی ذمہ داریوں کا احساس

یہی لوگ اسلامی نظام کی روح کو سمیٹ کر دنیا میں عدل و مساوات قائم کر گئے۔ یقیناً ایسا نظام صرف قرآن عظیم والی قوم ہی برپا کر سکتی ہے۔ جو ایمان اور تقویٰ کی دولت سے مالا مال ہو۔ محض بار خلافت کی وجہ سے نہیں، بلکہ انسانی ذمہ داریوں کا احساس حضرات شیخین کی حیاتِ مقدس میں اس قدر تھا کہ آپ حضرات خواہش کیا کرتے تھے کہ کاش ہم انسان کے بجائے کچھ اور ہوتے، کیونکہ انسان ہونا اور انسانیت کے فرائض کی ذمہ داریوں کا احساس کرنا بہت عظیم امر ہے۔

احمد نے زوائد الزہد میں ابو عمران الجونی کے حوالے سے بیان کیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

"مجھے یہ پسند تھا کہ میں بندۂ مومن کے سینے کا ایک بال ہوتا"

امام احمدؒ سے روایت کرتے ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"خدا کی قسم میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میں ایک ایسا درخت ہوتا جس کو کھا لیا جاتا اور پھر کاٹ دیا جاتا"

قتادہ کی روایت ہے، حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا۔

"کاش میں سبزہ کی طرح ہوتا کہ مجھے چوپائے چر جاتے"

حاکم بن معاذ بن جبل سے روایت کرتے ہیں ——— حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک درخت پر ایک چڑیا پھدکتی دیکھی ——— آپ نے سرد آہ بھری، اور فرمایا۔

"تو بڑی خوش نصیب ہے کہ درختوں سے اپنی غذا حاصل کرتی ہے۔ ان کے سائے میں آرام کرتی ہے، اور جہاں چاہتی ہے اڑتی پھرتی ہے (کہ تجھ پر اعمال کے حساب کا خوف نہیں) کاش ابوبکر بھی تجھ جیسا ہوتا"

Marfat.com

اسی طرح احساس ذمہ داری سے سرشار ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے :
"کاش میں پالتو دنبہ ہوتا، اور مجھے کھلا پلا کر اتنا فربہ کیا جاتا کہ لوگ میرے دیکھنے کو آتے پھر مجھے ذبح کر ڈالا جاتا، لوگ میرا گوشت بھون کر کھاتے، اور میرے گوشت کا قیمہ بناتے، مگر میں انسان نہ ہوتا" ۴۳

چوں می گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لاالہ را

مصر پر لشکر کشی کے بعد مسلمان جب بہت تیزی کے ساتھ اندرون ملک فتوحات کرتے ہوئے بڑھنے لگے تو مصر کے بادشاہ مقوقس کو فکر ہوئی۔ اور اس نے مصالحت کے لئے سلسلہ جنبانی کی۔ اور اپنا ایک وفد مسلمانوں کے پاس بھیجا۔ اس کے جواب میں حضرت عمرو بن عاص نے بھی دس افراد پر مشتمل ایک وفد روانہ کیا۔ اس وفد کے امیر حضرت عبادہ بن صامت تھے۔ آپ سیاہ فام اور طویل القامت تھے، جب یہ لوگ بادشاہ مصر کے پاس پہونچے اور گفتگو کیلئے امیر وفد عبادہ بن صامت آگے بڑھے تو مقوقس انہیں دیکھ کر ہیبت زدہ ہوگیا اور کہا، انہیں مجھ سے دور ہی رکھو، اور کسی دوسرے کو گفتگو کے لئے آگے بڑھاؤ ——— یہ سنکر سب ارکان وفد نے بیک زبان کہا ——— یہ ہم سب کے امیر ہیں، نیز علم و فراست، اور رائے میں ہم سب سے فائق، ہم لوگ ان کو ہی گفتگو کا مجاز ٹھہراتے ہیں ——— مقوقس نے کہا تم لوگ ایک سیاہ فام کو اپنا سربراہ بنانے پر کیسے رضامند ہو گئے؟ ——— مسلمانوں نے جواب دیا کہ جب یہ رائے اور بصیرت علم اور دانائی میں ہم سے افضل ہیں، تو سربراہی تو انہیں کا حق ہے، رہی سیہ فامی تو اسلام کے نزدیک یہ کوئی عیب نہیں ——— ناچار بادشاہ مصر نے حضرت عبادہ بن صامت سے گفتگو کی۔

شریعت کورٹ کے آداب

عدل اور مساوات کا دور دورہ محض دور نبوی، اور خلفائے راشدین کے زمانہ تک محدود نہیں، ہاں! یہ حقیقت ہے کہ اسلام کا سنہری دور وہی تھا۔ بعد کے زمانے میں حقیقی اسلام کی تابانی مدھم پڑتی گئی تا آنکہ مسلمان غیروں کے خوشہ چیں بن گئے۔ خلفائے راشدین کے بعد کے ادوار میں ایسی کثیر مثالیں موجود ہیں، جب خلفاء و سلاطین اسلامی قانون کے تحت قاضی کی عدالت میں

Marfat.com

عام شہریوں کی طرح حاضر ہوتے رہے ہیں۔

ہم پہلے آپ کی خدمت میں دورِ فاروقی کا ایک واقعہ پیش کرتے ہیں۔ پھر بعد کے زمانے کی مثالیں دیں گے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ مجلس شوریٰ کے رکن تھے۔ ایک روز آپ کے خلاف کسی نے عدالت فاروقی میں مقدمہ دائر کیا۔ اس وقت آپ اور خلیفۃ المسلمین باہم بیٹھے گفتگو کر رہے تھے۔ اس شخص کے شکایت کرتے ہی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ابوالحسن اکھڑے ہوجائیے اور صفائی دیجئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، اپنی صفائی دی۔ اور مقدمہ کا فیصلہ ہوگیا —— حضرت عمر نے حضرت علی کے چہرے سے کچھ ناگواری محسوس کی، کچھ دیر کے بعد پوچھا، آخر ایسا کیوں ہوا؟ کیا جواب دہی کے لئے میرا حکم دینا تمہیں ناپسند ہوا؟ حضرت علی نے فرمایا —— نہیں، یا امیرالمومنین! بلکہ حکم فرماتے وقت آپ نے میرے نام کے بجائے کنیت استعمال کی (واضح رہے کہ اہل عرب کنیت کا استعمال عزت افزائی کے موقع پر کرتے ہیں) اس کو میں نے ناپسند کیا، مبادا مدعی یہ سمجھ بیٹھے کہ امیرالمومنین مُدَّعَا عَلَیْہ کے ساتھ خصوصی برتاؤ کر رہے ہیں —— اور یہ اسلامی اصول عدل وانصاف کے خلاف ہے۔

دورِ عباسی میں محمد بن عمر طلحی مدینہ کے قاضی تھے، اور نمیر مدنی ان کے سکریٹری، قاضیٔ مدینہ کی عدالت میں مدینہ کے کچھ کمزور مزدوروں نے خلیفہ منصور عباسی کے خلاف مقدمہ دائر کیا۔ قاضی نے سکریٹری سے خلیفہ کے نام عدالت میں حاضر ہونے کا حکمنامہ لکھوایا، دستخط کیا، مہر لگائی اور خلیفہ کے پاس بھیج دیا، نمیر المدنی حکمنامہ لیکر گئے، خلیفہ کے حاضر باش ربیع کو دیا تاکہ وہ خلیفہ تک پہونچادیں، ربیع نے حکمنامہ پہونچایا، اور واپس آکر لوگوں سے کہا۔ امیرالمومنین آپ سب لوگوں کو سلام کہتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ مجھے قاضی کے پاس طلب کیا گیا ہے، وہاں جب میں جاؤں تو کوئی آدمی میری تعظیم کے لئے کھڑا نہ ہو، اور نہ مجھے سلام کرنے میں سبقت کرے کیوں کہ میں وہاں ایک مدعا علیہ کی حیثیت سے جا رہا ہوں۔

Marfat.com

خلیفہ قاضی کی کچہری میں پہونچے تو مدینہ کے معززین کی خاصی تعداد وہاں موجود تھی، نہ کسی نے اٹھ کر تعظیم کی اور نہ ہی سلام کیا، خلیفہ منصور نے خود ہی سلام کیا، اس وقت خلیفہ تہمد اور چادر پہنے ہوئے تھے۔ راستے میں خلیفہ نے ربیع سے کہا، واللہ! اگر محمد بن عمر طلحی احرام میں کھڑے ہوتے تو پھر وہ قاضی نہیں رہ سکتے ——— قاضی صاحب مسند سے ٹیک لگائے ہوئے ہوئے تھے، خلیفہ پہونچے تو چادر لپیٹ کر بیٹھ گئے۔ جانبین کے بیانات شروع ہوئے، قاضی نے بیانات سنکر خلیفہ کے خلاف مقدمہ کا فیصلہ کر دیا۔ گھر پہونچ کر خلیفہ نے قاضی صاحب کو بلوایا، اور خوش ہو کر کہا۔ رب تعالےٰ آپ کے دین و اخلاق کے بدلے آپ کو بہترین جزا دے۔

قاضی شرف الدین محمد بن عبداللہ الاسکندری اپنے وقت کے مشہور قاضی ہوئے ہیں، ان کی عدالت میں کسی مقدمہ کے گواہ کی حیثیت سے شاہ کامل بادشاہ آیا ——— مگر قاضی صاحب نے بادشاہ کی شہادت قبول کرنے سے انکار کر دیا ——— بادشاہ نے وجہ دریافت کی، تو آپ نے کہا بھلا میں آپ کی گواہی کیسے قبول کر سکتا ہوں جبکہ مجھے بخوبی معلوم ہے کہ آپ عجیبہ نامی مغنیہ کا گانا سنتے ہیں، اور وقت رخصت جب وہ آپ کے محل سے برآمد ہوتی ہے، تو اس کے قدم نشہ سے لڑکھڑاتے ہوتے ہیں، اور ایک لونڈی اسے سہارا دے کرلے جاتی ہے، ——— قاضی صاحب کی بات سنکر بادشاہ اس وقت تو کچھ نہ بولا، مگر وہاں سے یہ ارادہ کر کے لوٹا کہ انہیں عہدۂ قضا سے ہٹا دیا جائے ——— ادھر قاضی صاحب کو بھی اپنی حق گوئی کا انجام معلوم تھا، اس لئے اُس روز کی کچہری برخواست کرنے سے پہلے قاضی صاحب نے ارکان عدالت سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ حضرات گواہ رہیں کہ میں بخوشی آج عہدۂ قضا چھوڑتا ہوں، اور استعفاء دیتا ہوں"۔

قاضی شرف الدین کے مستعفی ہونے کی خبر نے پورے شہر کو لرزا کر رکھ دیا، اور مسلمانوں میں انتشار و بےچینی کی کیفیت پیدا کر دی ——— بادشاہ اس حالت سے بہت پریشان ہوا، اور مجبوراً خود قاضی صاحب کی خدمت میں باادب حاضر ہوا، اور بہت منت و سماجت کے بعد انہیں دوبارہ مسند قضا سنبھالنے پر رضامند ہو گیا۔

Marfat.com

شیخ عزالدین بن عبدالسلام دمشق کے قاضی تھے، علم و تقویٰ کے جامع، ظاہر و باطن کے امام، اور حق و صداقت کے بے باک منادی دمشق کے سلطان ملک صالح نے اسلامی ریاست کا کچھ حصہ شہر صیدا اور قلعہ شقیف صلیبیوں کے حوالے کر دیئے، جس سے ناراض ہو کر آپ نے دمشق چھوڑنے کا تہیہ کر لیا، اور مصر روانہ ہوئے۔ آپ کے نقل مکانی کی خبر جنگل کی آگ کی طرح طرف پھیل گئی، اور دیکھتے دیکھتے ہزاروں لوگوں نے شیخ کے ساتھ مصر جانے پر کمر باندھ لی، لگتا تھا دمشق ویران ہو جائے گا۔ ملک صالح سلطان دمشق نے آپ کی خدمت میں اپنا ایلچی بھیجا۔ جس نے سلطان کی شیخ سے عقیدتمندی اور محبت کا ذکر کیا، اور دمشق چھوڑنے کے باعث امور سلطنت کی خرابی اور مسلمانوں کے حالات زبوں کا بیان کیا۔ اور کہا کہ آپ دمشق پھر سے لوٹ چلیں ـــــ ادھر شیخ اپنی دینی اور شرعی ذمہ داریوں کے تحت سلطان سے اتنے برہم تھے کہ خطبہ میں اس کا نام لینا بھی ترک کر دیا تھا ـــــ ایلچی نے دوران گفتگو کہا۔ بس آپ دمشق چل چلیں ـــــ اور بادشاہ سے باادب ملیں ـــــ تاکہ سب حالات بدستور ٹھیک ہو جائیں وغیرہ وغیرہ...

قاضی صاحب نے فرمایا۔

"تم مجھے کہہ رہے ہو کہ میں سلطان کے ہاتھوں کو بوسہ دوں، حالانکہ میں اس بات کو بھی پسند نہیں کرتا کہ سلطان میرے ہاتھوں کو بوسہ دے۔"

مذکورہ بالا تمام واقعات عدل و مساوات، حق گوئی و بے باکی اور ہر شے سے مقدم قانون اللہ کو تسلیم کرنے کے بیّن شواہد ہیں۔ اسلام میں عدل اجتماعی کی بنیادی قدریں نہایت مضبوط اور مستحکم ہیں، جن پر چل کر کوئی بھی ملک، کوئی بھی قوم خود کو انعامات الٰہیہ کا حقدار قرار دے سکتی ہے۔ یہ کسی خاص سرزمین اور خاص افراد کی جاگیر نہیں، بلکہ ایک عام و تمام عالمگیر بارش رحمت کے مثل ہے۔ ؎

اب اس سے دامن دل کو بھگو لے جس کا جی چاہے

اس نظام میں بلال حبشی داخل ہوتے ہیں، تو وہ بھی سیدنا فاروق اعظم کی زبان میں سیدنا بلال بن رباح پکارے جاتے ہیں ـــــ یہاں حاکمیت محض اللہ جل مجدہٗ کی ہے، باقی سب

Marfat.com

محکوم ہیں۔ یہاں کسی منصب اور عہدہ کی بلندی اس انسان کو قوانین الٰہیہ کی پابندی سے مستثنیٰ نہیں قرار دیتی، نہ کسی کی کمزوری حق رسی وانصاف یابی میں رکاوٹ بنتی ہے ——— بقول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

"تم میں کا ہر مظلوم میرے نزدیک قوی تر ہے، جب تک کہ میں اس کا حق اس تک نہ پہونچا دوں"

کوئی مخالفت عدل ومساوات میں مانع نہیں ہوسکتی

اسلام مساوات اور بھائی چارگی کے اصول کے ساتھ ساتھ اپنے اندر کامل عدل وانصاف رکھتا ہے۔ اور وہی تقوی اللہ کی روح ہر جگہ کارفرما ہوتی ہے کہ مسلمان امارت اور سیادت ملکی کو ایک خدائی ذمہ تصور کرتا ہے۔ جس میں ذمہ داریاں اور زیادہ ہوجاتی ہیں، فرائض بڑھ جاتے ہیں اور مسئولیت میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ خدائی قانون پیش نظر ہوتا ہے۔

یٰاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُوۡنُوۡا قَوّٰمِیۡنَ لِلّٰہِ شُہَدَآءَ بِالۡقِسۡطِ ۫ وَ لَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعۡدِلُوۡا ؕ اِعۡدِلُوۡا ۟ ہُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی ۫ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۸﴾

اے ایمان والو! اللہ کے حکم پر خوب قائم ہوجاؤ، انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ہوئے، اور تم کو کسی قوم کی عداوت اس پر برانگیختہ نہ کرے کہ انصاف نہ کرو، انصاف کرو وہ پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

اخلاقی تربیت، اور تہذیب نفس کا یہ پاکیزہ اصول صرف اسلام کے پاس ہے۔ غور کیجئے کہ آج ساری دنیا ہٹ دھرمی، ضد اور عداوت کے اسی نفسانی عفریت کا شکار نہیں ہے کہ اپنا چاہے جیسا بھی ہو نوازا جاتا ہے۔ اور جسے ملکی حدبندیوں، رنگ ونسل اور زبان کے تفاوت سے غیر سمجھ لیا گیا ہے؛ تمام تر انصاف اور عدل سے محروم کیا جارہا ہے ——— اس مرحلہ پر پہونچ کر قوانین عالم کے مقابلہ میں اسلامی قانون کی عظمت اور بلندی کا احساس ہوتا ہے۔ انسانوں کے خودساختہ قوانین اپنی بھلائی، اپنا فائدہ، اپنی حفاظت اور اپنے محدود نظریات کو لے کر بڑھتے ہیں۔ انہی وجوہات کے باعث ان میں ہمیشہ تغیر وتبدل بھی ہوتا رہتا ہے۔ بخلاف نظام اسلام کے، جو رب

Marfat.com

العالمین، احکم الحاکمین کا نظام ہے، وہ خود قدیم ہے، صانع کا عکس مصنوع میں ضرور جھلکتا ہے۔ انسان فانی، متغیر اور ناقص ہے۔ لہذا اس کی ان تمام صفتوں کا مظہر اس کا قانون ہے رب تعالےٰ باقی، قدیم اور غیر متبدل ہے۔ اس کی یہ صفات اس کے نظام محکم کی بنیادوں میں ہویدا ہیں۔

امارت متقیوں کے لئے آزمائش ہے

اسلامی توانین کے تحت فیصلے کرنے کا ذمہ جس پر بھی آیا، وہ شدید آزمائش اور امتحان میں مبتلا کیا گیا۔ اسلامی نظام میں یوں تو ہر فرد سے جماعت تک اور مکان سے حدِ جہان تک عدل کی کارفرمائی ہے۔ اور کوئی انسان اپنے میدان عمل میں عدل سے باہر نہیں جاسکتا۔ مگر دینی ذمہ داروں، اور اسلام کے مبلغوں، اور دولت اسلامیہ کے کارپردازوں پر یہ ذمہ داریاں مزید شدت سے عائد ہوتی ہیں۔ اسی لئے ہم اسلام کی تاریخ کے روشن ادوار کا جائزہ لیتے ہیں۔ تو لوگوں کو مناصب اور عہدوں پر پروانہ وار ٹوٹتا ہوا نہیں پاتے۔ بلکہ قبولیت سے گریزاں، اور اہم ذمہ داری کی جگہوں سے لرزہ براندام ہوتا ہوا دیکھتے ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ صرف اس لئے قید وبند کی صعوبت میں ڈالے گئے کہ انہوں نے عہدۂ قضا قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ کتنا فرق ہے ان دونوں نظریات میں کہ کہیں حکومتی عہدوں اور منصبوں کے حصول کے واسطے سفارشیں کی جاتی ہیں۔ اور ہر ممکن پروپیگنڈہ اور اشتہار کیا جاتا ہے کہ ہمیں فلاں منصب کے لئے انتخاب کرو۔

اور دوسری طرف مسند امارت پر متمکن ہونے کے لئے قدم لرز رہے ہیں۔ دل کانپ رہے ہیں اور جب کسی ذمہ داری کو قبول کر لیتے ہیں، تو اسے اپنے لئے وجہ امتحان تصور کرتے ہیں۔

صدیق اکبر کا احساس

آئیے یار غار رسول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اس خطبہ کا ایک اقتباس دیکھئے، جو آپ نے خلافت کا بار گراں سنبھالنے کے بعد دیا تھا۔ موسیٰ بن عقبہ اپنے مغازی میں اور حاکم عبدالرحمٰن بن عوف سے راوی ہیں۔

سیدنا ابوبکر صدیق نے فرمایا۔

"واللہ! مجھے دن رات میں کبھی امارت کا شوق نہیں ہوا۔ اور نہ میں نے کبھی اس کی حرص کی

نہ ہی میں نے اللہ تعالےٰ سے اس کے لئے ظاہر و باطن میں دعا مانگی، اصل یہ ہے کہ مجھے ڈر تھا کہ کہیں فتنہ نہ برپا ہو جائے، میرے لئے خلافت میں کوئی راحت وسکون نہیں ہے میرے کندھوں پر ایک بھاری بوجھ رکھ دیا گیا ہے۔ انشاءاللہ خدا ہی کی مدد سے اسی کو انجام تک پہونچانے کی کوشش کروں گا۔ مجھے اللہ کی طاقت اور قوت پر پورا پورا بھروسہ ہے"۔

آپ نے اپنے خطبہ میں یہ بھی فرمایا کہ

مسلمانو! تم نے مجھے اپنا امیر بنایا ہے، اگرچہ میں اس قابل نہیں تھا، اب اگر میں بھلائی کروں تو میری مدد کرنا، اور اگر مجھ سے برائی سرزد ہو تو میری ملامت کرنا، صدق ایک امانت ہے اور کذب ایک خیانت ہے، تم میں سے جو کمزور ہیں وہ میرے نزدیک اس وقت تک قوی ہیں جب تک میں ان کا حق نہ دلوا دوں، اور جو تم میں قوی ہیں وہ اس وقت تک کمزور ہیں جب تک وہ دوسروں کا حق نہ دیدیں ——— مسلمانو! جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت و پیروی کروں تم میری اطاعت و پیروی کرنا، اور جب میں اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے روگرانی کروں ——— (العیاذ باللہ) تو میری اطاعت تم پر واجب نہیں"۔

یقیناً آپ نے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا پورا پورا حق ادا کر دیا، اور اس دور کے شدید فتنوں کا قلع قمع کر ڈالا ۴۵

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ٥ ۴۶

اور یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کے لئے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے، اور نہ فساد، اور عاقبت پرہیزگاروں ہی کی ہے۔

اپنی حیثیت اور حدود عمل کا تعین

اسلامی نظام کا برپا کرنا ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں، پہلے اپنی انفرادی زندگی کو تو اسلامی اخلاق و کردار میں ڈھالئے۔ محض قلم فرسائی کی مہارت کا نام "اسلامیت" اور "مذہبیت" نہیں ہے۔ حسب مراتب رب کائنات نے جسے جس درجہ میں رکھا ہے، اس فرد بشر کو اپنے دائرہ میں پہلے

کامل و مساوات کا اسلامی نمونہ بننا چاہئے، اگر ہم اس میں ناکام ہیں تو یہ شدید خسارہ ہے، اپنے اعمال کا محاسبہ لازم ہے، ورنہ خدائی گرفت بہت شدید ہے۔

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَآ اٰتٰكُمْ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

اور وہی ہے جس نے زمین میں تم کو نائب کیا اور تم میں ایک کو دوسرے پر درجوں بلندی دی کہ تمہیں آزمائے اس چیز میں جو تمہیں عطا کی، بیشک تمہارے رب کو عذاب کرتے دیر نہیں لگتی، اور بیشک وہ ضرور بخشنے والا مہربان ہے۔

بمصداق ع۔ ہر کسے را بہر کارے ساختند

علم و شعور، تدبر و تعقل، تقویٰ اور طہارت عمل، اخلاص و مروت کی جامع شخصیات ہی دینی انقلاب اور نظام مصطفےٰ کے قیام میں کامیاب ہوسکتی ہیں ـــــ اور مذکورہ بالا صفات کی سطحی توجیہ مراد نہیں، بلکہ مثلاً علم ایسا جو حاوی ہو ادیان و شرائع کے اصول و فروع، مآخذ و مبادی کو محدثات قدیم و جدید، امور دینی و دنیاوی، اور حالات زمانہ کو اور دیگر صفات بھی علیٰ ہذا القیاس۔ ایسی عبقری شخصیت تلاش کرنے نکلئے تو محسوس ہوتا ہے کہ ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے ٭ بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

الغرض یہ کسی فیلڈ میں اچھلتی کودتی گیند نہیں، جس پر جو چاہے طبع آزمائی کرے، جوئے شیر لانے جیسا کام ہے، زندگیاں وقف کی جاتی ہیں، خواہشات کا خون کیا جاتا ہے، مصائب و آلام کے دلدل میں چھلانگ لگا کر بایں طور کہ بطن دریا سے گذرنے کا حکم ہے۔ اور تاکید یہ ہے کہ

دامن تر مکن ہشیار باش

ایسے اسلامی عدل و مساوات کو برتنے کے لئے صدیقی عزم، فاروقی جذبہ، عثمانی ایثار، اور مرتضوی شجاعت و اتقاء ضروری ہے۔

اسلامی قیادت کے رہنما اصول

احکام الٰہی اور خدائی فرامین صالح قیادت کے ذریعہ نافذ العمل ہوں، تو پھر دنیا میں امن و

امان اور سلامتی کا قیام ہو سکتا ہے۔ موجودہ دور کی سیاست کے علی الرغم قیادت، ملکی جغرافیہ کی حفاظت وصیانت سے زیادہ حدود اسلامیہ اور قوانین شرعیہ کے سلسلہ میں حساس ہو، اہل ریاست کے دکھ درد کا اسے ضرور خیال ہو، مگر کسی منزل پر روح اسلامیت اور نصوص دینیہ کو مجروح نہ ہونے دے۔ دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں سیدنا عمر بن عبدالعزیز کی عزیمت کا یہ باب، سرمایۂ عبرت ہے۔ جو آپ نے مصر کے عامل (گورنر) کو لکھا۔

آپ کو معلوم ہے کہ اسلامی ریاست کے اندر کوئی بھی غیر مسلم جب اسلام قبول کر لیتا ہے تو معاً وہ ملت اسلامیہ کا جزبن جاتا ہے۔ اور اسے بلا عذر و تأمل تمام اسلامی مراعات حاصل ہو جاتی ہیں (یعنی آج کی دنیا میں کسی ملک کی جنسیت Nationality حاصل ہونے کے بعد اس ملک میں اس شخص کو جو مراعات ملتی ہیں) حضرت عمر بن عبدالعزیز کا دور سعید آیا تو بلاد اسلامیہ میں اسلام کی جدید فصل بہار آگئی۔ انصاف و معدلت کا قرآنی نصاب کچھ اس طرح جاری ہوا کہ ہر خطہ میں غیر مسلموں نے اسلام قبول کرنا شروع کر دیا۔ نتیجتاً بیت المال کی آمدنی جو اہل ذمہ سے جزیہ کے طور پر لی جاتی تھی اس میں کمی واقع ہونے لگی۔ مصر کے گورنر شریح بن حیان نے امیر المومنین کو اس بات کی خبر دی، اور آمدنی کی کمی کا خدشہ پیش کیا۔ اس کے جواب میں حضرت عمر بن عبدالعزیز نواسۂ فاروق اعظم نے جو جواب تحریر فرمایا وہ ہر دور کی اسلامی قیادت کے لئے آئینہ ہے۔

اما بعد .... فان اللہ بعث محمداً صلی اللہ علیہ وسلم داعیاً ولم یبعثہ جابیاً فاذا اتاک کتابی ھذا فان کان اھل الذمۃ اسرعوا فی الاسلام وکسروا الجزیۃ فاطو کتابک واقبل ۴۸

.... حمد و صلوٰۃ کے بعد معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو اللہ کی طرف بلانے والا بنا کر مبعوث فرمایا۔ خدا نے انہیں ٹیکس وصول کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا۔ جس وقت میرا یہ خط تمہارے پاس پہونچے اور ذمی اسلام میں داخل ہو رہے ہوں جس سے آمدنی کم ہو رہی ہو تو اپنے حساب کتاب کا رجسٹر لپیٹو اور فوراً واپس آجاؤ۔

اسلامی ریاست کا سربراہ کسی مرحلے میں اسلامی قوانین سے بالاتر نہیں ہوتا، بلکہ نفاذ قوانین کا ذمہ دار ہونے کی حیثیت سے اپنی ذات پر قوانین اسلامی کو اور زیادہ سختی سے برپا کرتا ہے۔

اسے منصوص حقائق میں رد و بدل، اور حلت و حرمت میں ترمیم و تنسیخ کا معاذاللہ تصور بھی ناروا ہے۔ اسلام اس کلیسائی نظام سے بالکل مختلف ہے۔ جہاں قوانین حالات اور ماحول کی رعایت سے وضع کئے جاتے ہیں۔ یہاں غیر متبدل خطوط وحی الٰہی کے ذریعہ آچکے۔ اب قیامت تک انسان کو اس سے کسب نور کرنا ہے۔ اور ہر زمانہ، ہر ملک اور ہر قوم اس آفاقی اور ہمہ گیر نظام محکم میں سکون و قرار پاسکتی ہے۔ نہیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس کے سوا امن و سلامتی کا کوئی دوسرا ذریعہ ہے ہی نہیں۔

قانون اور انصاف کے سلسلہ میں سیدنا عمر بن عبدالعزیز نے اپنے عاملین کو ایک فرمان جاری کیا اور اعلان فرمایا۔

ولست بقاض ولکنی منفذ ولست بخیر من احد ولکنی اثقلکم حملاً واحسب قال و لست بمبتدع ولکنی متبع ۴۹

فیصلہ کرنے والا میں نہیں ہوں، میں تو صرف نافذ کرنے والا ہوں، میں تم میں سے کسی سے بہتر نہیں ہوں۔ لیکن میرا بار زیادہ بوجھل ہے اور میری بازپرس زیادہ سخت ہے، میں دین و شرع میں کسی کمی بیشی کا حق نہیں رکھتا، بلکہ اتباع ہی میرا ذمہ ہے۔

یہ رہنما اصول ہیں ہر دور کی اسلامی قیادت کے لئے جن سے بے نیاز ہو کر حقیقی اسلامی قوانین کا نفاذ خواب و خیال سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا ؎

نگہ بلند، سخن دلنواز، جاں پرسوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لئے

حوالے

۱ ــــ القرآن، یوسف ۴۰/۱۲
۲ ــــ ،، الاحزاب ۳۶/۳۳
۳ ــــ ،، الحجرات ۱۳/۴۹
۴ ــــ ،، الزلزال ۸۷/۹۹
۵ ــــ صحیح مسلم،
۶ ــــ صحیح بخاری
۷ ــــ المفردات فی غرائب القرآن۔ للعلامۃ ابی القاسم الراغب الاصفہانی المتوفی ۵۰۳ھ ۔مطبعۃ یمنہ بمصر، ص ۳۲۷ و ص ۳۲۸
۷/۱ ــــ القرآن، الرحمٰن ۷/۵۵
۷/۲ ــــ ،، الحدید ۲۵/۵۷
۷/۳ ــــ احیاء للغزالی، ج ۳ ص ۴۸
۷/۴ ــــ حجۃ اللہ البالغۃ، ص ۵۸
۸ ــــ کلیات العلوم لابی البقاء مطبوعہ مصر
۹ ــــ تعریفات السید الشریف ص ۵۸
۱۰ ــــ تفسیر روح المعانی للشیخ شہاب الدین الآلوسی البغدادی (متوفی ۱۲۷۰ھ) ج ۱۴ ۲۱۷/
۱۱ ــــ آیت کریمہ یہ ہے وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ المائدہ ۴۳/۵
۱۲ ــــ آیت قرآنیہ یہ ہے فَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا الانعام ۱۵۲/۶
۱۳ ــــ آیت قرآنیہ یہ ہے وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ البقرہ ۱۲۳/۲
۱۴ ــــ آیت پاک یہ ہے اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ الانعام ۱/۶
۱۵ ــــ صحیح البخاری
۱۶ ــــ لسان العرب ج ۹ ص ۲۵۲
۱۷ ــــ القرآن، النحل ۹۰/۱۶
۱۸ ــــ تفسیر روح المعانی ج ۱۴ ص ۲۲۰
۱۹ ــــ تفسیر ابن کثیر للعلامۃ عماد الدین ابی الفداء اسماعیل بن کثیر الدمشقی (متوفی ۷۷۴ھ) مطبوعہ احیاء کتب العربیہ بمصر ج ۲ ص ۵۸۲
۲۰ ــــ تفسیر کنز الایمان مطبوعہ اشاعت الاسلام دہلی ص ۲۰۲
۲۱ ــــ القرآن، المائدۃ ۹/۵
۲۲ ــــ ،، النساء ۱۳۵/۴
۲۳ ــــ ،، المائدۃ ۸/۵
۲۴ ــــ ،، النساء ۵۷/۴
۲۵ ــــ ،، الانعام ۱۵۲/۶

۲۶ القرآن، الشوریٰ ۴۲/۱۵
۲۷ . ص ۳۸/۲۶
۲۸ . البقرہ ۲/۱۹۴
۲۹ . النحل ۱۶/۱۲۶
۳۰ . المائدہ ۵/۴۶
۳۱ الاحکام السلطانیہ للعلامہ ابی الحسن البصری الماوردی المطبوعہ بمصر ص ۶۸
۳۲ ایضاً
۳۳ صحیح مسلم بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ج ۲ ص ۴۱۷
۳۴ ترمذی، ابوداؤد، بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ج ۲ ص ۴۱۸
۳۵ بیہقی واحمد، بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ج ۲ ص ۴۱۸
۳۶ القرآن، ن والقلم ۶۸/۴
۳۷ . الاحزاب ۳۳/۲۱
۳۸ زادالمعاد، ج ۲ ص ۱۸۵
۳۹ تاریخ عمر بن الخطاب لابن الجوزی ص
۴۰ کتاب المجالسہ، روایت احمد بن مروان المالکی / البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۵۳
۴۱ البدایہ والنہایہ للعلامہ ابن الاثیر، ج ۷ ص ۵۳
۴۲ البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۱۶
۴۳ تاریخ الخلفاء للعلامہ جلال الدین السیوطی
۴۴ القرآن، المائدہ ۵/۸
۴۵ تاریخ الخلفاء
۴۶ القرآن، القصص ۲۸/۸۳
۴۷ . الانعام ۶/۱۶۶
۴۸ ابن سعد ج ۶، ص ۳۱۰
۴۹ ابن سعد ج ۶، ص ۲۷۱

Marfat.com

ب ۳

اسلامی جہاد اور اس کا مقصد

جہاد کا مفہوم	۱۰۸	جنگ عظیم اول اور ثانی کی ہلاکت خیزیاں	۱۳۰ تا ۱۳۲
جہاد کی بعض مخصوص اقسام	۱۱۰	چند دیگر جنگی نمونے	۱۳۲
خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد	۱۱۳	بد عہدی کی مثال	۱۳۳
کفار کے حامی	۱۱۵	تصویر کا دوسرا رخ	۱۳۴
اسلام دشمن عناصر کا غلط پروپیگنڈہ	۱۱۸	اہل قدس کو پروانۂ امن	۱۳۷
سایۂ رحمت	"	عہد و معاہدے کی اہمیت اسلام میں	۱۳۹
جہاد کیوں؟	۱۲۱	معاہد اسلامی قانون میں	۱۴۱
اسلامی جہاد اور عام جنگوں کا فرق	۱۲۳	عقل عیار ذرا غور کرے	۱۴۳
جہاد کی احتیاطیں	۱۲۴	ہماری روشن تاریخ	۱۴۴
خطبۂ فتح	۱۲۷	حضرت علی کا فیصلہ	"
دور نبوی میں جہاد اور اس کی برکات	۱۲۸	سیدنا عمر بن عبدالعزیز اور اہل ذمہ	۱۴۵
ترقی یافتہ دنیا کے کارنامے	۱۳۰	حوالے	۱۴۷

Marfat.com

اسلامی جہاد اور اس کا مقصد

جہاد کا مفہوم | جہاد کے معنی انتھک کوشش کے ہیں۔ قرآن وسنت میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ خدا کے لئے اور دین حق کے فروغ کے واسطے کمال درجہ کی جدوجہد کرنا، یہ سعی اور کوشش زبان سے، مال سے، وقت اور عمر سے، مشاکل میں تکالیف اٹھا کر، جان جوکھم ڈال کر اور وقت ضرورت اپنے خون کا آخری قطرہ بہا کر کی جاتی ہے۔ جہاد سے محض حرب وضرب اور جنگ وجدال مراد نہیں ہے اگر ایسا ہوتا، تو زبان ودل کے اعمال پر اس کا اطلاق نہ ہوتا ——— ارشاد ربی ہے

وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۱ — اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو، جیسا حق ہے جہاد کرنے کا

رسول کریم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کی توصیف میں قرآن ناطق ہے۔

لٰكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهٗ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأُولٰئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۲

لیکن رسول اور جو ان کے ساتھ ایمان لائے انہوں نے اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا۔ اور انہی کے لئے بھلائیاں ہیں ——— اور یہی مراد کو پہونچے۔

ایک مقام پر رب کائنات سچے ایمانداروں کی علامت ذکر فرماتا ہے۔

لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ ۳

اور وہ جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں، تم سے رخصت نہ مانگیں گے اس سے کہ اپنے مال اور جان سے جہاد کریں اور اللہ خوب جانتا ہے پرہیزگاروں کو،

منافقین جو غزوہ تبوک میں جان بوجھ کر شریک نہ ہوئے ان کا ذکر کرتے ہوئے قرآن

عزیز ایمان ونفاق کا فرق بیان فرما رہا ہے ۔ اور جہاد اسلامی سے جان بچانے والوں کو نار جہنم کی وعید سنا رہا ہے ۔

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ؎

پیچھے رہ جانے والے اس پر خوش ہوئے کہ وہ رسول کے پیچھے بیٹھ رہے اور انہیں گوارا نہ ہوا کہ اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں لڑیں اور وہ بولے اس گرمی میں نہ نکلو، تم فرماؤ جہنم کی آگ سب سے سخت گرم ہے ، کسی طرح انہیں سمجھ ہوتی ۔

دیکھئے مذکورہ تینوں آیات میں جان کے ساتھ مال کے ذریعہ بھی جہاد کا ذکر ہوا ہے ۔ مشہور حدیث پاک ہے ۔

المجاهد من جاهد نفسه في ذات الله والمهاجر من هجر مانهى الله عنه ؎

مجاہد وہ ہے جو اللہ کے معاملہ میں اپنے نفس سے جہاد کرے ، اور مہاجر وہ ہے جو منہیات الٰہیہ سے دور و نفور ہو جائے ۔

رسول اکرم و اعظم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان گرامی زبان زد خاص وعام ہے ۔

افضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جائر ؎

سب سے افضل جہاد وہ کلمۂ حق ہے جو ظالم حکمراں کے رو برو کہا جائے

ان تمام آیات و احادیث نے اسلام میں جہاد کا مفہوم واضح کر دیا ۔ اور یہ بات متعین ہو گئی کہ محض کفار و مشرکین اور دشمنان اسلام سے جنگ ہی کا نام جہاد نہیں ہے ۔ لفظ جہاد جہد سے نکلا ہے ۔ فعال اور مفاعلت کے وزن پر جہاد اور مجاہدہ اسی جہد سے مصدر ہیں ، لغوی معنی سے لگتے ہوئے اسلام نے اسے یہ مفہوم بخشا ہے کہ حق کی سربلندی اور فروغ و اشاعت کے لئے ، اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کے واسطے ہر طرح کی مساعی کوشش ایثار و قربانی ، جانی و مالی جدوجہد اور خدا کی بخشی ہوئی جملہ صلاحیتوں سے دین وملت کی بقا اور احیاء کا کام کرنا ، انفرادی و اجتماعی تدابیر بروئے کار لانا ، اور اسلام دشمن عناصر کی منفی پالیسی

کاریوں کو ناکام بنا دینا، زبان و قلم اور ہر ممکنہ قوت سے اعلاء کلمۂ حق میں حصہ لینا ——
اب اتنے وسیع و عظیم مفہوم کو اسلام دشمن تحریکیں اپنی من مانی توجیہ سے صرف جنگ تک
محدود کریں تو یہ ان کی تنگ نظری ہے۔

جہاد کی بعض مشہور اقسام

یہ بات صحیح ہے کہ کفار و مشرکین سے قتال بھی جہاد ہے مگر جہاد صرف یہی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے
کام ہیں جو داخل جہاد ہیں۔ ان ہیں کی وقت ضرورت کفار و مشرکین سے قتال بھی ہے۔ اور یقینا
اس سے زیادہ کسی مومن کی خوش بختی اور کیا ہوگی کہ سب سے قیمتی سرمایہ جان اپنی ہتھیلی پر
رکھ کر احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ انجام دے۔ تلواروں سے کٹ جانے، برچھوں
سے چھد جانے، بندوق پستول توپ اور بم سے اڑ جانے، سولی پر لٹک جانے، آرے
سے چر جانے سے خائف نہ ہو، بلکہ اپنے کو پیش کر کے اپنے مقصود حقیقی کو پالے۔

یونہی جہاد بالمال یہ ہے کہ سر بلندیٔ حق کے لئے اپنی دولت و ثروت سب کچھ داؤ پر
لگا دے، مال و خزانہ لٹا کر رضائے حق حاصل کرے۔ علم زمین فلک کا نور ہے، اور جہالت
ظلمت و تاریکی، مسلمان پر جہاد بالنفس اور جہاد بالمال کی طرح جہاد بالعلم بھی لازم ہے —
علم ایسی روشنی ہے جو عقل و شعور اور دل و دماغ کو روشن کر دیتی ہے۔ اسی لئے جنہیں رب
کائنات کی طرف سے علم و معرفت نصیب ہے انہیں جہالت و غباوت کے خلاف علم کی
شمع کے ذریعہ جہاد ضروری ہے۔ ارشاد رب العالمین ہے۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ؕ	اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے۔ اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔

اسی طرح اپنے اندر بیٹھے ہوئے دشمن اعظم نفس سے جہاد کرنا، جہاد اکبر کہلاتا ہے۔ سورۂ
عنکبوت کا مطالعہ کر جائیے۔ رب تعالےٰ اس میں اہل ایمان کو حق کی حمایت میں ہر سخت سے
سخت مصیبت اور تکلیف برداشت کرنے، اور امتحان و آزمائش کی سنگلاخ وادی سے
صبر و شکیب کے ساتھ گزر جانے کی تعلیم فرماتا ہے۔ انبیاء ماسبق جنہوں نے سخت ترین لمحات

میں ثابت قدمی اور جرأت و استقلال کی مثالیں قائم فرمائیں، ان کے تذکار فرماتا ہے۔ اور ان کے ساتھ کس طرح نصرت خداوندی ہوئی۔ اور ان پاک نفوس کے مخالف کس طرح تباہ و برباد، خائب و خاسر اور ہلاک ہوئے اس کو ذکر فرماتا ہے۔ سورہ کے آغاز میں ۵ آیتوں کے بعد ہی فرماتا ہے۔

مَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِينَ ۝ جو کوئی اللہ کی راہ میں کوشش کرے تو وہ اپنی ہی بھلے کیلئے کوشش کرتا ہے بیشک اللہ بے پرواہ ہے سارے جہان سے

اور آخری آیت میں صرف ذاتِ حق کے لئے جہاد اور سعی و کوشش کا ثمرہ کیا عطا فرماتا ہے اسے ملاحظہ کیجئے۔

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ۝ اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی (جہاد کیا) ضرور ہم انہیں ایسے راستے دکھا دیں گے، اور بیشک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے۔

اس آیت کریمہ میں لفظ فِينَا قابل غور ہے کہ محض رضائے حق کے لئے ہر جہاد ہدایت کا سبب ہوتا ہے۔ اور ایسے خوش بختوں کو رب تعالیٰ کی معیت نصیب ہوتی ہے ——

حضرت جابر سے روایت ہے کہ سید کونین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابۂ کرام سے فرمایا، جو ابھی ابھی میدان جنگ سے لوٹے تھے۔ تمہارا آنا مبارک، تم جہاد اصغر (غزوہ) سے جہاد اکبر (مجاہدہ نفس) کی طرف آئے ہو۔ بڑا جہاد بندہ کا اپنی ہوائے نفس سے لڑنا ہے

—— ابن نجار حضرت ابوذر غفاری سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"بہترین جہاد یہ ہے کہ انسان اپنے نفس، اور اپنی خواہش سے جہاد کرے"

سیدنا الشیخ غوث الاعظم محی الدین عبد القادر جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

النفس کلها مخالفة منازعة فمن اراد صلاحها فليجاهدها حتى يأمن شرها كلها شر في شر فاجوهدت — نفس کی عادت ہی اختلاف و نزاع کرنا ہے، تو جو اس کی اصلاح چاہے وہ اسے اس قدر مجاہدے میں ڈالے کہ اس کے شر سے بے خطر ہو جائے۔

اطمأنت ؎۱۲ نفس تو شر ہی شر ہے مگر جب مجاہدہ میں پڑتا ہے تو مطمئنہ بن جاتا ہے

جہاد اکبر کی تعریف اور تفاصیل کتب تفسیر و کتب تصوف میں وافر موجود ہیں، یہ سب جہاد کی قسمیں ہیں۔ اور ان کے علاوہ ہر نیکی اور خیر کا کام سر انجام دینے کی جو کوششیں کی جائیں سب داخل جہاد ہیں۔ امر بالمعروف، نہی عن المنکر، عدل و انصاف کا قیام، حق و صداقت کی حمایت، سچائی کی نصرت، مظلوموں کمزوروں اور زیردستوں کی اعانت، اسلام اور مسلمانوں کی خیر خواہی، کفار و دشمنان خدا سے نفرت، مخلوق خدا سے ہمدردی، اور من حیث الانسان تمام بنی نوع آدم کی بہی خواہی، اور ہر ایک کے کان تک کلمۂ حق کی صدا رسانی۔ اگر اسلام کے نظام حیات کے ماتحت زندگی ہو تو یہ سب امور جہاد ہی ہیں۔

مندرجاتِ بالا سے واضح ہو گیا کہ جہاد فی سبیل اللہ کی بہت سی اقسام ہیں۔ اگر اسلام کی حمایت و صیانت کے لئے قلب و دماغ کو لگایا جائے تو یہ جہاد بالقلب اور جہاد بالعقل کہا جائے گا۔ اور اگر علم و قلم نے یہ خدمات انجام دیں تو اسے جہاد بالعلم اور جہاد بالقلم سے موسوم کریں گے۔ جسم اگر اس مقصود میں لگ جائے تو جہاد بالجسد ہو گا۔ جان اور مال اس مقصود عظیم میں صرف ہوں تو جہاد بالنفس اور جہاد بالمال ہو گا ———— دیگر تمام وسائل و مساعی جان و مال ہی کے تابع ہیں۔ اس لئے قرآن مجید اور احادیث میں اکثر انفس و اموال ہی فرمایا گیا ہے۔

اَنْ یُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؎۱۳ یہ کہ وہ جہاد کریں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے۔

جہاد کے باب میں قرآن مجید میں ہر جگہ اموال کو انفس پر مقدم کیا گیا ہے۔ یہ اس لئے نہیں کہ جہاد بالمال جہاد بالنفس سے اہم اور افضل ہے۔ بلکہ اس لئے کہ جہاد بالمال زیادہ سہل اور آسان ہے۔ جان بہر حال مال سے قیمتی شے ہے۔ تو اگر کوئی شخص جہاد میں مخلص ہوتا ہے تو اس کی ابتدا جہاد بالمال سے کرتا ہے۔ اگر کوئی مال کی قربانی نہیں دے سکتا تو جان کیا دے گا؟ جان کی قربانی اور جہاد بالنفس سب سے افضل و اعلیٰ جہاد ہے۔ جان کو ہتھیلی پر لے کر اسلامی کاز (cause) کے پوری جدوجہد کرنے کی رہنمائی قرآن سے حاصل کیجئے۔

Marfat.com

رب تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَئُونَ مَوْطِئًا يَّغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُم بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝ ۱۲۰

یہ اس لئے کہ انہیں جو پیاس یا تکلیف یا بھوک اللہ کی راہ میں پہنچتی ہے اور جہاں ایسی جگہ قدم رکھتے ہیں جس سے کافروں کو غیظ آئے اور جو کچھ کسی دشمن کا بگاڑتے ہیں، ان سب کے بدلے ان کے لئے نیک عمل لکھا جاتا ہے۔ بیشک اللہ نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

اس آیت میں جانی جہاد کی بہت سی قسمیں، بھوک پیاس برداشت کرنا، تھکن اٹھانا، مسافت طے کرنا، فتح وصلح وغیرہ کا ذکر ہوا ہے۔ یہ تمام کام زندہ رہتے ہوئے انجام دیئے جاتے ہیں۔ یہ عین ممکن ہے کہ انہی میں سے کسی ضرورت کی تکمیل کے دوران جان چلی جائے۔ جہاد کا مقصد اعلاء کلمۃ الحق ہے۔ اس کے لئے طوفانوں سے ٹکرا کر ان کا رخ موڑا بھی جاتا ہے۔ اور مزاحمت حق وباطل میں اہل ایمان کبھی اپنی جان بھی دے دیتا ہے۔

اسلام دشمن عناصر کے سیاسی اور سماجی غلبہ کا ہماری قوم مسلم پر بہت برا اثر ہوا۔ جس کا ایک بدیہی نمونہ سامنے ہے کہ ہماری قوم سے جہاد کا جذبہ مفقود ہونے لگا۔ جس قوم کی کامیابی وکامرانی کا سب سے عظیم راز جہاد میں مضمر ہے، اس نے جب اپنی فوز وفلاح کی مفتاح کو گم کر دیا ہے، اسے پھر تباہی و بربادی سے کون بچا سکتا ہے؟ یہ سب اسلام دشمن قوموں کا سمجھا بوجھا پروگرام ہے۔ جس کے تحت پروپیگنڈے اور مفسدانہ تعلیم کے ذریعہ انہوں نے ہماری ملت کے جذبۂ جہاد کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے۔ کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ اگر یہ قوم پھر علم جہاد لیکر کھڑی ہو گئی تو دنیا کی تاریخ بدل جائے گی۔ ؎

نکل کے صحرا سے جس نے روما کی سلطنت کو الٹ دیا تھا
سنا ہے میں نے یہ قدسیوں سے وہ شیر پھر ہوشیار ہوگا

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد

یہ لطیفہ ممکن ہے آپ نے سنا ہو کہ انسان شیر کو ایک ایسی تصویر دکھا کر

Marfat.com

اپنی عظمت کا خطبہ پڑھ رہا تھا۔ جس تصویر میں انسان شیر کی پشت پر سوار تھا۔ انسان شیر سے کہہ رہا تھا دیکھا تم نے انسان کتنا بہادر اور ذہین ہے کہ جنگل کے بادشاہ کو اپنا تابعدار بنالیا۔ شیر نے جواب دیا، دراصل اس تصویر کا مصور انسان ہے اس لیے اس نے خود کو شیر پر فائق دکھایا ہے۔ اگر اس کو شیر بناتا تو تصویر اس کے برعکس ہوتی۔

چالاک اور عیار اہل مغرب اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ اسلامی جہاد ان کی اپنی جنگی پالیسیوں سے بالکل مختلف اور الگ ایک تحریک اور انقلاب کا نام ہے، اور اس کے پس پشت مقصدیت کارفرما ہے اور اب جبکہ ساری دنیا علم کے اجالے میں آرہی ہے۔ اس کے سامنے انہیں اپنے کالے کرتوت چھپانے کے لئے کچھ تو کرنا چاہیئے۔ قزاقی، ڈاکہ زنی جیسے ایک مرحلہ میں اہل مغرب بھی جرم اور فتنہ سمجھتے ہیں۔ ساری دنیا کا نقشہ لیکر بیٹھ جائیے۔ ایشیا افریقہ، یورپ اور امریکہ کا کون ساخطہ باقی ہے جہاں اقتدار کے پجاریوں، اور دولت کے حریصوں نے ڈاکے نہ ڈالے ہوں۔ دنیا کے جس حصے میں معدنیات کی کانیں، خام پیداوار کے ذخیرے کی بو محسوس ہوئی تجارت کی منڈیوں کے بہانے اور نت نئے حیلوں بہانوں سے انہی اہل مغرب نے ان علاقوں پر دھاوا بول دیا۔ کیا اس بات کو تاریخ عالم جھٹلا سکتی ہے کہ ان بحری اور بری قزاقوں نے پوری انسانی دنیا کو حصول دولت، حصول اقتدار جیسے رذیل مقاصد کے تحت روند ڈالا۔ اگر یہ کسی علاقہ کو اپنی شکارگاہ بنانا چاہتے تو کوئی معاہدہ اور رواداری انہیں اس تک پہونچنے سے باز نہ رکھتی۔ بلکہ بعض علاقے تو محض اس جرم میں تہس نہس کر دیئے گئے کہ ان کے منصوبہ کی راہ میں واقع ہوتے تھے ——— جماعت مستشرقین نے جس منصوبہ کے تحت اسلامی علوم حاصل کئے، اور مسلمانوں کا ذخیرۂ علمی یورپ کی لائبریریوں میں جمع کیا، ان میں سے یہ بھی اہم مقصد تھا کہ عالم انسانی کی سب سے عظیم انقلابی تحریک "جہاد" کے مآخذ میں من مانے نظریات شامل کئے جائیں، مسلمانوں کے کم علم، مذہب ناآشنا طبقہ کو ارتیاب وتشکیک میں مبتلا کیا جائے، اور قوم مسلم سے جہاد کی اسپرٹ ختم کر دیا جائے، اسلامی جہاد کو نامعقول ثابت کیا جائے۔ چنانچہ مستشرقین نے سیرت اور تاریخ اسلام پر کتابیں لکھیں۔ اور بہت

Marfat.com

سارے گھناؤنے خیالات کو اسلام کی طرف منسوب کر کے اسے بدنما بنانے کی کوشش کی۔ اسلامی جہاد کو وحشت و بربریت، خلاف امن وسلامتی ثابت کیا، اور یہ تصور دینے کی کوشش کی کہ اسلام کا جہاد گویا زبردستی مسلمان بنانے کی تحریک ہے یا ایسا جذبہ ہے جو مسلمانوں کو ننگی تلوار دیکر غیر مسلموں کی گردن زدنی کے لئے چھوڑ دیتا ہے (العیاذ باللہ) علمائے حق واقف ہیں، کہ اسلام دشمن عناصر نے اتنا بڑا جھوٹ کیوں رچا؟۔ اس لئے تاکہ خود مسلمانوں کے جذبۂ جہاد کو سرد کر دیں۔ اور مسلمانوں نے جب جہاد کو ترک کر دیا تو انہیں ذلت و خواری، نکبت و شرمساری سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ ان تمام ممالک میں جہاں ان مغربیوں کی حکومت رہی اور مسلمانوں سے ان کا سابقہ پڑا، ہر جگہ اپنی چالاکی اور فہم و شعور سے کام لیکر انہوں نے مسلمانوں میں باہمی نزاعات کی دیواریں کھڑی کر دیں۔ نوع بہ نوع فرقوں کو جنم دیا، دلایا۔ اور ہر جگہ کی تاریخ کھنگالنے سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں کے جذبۂ جہاد کو سلب کرنے کے لئے کسی نہ کسی تحریک کو بھی ابھارا۔

کفار کے حامی

ہندوستان میں اس کی مثال مرزا غلام احمد قادیانی مرزائی مذہب کے بانی ہیں۔ مرزا صاحب کے علاوہ بھی کئی زر خرید فتویٰ نویس ہیں۔ چلتے چلتے فرقۂ اہلحدیث کے قلمکار مولوی محمد حسین کی کتاب "الاقتصاد فی مسائل الجہاد" سے چند نادر نمونے حاضر خدمت کرتا ہوں۔ کتاب کے سرنامہ ہی پر لکھا ہے۔

پنجاب کے نامور رہر دلعزیز لفٹننٹ گورنر سر چارلس ایچیس صاحب بہادر کے سی، ایس، آئی وغیرہ وغیرہ نے اپنے نام نامی سے اس کا ڈیڈیکٹ ہونا منظور فرمایا۔"
آگے کیا کیا ہوگا خود اندازہ لگائیے کہ میں مختصراً محض اقتباسات پر اکتفا کروں گا۔

"اسلام اور ایمان کا کمال اور مسلمانوں کی نجات جہاد پر موقوف و منحصر نہیں مسلمانوں کو اگر دین سے روک نہ ہو تو صرف عبادت سے ان کی نجات و کمال متصور ہے لہٰذا اقوام غیر کا مسلمانوں کی نسبت یہ گمان کہ جو ان میں ایکا اور مذہب کا سچا ہوگا وہ اپنے مخالفین مذہب سے جہاد کرنے کا ضرور ارادہ رکھتا ہوگا۔ محض غلط و بہتان ہے جو مذہب اسلام سے ناواقفی پر مبنی ہے ۱۵"

موصوف کی پوری کتاب اس محور پر گھومتی ہے کہ جہاد حکومت برطانیہ کے امن پسندوں سے، جو ہندوستان میں راج کر رہے ہیں حرام و ناجائز ہے۔ اور موجودہ دور میں دنیا بھر کے مسلمانوں میں شرائط جہاد مفقود ہیں وغیرہ وغیرہ

"ملک ہندوستان باوجودیکہ عیسائی سلطنت کے قبضہ میں ہے۔ دارالاسلام ہے" اس پر کسی بادشاہ عرب کو، خواہ عجم کا مہدی سوڈان ہو، یا خود حضرت سلطان شاہ ایران ہو، خواہ امیر خراسان مذہبی لڑائی و چڑھائی کرنا جائز نہیں ہے[۱۲]

آگے چل کر مجاہدین آزادیٔ ہند کے خلاف انگریزوں کا حق نمک ادا کرتے ہوئے لکھتے ہیں "مفسدہ ۱۸۵۷ء میں جو مسلمان شریک ہوئے تھے، وہ سخت گنہ گار اور بحکم قرآن و حدیث وہ مفسد و باغی بدکردار تھے۔ اکثران میں عوام کالانعام تھے، بعض جو خواص و علما کہلاتے تھے وہ بھی اصل علوم دین (قرآن و حدیث) سے بے بہرہ تھے یا نافہم و بے سمجھ۔ باخبر و سمجھدار علما اس میں ہرگز شریک نہیں ہوئے۔ اور نہ اس فتویٰ پر جو اس غدر کو جہاد بنانے کے لئے مفسد لئے پھرتے تھے۔ انہوں نے خوشی سے دستخط کئے۔ اس کی تفصیل ہم اشاعۃ السنۃ نمبر ۱ جلد ۸ میں کر چکے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی جو قرآن و حدیث سے باخبر اور اس کے پابند تھے اپنے ملک ہندوستان میں انگریزوں سے نہیں لڑے، اور نہ اس ملک کی ریاستوں سے لڑے ہیں۔ اس ملک سے باہر ہو کر قوم سکھوں سے لڑے۔ اس کی تفصیل بھی آنریبل سید احمد خاں صاحب سی ایس آئی کے رسالہ جواب رسالہ ڈاکٹر ہنٹر سے اشاعۃ السنۃ نمبر ۱ جلد ۸ میں گزر چکی ہے[۱۲]

رسالہ کے آخر میں اپنے آقایان نعمت کو مخاطب کر کے مولوی محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ لکھتے ہیں۔

"ہم علمائے مذاہب غیر (عیسائی انگریز) سے جو اسلام کی نسبت ایسے خیالات ظاہر فرما چکے ہیں، بکمال ادب و اخلاص درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس حصۂ رسالہ کو غور و انصاف سے ملاحظہ فرما دیں۔ پھر اگر اس کو حق و راستی پر مبنی پائیں تو اسکی

تصدیق و تسلیم سے ہم کو اپنا ممنون بنا دیں، اور اگر اس میں کوئی غلطی پا دیں تو ہم کو اس پر آگاہ کریں"۔ فقط ۱۸ ؎

اسی طرح تو مرزائے قادیان نے بھی کفار کی غلامی کرنے کا حق ادا کر دیا۔ لگے ہاتھوں آنجناب کی کارستانیوں میں سے چند ایک ملاحظہ کر لیجئے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

گورنمنٹ تحقیق کرے کہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ہزاروں مسلمانوں نے جو مجھے کافر قرار دیا اور مجھے اور میری جماعت کو جو ایک گروہ کثیر پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہے ہر ایک طور کی بدگوئی اور بداندیشی سے ایذا دینا اپنا فرض سمجھا اس تکفیر اور ایذا کا مخفی سبب یہ ہے کہ ان نادان مسلمانوں کے پوشیدہ خیالات کے برخلاف دل و جان سے گورنمنٹ انگلشیہ کی شکرگذاری کے لئے ہزارہا اشتہارات شائع کئے گئے۔ اور ایسی کتابیں بلاد عرب و شام وغیرہ تک پہنچائی گئیں۔ یہ باتیں بے ثبوت نہیں، اگر گورنمنٹ توجہ فرمادے تو نہایت بدیہی ثبوت میرے پاس ہیں۔ میں زور سے کہتا ہوں، اور میں دعوے سے گورنمنٹ کی خدمت میں اعلان دیتا ہوں کہ باعتبار مذہبی اصول کے تمام فرقوں میں سے گورنمنٹ کا اول درجہ کا وفادار اور جانثار یہی نیا فرقہ ہے جس کے اصولوں میں سے کوئی اصول گورنمنٹ کے لئے خطرناک نہیں ۱۹ ؎

آگے چل کر اسی میں لکھا ہے۔

اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیوں کہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے ۲۰ ؎

مرزائے قادیانی اور محمد حسین جیسے بہت سارے اپنے زرخرید غلاموں کے ذریعہ دشمنانِ اسلام نے مسلمانوں کی صفوں میں رخنے ڈال کر، ایک مجاہد قوم کو بزدلی کا سبق سکھایا۔ دوسری طرف فاسد کتابوں اور لٹریچرز کے ذریعہ ہماری تاریخ روشن کو مسخ کر ڈالا۔ مسلمان جو حقیقتاً دنیا میں بین الاقوامی انقلابی جماعت تھی لیڈروں کا گروہ، اور جہاد اسلامی

Marfat.com

جو دراصل انقلابی جدوجہد (Revolutionary struggle) تھی، خون آشام جنگ جو بنا دیا گیا۔

اسلام دشمن عناصر کا غلط پروپیگنڈہ

پورے غیر اسلامی ماحول اور عیسائی یہودی اشتراکی اور ہندو دنیا میں اسلامی جہاد کا تعارف اور تعریف بہت غلط انداز میں توڑ موڑ کر ہوئی ہے مستشرقین کی کاوشوں۔ اور متعصب قلم کاروں کی مساعی کے نتیجہ میں اہل مغرب تو عام طور پر مسلمان قوم کو ایک لٹیری اور خونخوار قوم سمجھ بیٹھے تھے۔ رفتہ رفتہ دنیا کا فاصلہ کم ہونے کے باعث اب ان مزعومات کی خاصی تردید ہو رہی ہے۔ اس بات کا بار بار ہم اعادہ ضروری سمجھتے ہیں۔ اور ہمیں اس اعتراف میں کوئی تامل نہیں کہ قرون اولیٰ میں اسلام اپنی جس حقیقی شکل میں رائج تھا، بعد کے زمانوں میں اس طرح نہیں رہا۔ مگر اسلام اور عیسائیت اس لحاظ سے اس باب میں زمین و آسمان کا فرق رکھتے ہیں کہ دین عیسوی گیا تو اپنے ہمراہ اپنے خدوخال، نقوش و ہدایات سب سمیٹتا گیا۔ حتیٰ کہ صحیفۂ عیسوی تک قطعاً ظنی و تخمینی رہ گیا۔

اور اسلام کا حال یہ ہے کہ نفاذ اسلام کے ذمہ دار افراد خلفاء و سلاطین اگرچہ خلفائے راشدین جیسے نہ رہے مگر اسلامی قوانین کے اصول و فروع بعینہٖ موجود رہے۔ صفین و جمل کے حادثات کے ساتھ ساتھ کتابت قرآن، تدوین حدیث، تحقیق شرعی، اور اجتہاد دینی کے زبردست کام ہوتے رہے۔ اور اسلامیات و ایمانیات کے سارے ماخذ مرتب و مدون ہوتے رہے اور مسلمانوں میں دور اول سے تا ہنوز ایسے علماء اور اہل حق پائے جاتے ہیں جنہوں نے حقیقی اسلام کو سینہ بہ سینہ محفوظ رکھا۔ اور ہم آج بھی اپنے دین اور شریعت کے آئینۂ روشن میں ہر انسانی احتیاج کا حل موجود پا سکتے ہیں۔

سایۂ رحمت

اسلامی جہاد خونریزی و غارت گری کی کوئی منظم اسکیم نہیں ہے۔ بلکہ ساری دنیا کو دنیا کے خالق و مالک کے اقتدار اعلیٰ کے تحت لانے کی عظیم الشان تحریک اور جدوجہد کا نام ہے۔ غیر اللہ کی بندگی کا قلادہ اتار کر صرف اللہ کی بندگی فرد سے جمعیت تک، خانگی معاملات سے امور سلطنت تک ہر ایک جگہ قوانین الٰہیہ کے نفاذ

Marfat.com

کا نام ہے ۔ دنیا کے تمام غیر خدائی قوانین چونکہ انسانوں کے خود ساختہ ہیں ۔ اس لئے انکے ذریعہ انسان انسان کی چیرہ دستیوں سے محفوظ و مامون نہیں رہ سکتا ۔ ہر بڑی مچھلی چھوٹی کو نگل جانے کی فکر میں رہتی ہے ۔ دنیا میں اقتدار اور حکومت وسلطنت حاصل کر لینے والے جب اللہ کے قوانین کی پابندیوں سے آزاد ہوتے ہیں تو ان کا یہ حال ہوتا ہے کہ ظلم و عدوان ان کا شیوہ بن جاتا ہے ، جور و ستم ان کی سرشت ہو جاتی ہے ۔ ایسے سارے نظام ہائے ملکی و سماجی کو ختم کر کے محض خدا کا قانون نافذ کرنے کرانے کی کوششوں کو جہاد کہتے ہیں ۔

ارشاد رب العالمین ہے ۔

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ ۝ ۲۱

اور ان سے یہاں تک قتال کرو کہ فتنہ و فساد باقی نہ رہے اور اللہ تعالیٰ کا دین غالب ہو جائے پھر اس کے بعد وہ باز آجائیں تو ان کے اوپر زیادتی نہ کرو ، ہاں ظالموں پر زیادتی گناہ نہیں ۔

نظام اسلام کو نافذ کرنے والی تحریکوں کو دبانا ، اور جو لوگ اسلام کے حقیقی بہی خواہ ہیں انہیں کمزور کرنا عظیم فتنہ ہے ۔ صالحین کی زندگیوں سے دنیا میں صالحیت کا فروغ ہوتا ہے ، اور بدکاروں کی ترقی سے بدکاریاں پھیلتی ہیں ۔ لہٰذا ہر وہ رکاوٹ جو اسلامی نظام اور نظام مصطفےٰ کے نفاذ میں رکاوٹ بنے وہ فتنہ ہے ، اور فتنہ قتل سے زیادہ شدید ہے ۔

الفتنۃ اکبر من القتل ۝ ۲۲

اور فتنہ قتل سے بڑا جرم ہے

ان تمام رکاوٹوں کو جو عالم پر رحمت ربانی کی بارش میں رکاوٹ بن رہی ہیں ، دور کرنا مسلمانان عالم کا اہم ذمہ ہے ۔

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ ۲۳

اللہ کی راہ میں جہاد کرو ، اور جان لو کہ اللہ خوب سننے والا جاننے والا ہے ۔

جو لوگ رحمت خداوندی کے امیدوار ہیں ، ان کی صفات میں جہاد بھی ہے ۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا ، یہی لوگ

Marfat.com

اُولٰئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۲۴ — ہیں، اللہ کی رحمت کے امیدوار اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

جہاد کی فرضیت قرآن مجید کی جس آیت سے ثابت ہے، وہ یہ ہے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۲۵ — تم پر لڑائی فرض کی گئی اور وہ تم کو بری لگتی ہے ممکن ہے کہ ایک چیز تمہیں بری لگے اور تمہارے لئے بہتر ہو، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں بھلی معلوم ہو اور وہ تمہارے لئے نقصان دہ ہو، یہ اللہ تعالےٰ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔

ایمان باللہ، ایمان بالرسول، سزا وجزا، حشر وقیامت وغیرہ ایمانیات میں کامل ہو کر قرآنی مشعل بردار جب دنیا کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں نکلتا ہے تو کفر وطغیان اس سے لرزہ براندام ہونے لگتے ہیں۔ ایسے اہل ایمان رحمٰن وقرآن کے مطلوب ہیں۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۲۶ — تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں، بھلائی کا حکم دیتے ہو، برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

ترمذی کی حدیث میں ہے، رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ اور اللہ تعالےٰ کا دست رحمت جماعت پر ہے۔ جو جماعت سے جدا ہوا جہنم میں گیا۔

گویا مسلم قوم دنیا میں ہدایت کی شمع لیکر، دنیا کو ضلالت وگمراہی سے نکال کر خدائے واحد کے سچے دین، دین اسلام کی رحمت بھری چھاؤں میں لانے والی ہے۔

دعوت حق کے لئے جہاد اب قیامت تک جاری رہے گا، حاکم اسلام چاہے فاسق وفاجر کیوں نہ ہو، جہاد اس کے دور میں بھی منسوخ نہیں ہو سکتا، خوش دلی سے یا دل پر بار سمجھ کر چاہے جیسے ہو جہاد جاری وساری رہے گا۔

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا — کوچ کرو ہلکی جان سے چاہے بھاری دل سے (خوشی

بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۴۱ (سے یا گرانی سے) اور اللہ کی راہ میں لڑو اپنے مال اور جان سے یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو،

انسانی زندگی میں خوف وہراس بہت سے اہم امور سے باز رکھتا ہے۔ مگر راہ حق میں جہاد کرنے والوں کو رب کائنات نے اس راز کا محرم بنا دیا ہے کہ خدا کا خوف رکھنے والا دنیا کی کسی طاقت سے نہیں ڈرتا۔ یہ ایمان کامل کی نشانی ہے۔

فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝۲۸ تو ان سے نہ ڈرو، اور مجھ سے ڈرو، اگر ایمان رکھتے ہو۔

اور جہاد فی سبیل اللہ میں نکلنے والوں کی اعانت اور مدد پروردگار عالم کی جانب سے کی جاتی ہے۔ کفار ومشرکین اور اسلام دشمن طاقتیں بظاہر ان کے پاس دنیا کے سارے وسائل موجود ہوتے ہیں۔ مگر چونکہ ان کے ساتھ خالق کل کی مدد شامل حال نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ اہل ایمان کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔ اور کمزور ناتواں طبقۂ اہل اسلام باوجودیکہ مادی وسائل سے خالی ہو سچے ایمان کی قوت کے سبب اس کے ساتھ قادر وقیوم کی مدد ہوتی ہے۔ اس لئے اسے کس کا خوف اور کس سے ڈر؟۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِیْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝۲۹ یہ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ مومنوں کا مددگار ہے اور کفار کا کوئی مددگار نہیں۔

جہاد کیوں؟ جہاد کی لغوی اور شرعی توضیحات کے بعد اب یہ بتانا باقی نہیں رہ جاتا کہ اسلام میں جہاد کیوں ضروری ہے۔ اب اس کے بعد بھی کسی کا یہ سوال کرنا کہ جہاد کی کیا ضرورت ہے، گویا یہ کہا جائے کہ بیماروں کو علاج کی کیا ضرورت ہے، کاشت کی زمینوں کو پانی کی کیا ضرورت ہے، صحت مند انسان کو غذا کی کیا ضرورت ہے وغیرہ وغیرہ ....

آج مادی وسائل سے لبریز دنیا شر وفساد کی غلاظت کی جانب بہت تیزی سے بڑھتی جارہی ہے۔ ایمان کی روشنی مدھم پڑ رہی ہے۔ کفر کی تاریکیاں تیز سے تیز تر ہو رہی ہیں۔ ایسے ماحول میں بھٹکتی ہوئی انسانیت کو خدا کی راہ کون بتائے گا۔ اسلام اور صرف اسلام، اور اس کا ذریعہ ہے جہاد۔

شرم و حیا، کے پاکیزہ الفاظ آج صرف مقدس کتابوں میں باقی رہ گئے ہیں۔ انسان بیحیائی جاسوزی، ننگے پن، اور فحشا، و منکر کی دلدل میں دھنسا چلا جارہا ہے، اسے اس ہلاکت خیزی کون بچاسکتا ہے اسلام اور صرف اسلام، اور اس کا راستہ جہاد ہے۔

دنیا میں کمیونزم، سوشلزم وغیرہ نظامہائے ملکی اسلامی اقدار کو پامال کر رہے ہیں، ملکوں کی تقسیم جغرافیائی لحاظ سے الگ الگ قومیتوں کو جنم دے رہی ہے۔ اس عالمی عذاب کو ٹالنے کی طاقت اسلام کے سوا کس کے اندر ہے۔ اٹل، غیر مبدل، الہٰی نظام صرف اسلام کے پاس ہے جسے رائج کرنے کی جد و جہد کا نام جہاد ہے۔ اور یہ ذمہ دنیا بھر کے اہل اسلام کا ہے گویا ایک مومن کی نگاہ جس گوشۂ حیات پر پڑتی ہے وہ جہاد کی دعوت بن کر سامنے آتا ہے ـــ ضرورت ہے کہ اے اہل حق! ع نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری

یہ ہیں وہ لازمی ضرورتیں جو جہاد کو لازم قرار دیتی ہیں۔ اگر دنیا کو شر و فساد کی جانب بڑھتے دیکھ کر بھی ملت مسلمہ اپنا فرض ادا نہیں کرتی تو گویا اس نے اپنی مسؤلیت سے روگردانی کی اپنے ذمہ کو اتار پھینکا، پھر اسے اجتماعی وبال کا سامنا کرنا ہوگا۔ حاکم مطلق کا فیصلہ اٹل ہے۔

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً ۳۰ — اس فتنے سے بچو جس کا اثر محض ظالموں ہی تک محدود نہیں رہے گا۔

جہاد اس لئے ضروری ہے کہ معمورۂ عالم میں عدل و انصاف الہٰی بنیادوں پر قائم ہو، انسانوں کو خالق انسانیت کی مرضی کے مطابق حقوق و مراعات نصیب ہوں۔ جہاد اسلامی نہ ہو، تو یہ مقاصد کیوں کر حاصل ہوسکتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ دنیائے اسلام اپنے اس فریضہ سے غافل ہو اور ساری دنیا فتنہ و فساد کی آماجگاہ بن جائے۔

الا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض و فساد کبیر ۳۱ — اگر تم نے یہ نہ کیا، تو زمین میں فتنہ و فساد پھیل جائے گا۔

شیخ سعدی نے فرمایا ہے کہ نہر کے بندھ میں چھوٹا سا سوراخ ہو تو اسے فوراً آسانی سے بند کیا جاسکتا ہے اور اگر اس سے غفلت ہوئی تو ایک ایسا وقت آئے گا کہ وہ بڑھ کر آبادی کی آبادی بہالے جائے گا۔

Marfat.com

اٹھ کہ خورشید کا سامان سفر پیدا کریں
نفس سوختۂ شام و سحر پیدا کریں

اسلامی جہاد اور عام جنگوں کا فرق

عام انداز میں آج کی دنیا کو یہ باور کرانا آسان نہیں ہے کہ اسلامی جہاد سراپا رحمت و برکت اور فلاح انسانیت کے پیش نظر ہے۔ اور دوسری دنیا کی تمام جنگوں اور لڑائیوں سے اس کو دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

مثلاً (۱) اسلامی جہاد (حرب) قوانین الٰہیہ کے نفاذ کی مستحکم اسکیم کا ایک جزء ہے، جو بلند ترین نصب العین ہے۔

(۲) اسلامی جہاد کا نتیجہ، عدل و انصاف کا فروغ، مساوات و اخوت کی ترقی، ہمدردی و رواداری کی بنیادیں مضبوط کرنا، اور صالح تہذیب و تمدن کی بنا ڈالنا ہے۔

(۳) اسلامی جہاد کے تمام قوانین احترام انسانیت، شر و فساد کے خاتمہ، احتیاط تقویٰ اور خدا ترسی کی بنیادوں پر خدائی ہدایات کے مطابق مقرر ہیں۔ خاص حالت جہاد میں بھی اسلام نے اہل اسلام پر اپنے جذبات سے مغلوب ہو کر نہیں، خدائی اصولوں کے دائرے میں رہ کر قدم اٹھانے کا حکم دیا ہے

(۱) دوسری جنگوں کا مقصد ملک گیری، حصول دولت، اپنی برتری اور تفوق، اور غلام سازی کے سوا کچھ نہیں۔

(۲) دیگر لڑائیوں کے نتائج تباہی و بربادی، خونریزی فاتح کے شکنجے میں مفتوح کی زندگیوں کا اجیرن ہونا، لوٹ کھسوٹ، مفتوح علاقے کی ساری دولت فاتح کی ذاتی ملکیت بن جانا وغیرہ۔

(۳) دیگر جنگوں کے تمام قوانین محاربین کی من مانی چالوں، غلبہ اور کامیابی کے لئے ہر ممکن ذرائع کے استعمال اور انتقام و اشتعال کی آگ میں کود کر سب کچھ کر گذرنے کے نام ہیں جن کا خمیازہ صدیاں گذرنے تک نسل انسانی اور خطۂ زمین بھگتتے رہتے ہیں۔ ویتنام کا علاقہ اس کی زندہ مثال ہے۔

اس پورے حصۂ مضمون میں یہی عنوان ہمارے موضوع سے بلا واسطہ تعلق رکھتا ہے اس لئے ہم اپنے انصاف پسند قارئین کے سامنے ذرا تفصیل سے رکھیں گے۔

Marfat.com

جہاد کی احتیاطیں

اسلامی جہاد کن اصولوں کا پابند ہے۔ اس بارے میں سب سے پہلے ہم قرآن وحدیث سے بنیادی احکام پیش کرتے ہیں۔

دشمن کو سزا اتنی ہی دی جائے جتنی زیادتی اس نے کی یا اسے معاف کر دیا جائے تو اور بہتر ہے۔

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَیْرٌ لِّلصّٰبِرِیْنَ ۳۲؎

اور اگر تم سزا دو تو ایسی ہی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف پہونچائی تھی، اور اگر تم صبر کرو، تو بیشک صبر والوں کو صبر سب سے اچھا ہے۔

محض مخالفت اور عناد کی بنیاد پر عدل وانصاف کا دامن ہاتھ سے ہرگز نہ چھوڑا جائے

وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۳۳؎

اور تم کو کسی قوم کی عداوت اس پر نہ ابھارے کہ انصاف نہ کرو، انصاف کرو، وہ پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو، بیشک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

جہاد کفر ونفاق، بے اعتدالی وتعدی، ظلم وبربریت کے خاتمہ کی تحریک ہے۔ مجاہد جس تحریک کو لیکر آگے بڑھتا ہے اس کی خلوص کاری میں کسی انسان کی ذاتی یا قومی مخالفت کا جذبہ نہیں ہوتا۔ اس کی عملی تمثیل میں سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا واقعہ روشن دلیل ہے۔

جہاد کے دوران ایک شخص آپ کا مقابل ہوا، تھوڑی دیر کی آویزش کے بعد آپ نے اسے زمین پر گرا دیا، اب تلوار سے اس کا کام تمام کرنے بڑھے تو اس نے آپ کے منہ پر تھوک دیا اس کی اس حرکت سے بجائے اس کے کہ آپ اور غضب ناک ہوکر اسے مار ڈالتے آپ نے اس سے ہاتھ کھینچ لیا، وہ یہ دیکھ کر ششدر رہ گیا، پوچھا آپ نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟ آپ نے فرمایا میں تجھے دشمن خدا ورسول سمجھ کر پچھاڑا تھا، اور قتل کرنا چاہتا تھا۔ مگر جب تو نے میرے اوپر تھوکا، تو اب اگر میں تجھے قتل کر دوں تو اس میں میرا ذاتی عناد شامل ہو جائیگا

Marfat.com

اس وبال سے خود کو بچانے کے لئے میں نے تجھ سے ہاتھ کھینچ لیا۔

ابوداؤد اور ابن ماجہ رباح بن ربیع سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا۔

كنا مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في غزوة فرأى الناس مجتمعين على شئ فبعث رجلا فقال انظر ما اجتمع هؤلاء فجاء فقال على امرأة قتيل فقال ما كانت هذه لتقاتل وعلى المقدمة خالد بن الوليد فبعث رجلا فقال قل لخالد لا تقتلن امرأة ولا عسيفا [۳۴]

ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے۔ حضور نے لوگوں کو کسی چیز پر اکٹھا دیکھا تو ایک شخص کو بھیجا تاکہ دیکھے کہ لوگ کیوں جمع ہیں۔ اس نے آکر بتایا کہ لوگ ایک مقتول عورت کے گرد جمع ہیں تو آپ نے فرمایا یہ جنگ تو نہیں کر رہی تھی خالد بن ولید اس لشکر کے امیر تھے حضور نے انہیں ایک شخص کے ذریعہ یہ حکم دیا کہ خالد سے کہہ دو کسی عورت اور مزدور کو نہ قتل کیا جائے۔

صحیحین میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں۔

وجدت امرأة مقتولة في بعض مغازي النبي صلى الله عليه وآله وسلم فنهى عن قتل النساء والصبيان [۳۵]

غزوات نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے کسی میں ایک مقتول عورت پائی گئی تو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے ممانعت کا حکم فرمایا۔

اسی طرح ابوداؤد میں حضرت انس کی مروی حدیث کا ایک حصہ یہ بھی ہے۔

...... ولا تقتلوا شيخا فانيا ولا طفلا صغيرا ولا امرأة [۳۶]

...... اور بہت بوڑھے کو، اور نہ بچے کو اور نہ عورت کو،

حضرت بریدہ سے مسلم میں روایت ہے، فرماتے ہیں۔

كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اذا امر اميرا قال لا تقتلوا وليدا [۳۷]

رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم جب کسی کو امیر لشکر بناتے تو اس سے فرماتے کہ بچے کو نہ قتل کرے،

Marfat.com

نیل الاوطار میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لا تقتلوا الولدان ولا اصحاب الصوامع

بیشک نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا نہ قتل کرو بچوں کو، اور گوشہ نشین اصحاب صومعہ کو،

ابو داؤد و ترمذی عصام مزنی سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ

بعثنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فی سریۃ فقال اذا رأیتم مسجدا او سمعتم مؤذنا فلا تقتلوا احدا ۳۸؎

رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ہمیں ایک مرتبہ ایک سریہ میں بھیجا تو فرمایا جہاں کوئی مسجد دیکھو یا موذن کی آواز سنو، وہاں کسی کو نہ مارو،

عین حالت جنگ میں ان باتوں کا لحاظ کون کر سکتا ہے؟ سوائے اس کے جو انسانیت کا سچا بہی خواہ، بنی نوع آدم کا اخلاص مند، اور اہل عالم کی فلاح و بہبود کا مبلغ ہو۔ ان ہی تمام آیات و احادیث کی بنیادوں پر اسلامی جہاد کے قوانین کی دیواریں استوار ہیں۔ اسلام ایسا مستحکم اور مضبوط نظام ہے جو کسی کو بھی حد سے تجاوز کرنے کی کبھی اجازت نہیں دیتا۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۳۹؎ حد سے تجاوز کرنے والوں کو اللہ پسند نہیں فرماتا

دشمنانِ اسلام سے عین معرکہ کی حالت میں بھی وہ آوازہ مجاہدین کے کانوں میں گونجتا رہتا ہے، جو حضور نے فتح مکہ کے موقع پر بلند فرمایا تھا۔

- صرف اسی سے مقابلہ کیا جائے جو خود جنگ کی نیت سے آئے۔
- حرم میں خونریزی سے باز رہا جائے (اگرچہ اس روز خدا نے اپنے رسول کے لئے وہاں جہاد کی حِلّت عطا فرمادی تھی)
- جو شخص کعبے کی حدود میں داخل ہو جائے وہ ہماری پناہ میں ہے۔
- جو ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ پناہ میں ہے۔
- جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرلے وہ پناہ میں ہے۔
- جو بھاگ جائے اس کا تعاقب نہ کیا جائے۔

◐ جو ہتھیار پھینک دے اس کا تعاقب نہ کیا جائے ۔
◐ زخمی اور قیدی قتل نہ کئے جائیں ، (محض چند اشتہاری مجرم ایسے تھے جو ان قوانین سے مستثنیٰ تھے)

عام معرکۂ کارزار کے دوران یہ قوانین بھی ملحوظ رکھے جاتے تھے ۔

◐ بدعہدی اور خیانت نہ ہو ،
◐ لاشوں کو مثلہ نہ کیا جائے ،
◐ پھلدار درختوں کو کاٹ کر یا جلا کر برباد نہ کیا جائے ،
◐ آبادی کے غیر محاربین کو نہ چھیڑا جائے ۔

خطبۂ فتح فتح مکہ کے روز محسن انسانیت سیّدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ایک خطبۂ فتح ارشاد فرمایا تھا ، جو اسلامی جہاد کی بنیادی مقصدیت کو اجاگر کرتا ہے ۔

لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ صدق وعدہ و نصر عبدہ ھزم الاحزاب وحدہ الا کل ماثرۃ او دم او مال یدعیٰ فھو تحت قدمی ھاتین الا سدانۃ البیت وسقایۃ الحاج ...... یا معشر قریش ! ان اللّٰہ قد اذھب عنکم نخوۃ الجاھلیۃ و تعظمھا بالاٰباء الناس من اٰدم واٰدم من تراب ۔

اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے ، وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے ، اس نے اپنا وعدہ سچا کیا ، اور اپنے بندے کی مدد کی اور تمام جتھوں کو تنہا چھوڑ دیا ، خبردار ! ہر قسم کا مطالبہ خواہ وہ خون کا ہو یا مال کا ، میرے پاؤں کے نیچے ہے (یعنی منسوخ ہوا) البتہ بیت اللہ کی تولیت ، اور دربانی اور حاجیوں کو پانی پلانے کے مناصب مستثنیٰ ہیں ۔ اے گروہ قریش ! آج کے دن اللہ نے تم سے جاہلیت کا غرور چھین لیا ____ اور آباء واجداد پر بڑائی ختم کردی ، کل بنی نوع انسان آدم کی نسل سے ہیں اور آدم کی تخلیق مٹی سے تھی

اس کے بعد حضور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی ۔

Marfat.com

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۚ

لوگو! ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا، اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کی شناخت کرو، بیشک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔ بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔

دور نبوی میں جہاد اور اس کی برکات

ساری دنیا کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنانے کا نظام برپا کرنے والے

رسول رحمت حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کل غزوات جو فرمائے اور صحابۂ کرام کی جماعت کو ساتھ لے کر جہاد اسلامی کے لئے قائدانہ نکلے، ان کی تعداد ۲۷ ہے ان کے علاوہ جن مہمات میں حضور نے کسی کو سپہ سالار بنا کر روانہ فرمایا ان کو سرایا کہتے ہیں انکی تعداد تقریباً ۶۰ ہے۔ ذیل میں ہم ایک نقشہ پیش کرتے ہیں، جن سے معلوم ہوگا کہ کون سا غزوہ کہاں، کب، کتنی تعداد مجاہدین کے ساتھ، کس کے مقابلہ میں ہوا۔

نمبر شمار	نام غزوہ	تعداد مجاہدین	تاریخ و سنہ ہجری	تاریخ و سنہ عیسوی	بمقابلہ
۱	ابواء	۷۰	صفر سنہ ۲ھ	اگست سنہ ۶۲۳ء	انسداد قافلۂ قریش
۲	بواط	۲۰۰	ربیع الآخر سنہ ۲ھ	اکتوبر سنہ ۶۲۳ء	انسداد قافلۂ قریش
۳	سفوان	۷۰	ربیع الآخر سنہ ۲ھ	اکتوبر سنہ ۶۲۳ء	تعاقب کرز بن جابر ڈاکو
۴	ذوالعشیرہ	۱۵۰	جمادی الاولیٰ سنہ ۲ھ	نومبر سنہ ۶۲۳ء	بطلئے معاہدہ قبائل بنو ع
۵	بدر الکبریٰ	۳۱۳	۱۲، ۱۷ رمضان سنہ ۲ھ	۸، ۱۳ مارچ سنہ ۶۲۴ء	کفار قریش ایک ہزار
۶	بنو قینقاع		۱۵ شوال سنہ ۲ھ	۱۰ اپریل سنہ ۶۲۴ء	قبائل یہود
۷	السویق	۲۰۰	۵ ذوالحجہ سنہ ۲ھ	۲۹ مئی سنہ ۶۲۴ء	تعاقب صخر بن حرب اموی
۸	بنو سلیم، ذی امر	۲۰۰	محرم سنہ ۳ھ	جون سنہ ۶۲۴ء	قبیلہ بنو سلیم یا غطفان
۹	غطفان انمار	۴۵۰ سوار	جمادی الاولیٰ سنہ ۳ھ	اکتوبر، نومبر سنہ ۶۲۵ء	بنو ثعلبہ بنو محارب

Marfat.com

۱۰	اُحُد	۶۰۰	۶ر شوال ۳ھ	۲۲ر مارچ ۶۲۵ء	مدینہ سے تین میل دور کفار عرب
۱۱	حمراء الاسد	۵۴۰	۷ر شوال ۳ھ		احد کے دوسرے دن تعاقب
۱۲	بنو نضیر		ربیع الاول ۴ھ		یہود کا تعاقب
۱۳	بدر اخریٰ	۱۵۱۰	ذوالقعدہ ۴ھ	اپریل ۶۲۶ء	انسداد قبیلۂ کفار قریش
۱۴	دومۃ الجندل	۱۰۰۰	۲۵ر ربیع الاول ۵ھ	۲۴ر اگست ۶۲۶ء	مختلف قبائل کفار عرب
۱۵	مریسیع		۲ر شعبان ۵ھ	۲۸ر دسمبر ۶۲۶ء	انسداد بنو مصطلق
۱۶	خندق (احزاب)	۳۰۰۰	۸ر ذوالقعدہ ۵ھ	۳۱ر مارچ ۶۲۷ء	کفار قریش و قبائل یہود
۱۷	بنو قریظہ		ذوالحجہ ۵ھ		یہودی قبیلۂ بنی قریظہ
۱۸	بنی لحیان	۲۰۰ سوار	۱ر ربیع الاول ۶ھ	۲۱ر جولائی ۶۲۷ء	اہل رجیع قاتلین مبلغین اسلام
۱۹	ذی قرد (غابہ)	۵۰۰	ربیع الثانی ۶ھ		ڈاکوؤں کے خلاف
۲۰	حدیبیہ	۱۴۰۰	۱ر ذوالقعدہ ۶ھ	۱۳ر مارچ ۶۲۸ء	قریش مکہ مانعین عمرہ
۲۱	خیبر	۱۴۲۰	محرم ۷ھ		قبائل یہود
۲۲	وادی القریٰ	۳۸۲	محرم ۷ھ		یہودی قبائل
۲۳	ذات الرقاع	۴۰۰	۱۰ر محرم ھ		مختلف قبائل
۲۴	فتح مکہ	۱۰۰۰۰	۱۰ر رمضان ۸ھ	۱ر جنوری ۶۳۰ء	قریش
۲۵	حنین	۱۲۰۰۰	شوال ۸ھ	جنوری فروری ۶۳۰ء	مختلف قبائل
۲۶	طائف	۱۲۰۰۰	شوال ۸ھ	فروری ۶۳۰ء	مختلف قبائل
۲۷	تبوک	۳۰۰۰۰	رجب ۹ھ	نومبر ۶۳۰ء	قیصر روم کی افواج

یہ تمام غزوات و سرایا ۲ھ / ۶۲۴ء سے ۹ھ / ۶۳۱ء تک آٹھ سال کے اندر ہوئے۔ جن میں کل ۹۱۸ آدمیوں کی جانیں گئیں۔ کفار و مشرکین کے ۶۵۶۵ آدمی جنگی قیدی بنائے گئے۔ ان میں سے ۶۳۴۷ قیدیوں کو حضور رحمۃ للعالمین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے آزاد فرمایا۔ یہ ہے جہاد اسلامی کے اولین دور کا خاکہ جو دنیا کی نگاہوں کے سامنے

Marfat.com

آفتاب کی طرح روشن ہے، دنیا میں اسلامی انقلاب رونما کرنے کے لیے اس انقلاب کے بانی کے دم سے دنیا کو جو فوائد نصیب ہوئے اور انسانیت جن اقدار سے مالا مال ہوئی وہ بھی پیش نظر رہے۔

ترقی یافتہ دنیا کے کارنامے

اور اس کے برخلاف دنیا میں اسلامی جہاد کو غارتگری لٹیراپن اور دہشت گردی کا نام دینے والوں کے کارناموں کا بھی ایک سرسری جائزہ لیتے چلئے، تاکہ اپنے کو مہذب اور اہل تہذیب کو غیر مہذب گردانے والوں کی وحشت و درندگی اور محض اپنے حصول اقتدار، حصول دولت اور بے بنیاد پاسداری کی بنیاد پر دنیا کو خون و آہن کے الاؤ میں ڈھکیلنے والے لوگوں نے آہیں آنسو، خاک، خون، ویرانے الاؤ، ہلاکت و بربادی کے سوا دنیا کو کیا دیا؟ بھی واضح ہو جائے ہم یہاں اب مختصراً پہلی جنگ عظیم کے جانی نقصانات اور دوسری جنگ عظیم کی ہلاکت خیزیوں کی لسٹ قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ ان اعداد و شمار میں قیدی اور زخمی انسانوں کا حساب نہیں ہے۔ جس زمانے میں یہ فہرست شائع کی گئی تھی اس کے بعد بھی بعض مقامات پر جنگ جاری رہی۔

جنگ عظیم اول

نام ملک	تعداد لفظوں میں	تعداد مقتولین و ہلوکین ہندسوں میں
روس	سترہ لاکھ	۱۷۰۰۰۰۰
جرمنی	سولہ لاکھ	۱۶۰۰۰۰۰
فرانس	تیرہ لاکھ ستر ہزار	۱۳۷۰۰۰۰
اٹلی	چار لاکھ ساٹھ ہزار	۴۶۰۰۰۰
آسٹریا	آٹھ لاکھ	۸۰۰۰۰۰
برطانیہ	سات لاکھ	۷۰۰۰۰۰
ترکی	دو لاکھ پچاس ہزار	۲۵۰۰۰۰
بلجیم	ایک لاکھ دو ہزار	۱۰۲۰۰۰

بلغاریہ	ایک لاکھ	۱۰۰۰۰۰
رومانیہ	ایک لاکھ	۱۰۰۰۰۰
سربیا و مانٹینگری	ایک لاکھ	۱۰۰۰۰۰
امریکہ	پچاس ہزار	۵۰۰۰۰
میزان		۷۳۳۲۰۰۰

دوسری جنگ عظیم

روس	دو کروڑ دس لاکھ	۲۱۰۰۰۰۰۰
جرمنی	سولہ لاکھ	۱۶۰۰۰۰۰
پولینڈ	نو لاکھ	۹۰۰۰۰۰
چین	تیس لاکھ	۳۰۰۰۰۰۰
جاپان	ستائیس/پچاس لاکھ	۲۷۰۰۰۰۰/۵۰
آسٹریا	سات لاکھ	۷۰۰۰۰۰
رومانیہ	سات لاکھ	۷۰۰۰۰۰
فن لینڈ	ایک لاکھ تراسی ہزار	۱۸۳۰۰۰
چیکوسلوکیہ	ساٹھ ہزار	۶۰۰۰۰
سلاویکیہ	تیس لاکھ پچاس ہزار	۳۰۵۰۰۰
امریکہ	دس لاکھ ستر ہزار	۱۰۷۰۰۰۰
برطانیہ	چودہ لاکھ تیس ہزار	۱۴۳۰۰۰۰
فرانس	دس لاکھ	۱۰۰۰۰۰۰
اٹلی	گیارہ لاکھ	۱۱۰۰۰۰۰
یوگوسلاویہ	سولہ لاکھ پچاسی ہزار	۱۶۸۵۰۰۰
ہنگری	چھ لاکھ	۶۰۰۰۰۰
ہالینڈ	دو لاکھ پچھتر ہزار	۲۷۵۰۰۰

Marfat.com

بلجیم	ساٹھ ہزار	۶۰۰۰۰	
فلپائن	تیس ہزار	۳۰۰۰۰	

مقتولین و مہلوکین کی اس لسٹ کو دیکھ کر ان جنگوں کے سورماؤں کو انسانیت کے کس خانے میں فٹ کیا جائے اور جن قوموں کے یہ کارنامے ہیں، کیا ان کا منہ ہے اسلامی جہاد کی پاکیزہ مہم پر انگشت نمائی کرنے کا؟ جن لوگوں نے اپنے مقاصد رذیلہ کے تحت دنیا کی آبادی کو بیک وقت آگ کے الاؤ میں جھونک دیا۔ جنگ کے آتش فشاں پر کھڑا کر دیا وہ آئیں اور اب سے اسلام کے حقیقی پرامن، انسانیت نواز اصولوں پر سر تسلیم خم کریں۔

اسی کے ساتھ ہم غیر اسلامی مذہبی دور اقتدار کی کچھ جنگی کارستانیوں کا بھی جائزہ لینا چاہتے ہیں۔ جس میں بدعہدی، اخلاق باختگی، عیسائی معبدوں کا مسمار عام بات تھی۔

چند دیگر جنگی نمونے

عیسائیوں کی تاریخ اقتدار میں یہ بات نہایت عام تھی کہ رومن کیتھولک اور پراٹسٹنٹ فرقے اور دیگر ٹولیاں صدیوں تک ایک دوسرے کی خونریزی کرتی رہیں۔ ان میں کا ہر ایک فرقہ دوسرے کو قتل و غارتگری کا اسی طرح نشانہ بناتا جس طرح ایک دشمن قوم کو بنایا جاتا ہے۔

اسی طرح شاہ روما نے جب یہود پر دسترس پائی تو یہودیوں کے سارے عبادت خانوں کو زمین کے برابر کرا دیا۔ حتیٰ کہ یہ کھیل یروشلم میں بہت بڑے پیمانے پر کھیلا گیا۔

یونہی ایرانیوں نے پرویز کے زمانے میں ایشیائے کوچک پر قبضہ کرکے وہاں کے گرجاؤں کو مسمار کرا دیا تھا۔ اسی طرح ٹھیک دس سال کے بعد عیسائیوں نے جب پھر غلبہ پایا تو پارسی عبادت گاہوں کے نام و نشان تک مٹا ڈالے، اور انسانی آبادیوں کو بھیڑ بکریوں یا کھیت کی فصلوں کی طرح کاٹ کر رکھ دیا۔

قرون وسطیٰ میں جب صلیبی جنگوں کا طویل سلسلہ مسلمانوں پر مسلط کیا گیا تو مسلمان اپنی تعلیمات جہاد اسلامی کی رعایت میں اپنے عہد کی پابندی کرتے رہے، اور صلیبیوں کا یہ حال تھا کہ یہ مسلسل غداری کے ذریعہ خونریزی اور ہلاکت پھیلاتے رہے۔ مسلمان انسانی جانوں

Marfat.com

کی حفاظت وصیانت کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ اور صلیبی متواتر خونریزی کر کے مظلوموں کے گھٹنوں گھٹنوں خون میں جشن فتح کا رقص کرتے رہے۔

بدعہدی کی مثال

مثال کے طور پر صلیبی بہادر اپنے دوسرے حملے میں جب معرۃ النعمان پہونچے، اور معرہ کے مسلم باشندوں نے بحالتِ مجبوری ہتھیار ڈال دینے کا ارادہ کیا، تو صلیبی قائدین افواج نے معاہدہ امن کیا کہ ہم لوگ اس شرط پر ہتھیار ڈالتے ہیں کہ معرہ والوں کی جان ومال عزت وآبرو پر کوئی حرف نہ آئے گا۔ صلیبی رہنماؤں نے اسے منظور کیا، اور جب مسیحی افواج آبادی میں داخل ہوئیں تو کیا ہوا؟ خود اس فوج میں شامل انگریزوں کا بیان ہے کہ اہل معرہ کا بے تحاشا قتل عام شروع ہوا، مکانات جلائے گئے، مردوں میں جو لوگ صحت مند وجوان تھے انہیں تو مارا ہی، بچے، بوڑھے، عورتیں سب پر ایک طرف سے ظلم وستم کی آگ برسائی گئی، اس طرح ایک لاکھ انسانوں کو قتل کر ڈالا گیا۔

اس آبادی کو قبرستان میں تبدیل کرنے کے بعد صلیبی سورما بیت المقدس پر حملہ آور ہوئے۔ اہل قدس کو اپنی عسکری طاقت کا حال معلوم تھا اس لئے ان لوگوں نے مصالحت کی پیشکش کی۔ عیسائی سپہ سالار نے اہل قدس کی جان ومال کی حفاظت کا عہد کیا۔ اس معاہدے کی تکمیل کے بعد صلیبی امیر فوج کو شہر میں داخلہ کی اجازت مل گئی۔ صلح کے معاہدے کی علامت کے طور پر مسجد اقصیٰ پر ایک سفید علم لہرا دیا گیا۔

مگر صد افسوس! انبیاء و رسل کی یہ مقدس سرزمین، اس کے بعد صلیبی درندوں کے ہاتھوں کس طرح انسانی لہو سے رنگین کی گئی، شہر بیت المقدس اور حرم مسجد قدس مسلمانوں کا مذبح بنایا گیا۔ ستر ہزار انسان جن میں صلحا، علماء، زہاد اور اہل کمال تھے، مسجد اقصیٰ کے اندر ان سب کو شہید کر دیا گیا۔ شہر کی سڑکیں گلی کوچے لاشوں سے پٹ گئے۔ انسانی اعضاء راستوں میں چیتھڑوں کی طرح بکھیر دیئے گئے۔ بعد ازاں مسیحی سپاہی مسجد قدس میں گھٹنوں تک خون میں چل کر جشن فتح میں رقص کناں ہوئے۔

نصرانی بہادروں نے شہر کو پاک کرنے کے لئے وہاں کے باشندوں کا قتل عام کرنا

Marfat.com

بھی ضروری سمجھا اور مجبور و نہتے شہریوں کے خون سے ان کی کامیابی و کامرانی کا آخری باب لکھا گیا۔

تصویر کا دوسرا رُخ

اور اسی بیت المقدس کو جب اسلامی سپہ سالار سلطان صلاح الدین ایوبی نے اس ظلم عظیم کے صرف نوّے سال بعد فتح کیا، تو باوجود اس کے کہ مظلوم مسلمانوں کی تاریخ کہنہ نہیں ہوئی تھی۔ مقتولین و مذبوحین کے خون کی سرخی بیت المقدس کے در و دیوار پر موجود تھی، مسجد قدس کے صحن میں تڑپتی ہوئی علماء و فضلاء کی لاشوں کے مناظر تر و تازہ تھے۔ سلطان نے اسلامی اخلاق، اور انسانی قدر و منزلت، اور اصول جہاد کے عین مطابق اس شہر کے باشندوں پر کوئی ناروا اقدام نہیں کیا ——— مغرب سے آکر تقریباً ایک لاکھ نصرانی وہاں آباد ہو گئے تھے، ان کو ہر قسم کی آزادی دی۔ اور اعلان کیا کہ جو کہیں اور منتقل ہونا چاہے اسے پوری اجازت ہے۔ مسکین اور غریب لوگوں سے کوئی مطالبہ کئے بغیر چلے جانے کی آسانیاں فراہم کیں، اور حفاظت کے ساتھ ان کی منزل تک پہونچانے کا انتظام کیا۔ انتظامی امور کے لئے صرف ان میں سے دولت مندوں سے نہایت معمولی رقم وصول کی۔ منتقلی کی تیاریوں کے لئے چالیس روز کا وقت ملا جس میں پوری تیاری کے بعد ۸۴ ہزار انسان عکا وغیرہ دوسرے مقامات پر چلے گئے۔ فدیہ کی رقم نہایت معمولی تھی اس کے باوجود جو لوگ ادا نہ کر سکے ان کی طرف سے سلطان کے بھائی نے اس قسم کے دو ہزار انسانوں کا فدیہ اپنے ہاتھوں سے ادا کیا۔ عیسائی بیٹر آف یارک نے جانے کا ارادہ کیا تو اپنی کثیر دولت زر و جواہر اور سامان کے ساتھ سلطان نے محافظ دستے کے ہمراہ اسے اس کی منزل تک پہونچوا دیا۔ اس وقت تمام عالم نصرانیت مسلمانوں کے خون کا پیاسا تھا اور ہلال و صلیب کی آویزش پورے شباب پر تھی، سلطان صلاح الدین ایوبی نے اپنے معاہدے کی پوری پابندی کرتے ہوئے، عیسائیوں کو عکہ، صور اور صیدا کی عیسائی آبادیوں تک جہاں وہ لوگ جانا چاہتے تھے اپنی محافظ فوج کی نگرانی میں امن و امان سے روانہ کر دیا۔

اسی انخلاء کے زمانے میں کچھ نصرانی عورتیں سلطان کے پاس درخواست لائیں کہ ہمارے

گھر کے مرد جنگ میں مارے جا چکے ہیں، اور کچھ فوجی قیدی ہیں ہمارا نگراں کوئی نہیں ہے۔ جن کے ساتھ ہم سفر کر سکیں۔ ان کی دکھ بھری داستانیں سُنکر سلطان آبدیدہ ہو گیا۔ ان کے شوہروں، بھائیوں، اور بیٹوں میں جو قید میں تھے انہیں رہا کر دیا، اور بہت سا زر و مال دے کر انہیں رخصت کیا۔

اس موقع پر جو نصرانی وہاں سے ترک وطن کر کے انطاکیہ گئے، ان کے ساتھ ان کے ہم مذہبوں نے یہ سلوک کیا کہ شہر میں داخل تک نہ ہونے دیا۔ کچھ طرابلس کی طرف کوچ کرنے والوں کو لاطینی طرابلسیوں نے مار بھگایا اور ان کا مال و منال جو مسلمانوں کے پاس سے وہ لیکر گئے تھے وہ بھی چھین لیا۔ اسی طرف جب سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ فتح کیا تو مفتوحین کے ساتھ اسلامی اخلاق کا فیاضانہ سلوک کیا۔ جسے تاریخ اسلام کے مرتبین کے ساتھ ساتھ خود غیر مُسلم مورخین نے بھی سراہا ہے۔ سلطان جب ایا صوفیہ کے گرجا میں آیا تو اس نے سہمے ہوئے پادریوں اور پناہ گزینوں کو دیکھا اور ان سب کو پناہ دی اور یقین دلایا کہ ان کے ہر دکھ درد کا مداوا کیا جائے گا۔ چنانچہ خوفزدہ مسیحیوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ اور اپنے اپنے گھروں کو لوٹے۔ کسی مسلمان سپاہی نے امن کے بعد ان میں سے کسی کا بال بیکا نہ کیا۔ مسیحیوں کو اپنے مذہبی رسوم و رواج کی ادائیگی کی کامل آزادی تھی۔ وہ لوگ اپنا بیٹر آف پارک خود منتخب کرتے تھے بیزنطینیوں کے زمانے میں جس طرح اس انتخاب کے موقع پر تقریب میں حکمراں شریک ہوتے تھے، سلطان نے خود بڑی شان و شوکت سے اس تقریب کا انعقاد کیا، اور اسے شاہی انعامات سے نوازا۔ اور اختیارات دیئے کہ تمام مذہبی امور کے فیصلے وہ کرے اپنے ان حقوق و امتیازات کو استعمال کرے جو پہلے کے تمام پیٹر آف پارک کرتے تھے۔ بادشاہ نے اس موقع پر پیٹر کو ایک مرصع گھوڑا دیا۔ اور اپنے مخصوص باڈی گارڈس کا ایک دستہ خدمت پر متعین کیا۔

یہ بات فراموش نہ کی جائے کہ سلطان محمد فاتح، ایک فاتح کی حیثیت سے قسطنطنیہ میں داخل ہوا تھا۔ اس سے کسی کا کوئی سابقہ معاہدہ نہیں تھا، جس کی پابندی لازم ہوتی۔ مگر دراصل اسلامی نظام میں انسانی قدر و قیمت جس اہمیت کی حامل ہے وہ لوگ اس کے قدر داں

Marfat.com

تھے۔ اس لئے ہر حال میں رواداری، فیاضی، اخلاق اور جود و نوال کی چادر دراز رکھتے تھے سلطان کے اس سلوک ہی کی بنیاد پر قسطنطنیہ کے غیر مسلم خود کو بازنطینی دور کے بہ لحاظ زیادہ مامون و محفوظ سمجھتے تھے۔ اور اسلامی ریاست کو گہوارۂ امن و سلامتی پاتے تھے۔

اور وہی قسطنطنیہ جب ۱۲۰۴ء میں مسیحیوں کے قبضہ میں آیا تو ان لوگوں نے خود اپنے ہم مذہب آرتھوڈکس فرقے کے مسیحیوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا۔ انسنٹ سوئم پاپائے روم کا بیان سنئے جسے ہم مشہور عرب مفکر ڈاکٹر مصطفےٰ سباعی کی کتاب من روائع حضارتنا سے نقل کرتے ہیں۔

"مسیح کے ماننے والوں اور ان کے دین کے حامیوں کا فرض تو یہ تھا کہ وہ اپنی تلواروں کا رُخ مسیحیت کے بڑے دشمن (اسلام) کی طرف پھیرتے، لیکن افسوس کہ انہوں نے خود مسیحیوں کا خون بہایا، جس کا بہانا ان کے لئے مذہبا حرام تھا، مگر انہوں نے اس کی پرواہ نہ کی، اور خون کے دریا بہائے اور نہ دین کا کوئی احترام کیا، نہ عورت اور مرد کا کوئی امتیاز باقی رکھا۔ اور نہ عمروں (بوڑھے جوان بچوں) کا کوئی لحاظ رکھا، دن دھاڑے زناکاریاں کیں۔ راہب عورتیں بچوں والی مائیں، اور دوشیزائیں ان کی ہوسناکیوں کے سامنے بے بس تھیں۔ اور اس لشکر کے جنسی درندوں نے انہیں بھنبھوڑا، ان لوگوں نے بادشاہ اور دوسرے امراء کی دولت لوٹنے ہی پر قناعت نہیں کی، بلکہ کلیساؤں کی زمینوں اور جائدادوں کو بھی خوب لوٹا، انہوں نے کلیساؤں کی بھی بے حرمتی کی، ان کی مقدس تصاویر صلیبوں اور متبرک آثار تک کو لوٹ لیا"[۱۴۱]

مشہور مورخ شارل ڈیل لکھتے ہیں۔

"یہ مدہوش لشکر کنیسہ ایا صوفیہ میں داخل ہوا، مقدس کتابوں کو ضائع کر دیا، شہداء کی تصاویر کو اپنے پاؤں سے روندا، ایک بدکردار عورت وہاں پیٹر آف یارک کی کرسی پر بیٹھی، اور اونچی آواز سے گانے لگی۔ شہر سے علم دین کے نشانات

مٹا دیئے گئے اور سونے چاندی سے بنے ہوئے مجسموں کو توڑا گیا، تاکہ ان سے سکّے ڈھالے جائیں"۴۲ے

جن راہبوں نے ان دردناک مناظر کو اپنی آنکھوں سے خود دیکھا وہ بیان کرتے ہیں کہ،

"درحقیقت حضرت محمد کے پیروکاروں نے اس شہر کے ساتھ وہ سلوک نہیں کیا، جو خود مسیح کے نام لیواؤں نے کیا"۴۳ے

اِن تمثیلات کو اب مزید طول نہ دے کر میں اوّلین فتح بیت المقدس کے موقع پر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اہل قدس کو عطا کردہ "پروانۂ امن" نقل کر کے موضوع کو سمیٹتا ہوں مذکورہ بالا تمام مسیحی اور غیر اسلامی طاقتوں کی طاغوتیت کو مدّنظر رکھتے ہوئے اسکے علاوہ بھی دنیا کے نقشہ پر قوتِ حرب کے اعتماد پر ابھرنے والے فتنوں کو پرکھئے، تو امن وسلامتی کا واحد اور وحید قانون صرف اسلام میں ملے گا۔ جس نے انسانی جان ومال عزت وآبرو کو مقدس گردانا ہے۔ اور اسلام کے سچے پیرووں نے اپنے زرّیں دور میں ان پر عمل کیا ہے۔

اہل قدس کو پروانۂ امن

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دورِ خلافت میں بیت المقدس جب پہلی بار اسلامی پرچم تلے آیا، اس وقت آپ نے مہر خلافت کے ساتھ ایک "امان نامہ" بیت المقدس والوں کو عطا فرمایا تھا۔ اس کی چند دفعات یہاں طبری کے حوالے سے نقل کی جاتی ہیں ــــ جن سے اسلام کا غیر مسلم انسانوں کے بارے میں رواداری کا نظریہ واضح ہوگا، باوجود اس کے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ اَشِدَّاءُ عَلَی الکُفَّار کے مظہر اتم، مگر جب عدل ومساوات کا ترازو ہاتھ میں پکڑتے ہیں تو خلافت راشدہ کا ایسا نورانی دور سامنے آتا ہے کہ کہا جاسکتا ہے رسول اکرم سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو قوانین خداوندی لے کر مبعوث ہوئے ان کی عملی توجیہ کا بہت عظیم حصہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں تکمیل پذیر ہوا۔ ان میں کی ایک مثال فتح بیت المقدس بھی ہے۔ آپ کے عہد نامہ میں ہے۔

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
هٰذَا مَا اَعۡطٰى عَبۡدُ اللّٰهِ عُمَرُ
اَمِيۡرُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَهۡلَ اِيۡلِيَا
مِنَ الۡاَمَانِ اَعۡطَاهُمۡ اَمَانًا
لِاَنۡفُسِهِمۡ وَاَمۡوَالِهِمۡ وَلِكَنَائِسِهِمۡ
وَصُلۡبَانِهِمۡ وَسَقِيۡمِهَا وَبَرِيۡئِهَا
وَسَائِرِ مِلَّتِهَا اَنَّهٗ لَا تُسۡكَنُ
كَنَائِسُهُمۡ وَلَا تُهۡدَمُ وَلَا يُنۡتَقَصُ
مِنۡهَا وَلَا مِنۡ حَيِّزِهَا وَلَا مِنۡ
صَلِيۡبِهِمۡ وَلَا مِنۡ شَيۡءٍ مِنۡ
اَمۡوَالِهِمۡ وَلَا يُكۡرَهُوۡنَ عَلٰى
دِيۡنِهِمۡ وَلَا يُضَارُّ اَحَدٌ
مِنۡهُمۡ ۴۴

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے، یہ وہ امان ہے جو اللہ کے بندے عمر امیر المومنین نے ایلیا (بیت المقدس) والوں کو عطا کی، یہ امان ان کی جان و مال اور ان کے کنیسوں اور صلیبوں کے لئے ہے، ان کی ساری ملت چاہے وہ بیمار ہوں یا تندرست سب شامل ہیں، ان کی عبادت گاہوں میں سکونت اختیار نہیں کی جائے گی، اور نہ ہی ان کو مسمار کیا جائے گا ان کے کنیسوں ان کے ملحقات، انکی صلیبوں اور ان کی جائدادوں میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جائے گی، دین کے بارے میں ان پر جبر و اکراہ نہیں کیا جائے گا، اور نہ ہی ان میں کسی کو آزار پہونچایا جائے گا۔

بیت المقدس تشریف آوری کے وقت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عیسائی رہنما بطریرک کے ہمراہ وہاں کے مقامات مقدسہ کی زیارت کی۔ اور روایت میں ہے کہ جب وہ "کنیستہ القیامۃ" میں تھے تو نماز کا وقت آپہونچا۔ بطریرک نے گزارش کی کہ کنیسہ ہی میں نماز پڑھ لیں۔ مگر امیر المومنین نے اسے قبول نہ کیا اور فرمایا اگر آج میں یہاں نماز پڑھ لوں تو ممکن ہے آئندہ دور میں مسلمان میری سجدہ گاہ کے خیال سے دعویٰ کردیں کہ اسے اسلامی معبد بنا دیا جائے۔ اللہ اکبر، قربان جایئے سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بصیرتِ ایمانی اور ملکۂ عدل پر، غیر مسلم اہل ذمہ کا انہیں اتنا خیال و پاس تھا۔ آپ کے دور خلافت میں مسلمانوں ہی کی طرح غیر مسلم معذورین کو لازمی اخراجات کے لئے وظیفہ ملتا تھا۔

بلاذری نے لکھا ہے کہ بعض عیسائی جذامیوں کو آپ نے بیت المال سے وظیفہ مقرر کر رکھا تھا۔ اس مد میں انہیں خوراک اور نقدی سرکاری خزانے سے دی جاتی تھی ۴۵

Marfat.com

تاریخ اسلام کے زریں دور میں یہ اور اس قسم کے سارے معاہدے اور انسانیت نواز پروانہ ہائے امن، دراصل اسلام کے عالمی امن عامہ کے سب سے موثر محرک اور قائد ہونے کی علامت ہیں۔ خلفائے راشدین کے دور کی تمام تر اسلامی فتوحات، اور صالح امراء وسلاطین کی مہمیں دراصل دنیا کو امن کی طرف لے جانے والی اسلامی اسپرٹ کی تحریکیں ہیں۔ اب آیئے غور کریں کہ دنیا کے عام جنگی معاہدات میں اور اسلامی معاہدوں میں کتنا بین فرق ہے کہ اسلام محض وقتی معرکہ جیتنے کے نظریہ کو مدنظر نہیں رکھتا، بلکہ قلوب انسانی کو اس کشمکش میں بھی اپنے رب سے راست رہنے کو اولیت دیتا ہے۔

عہد ومعاہدے کی اہمیت

انسان کے اخلاقی کمالات اور خوبیوں میں سے ایفائے عہد بھی ایک اعلیٰ وصف ہے۔ اسلام میں اسے بھی نقطۂ عروج نصیب ہوا۔ عام زندگی کے معمولات سے بہت بلند ہو کر جنگ وجدال کے کٹھن لمحات میں بھی عہد وپیمان کی رعایت ایمان واسلام کا طرۂ امتیاز ہے۔ یہ ایک نہایت وسیع موضوع ہے جسے یہاں کما حقہٗ بیان کرنا مقصود نہیں محض اشارہ کرنا ہے۔ عہد وپیمان ہی کی ایک قسم کفار ومشرکین اور متحارب قوموں اور ملتوں سے معاہدہ بھی ہے۔ جن لوگوں سے اہل ایمان کا کوئی معاہدہ ہو جاتا ہے انہیں معاہد کہتے ہیں ——— سورۂ توبہ میں ان کے بارے میں ہے۔

اِلَّا الَّذِیْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ثُمَّ لَمْ یَنْقُصُوْكُمْ شَیْــٴًـا وَّ لَمْ یُظَاهِرُوْا عَلَیْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْۤا اِلَیْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ۴

مگر وہ مشرکین جن سے تمہارا معاہدہ تھا، پھر انہوں نے تمہارے عہد میں کوئی کمی نہیں کی، اور تمہارے مقابل کسی کو مدد نہ دی تو ان کا عہد ٹھہری ہوئی مدت تک پورا کرو۔ بیشک اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔

معاہدے کی پابندی کی تعلیم اسی سورہ میں آگے چل کر پھر دی جا رہی ہے۔ باوجود اس کے کہ اللہ عالم الغیب والشہادہ کو کفار ومشرکین کی عہد شکنی اور غدر کی عادتوں کا علم ہے۔ آیت کا تیور ملاحظہ کیجئے۔

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَّا الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝

مشرکوں کے لئے اللہ اور اس کے رسول کے پاس کوئی عہد کیونکر ہو گا؟ مگر وہ جن سے تمہارا معاہدہ مسجد حرام کے پاس ہوا تو جب تک وہ تمہارے لئے عہد پر قائم رہیں تم ان کے لئے قائم رہو، بیشک پرہیزگار اللہ کو خوش آتے ہیں۔

كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

بھلا کیونکر (عہد نبھائیں) ان کا حال تو یہ ہے کہ تم پر قابو پائیں تو نہ قرابت کا لحاظ کریں نہ عہد کا، اپنے منہ سے تمہیں راضی کرتے ہیں اور ان کے دلوں میں انکار ہے، اور ان میں اکثر بے حکم ہیں۔

دنیا کے تمام اسلام دشمن عناصر کے مسلمانوں کے ساتھ معاہدوں میں جھانک کر دیکھئے، تو فرمان حق يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ کی جھلک ضرور نظر آئے گی، زمانہ رسول اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم میں یہود کا قبیلہ بنو قریظہ جو حضور سے معاہدہ کر چکا تھا کہ نہ ہم آپ سے لڑیں گے اور نہ آپ کے خلاف کسی کی مدد کریں گے، مگر ان لوگوں نے اپنا عہد توڑ دیا۔ اور کفار مکہ جب حضور پر اور مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے تو انہوں نے ہتھیاروں سے ان کی مدد کی۔ بعد میں پھر انہوں نے آکر حضور کی خدمت میں معذرت کی کہ ہم سے بھول ہو گئی قصور معاف فرما دیں۔ اس طرح دوبارہ معاہدہ ہوا۔ ان لوگوں نے دوبارہ پھر عہد شکنی کی تو رب تعالے نے ان کو شَرُّ الدَّوَابِّ (انفال ۸۔ ۵۵) فرمایا۔ کیونکہ عہد کو توڑنا، ہر عقلمند سلیم الطبع انسان کے لئے باعث شرم ہے۔ عہد شکنی کرنے والا ہر ایک کی نظر میں بے اعتبار ہو جاتا ہے، عہد شکنی انسانیت کیلئے ننگ و عار ہے، اسی لئے عہد شکن کو شرالدواب فرمایا۔ جس قوم کی بدعہدی، وعدہ شکنی مشہور ہو مسلمانوں کو ان سے معاہدہ کرتے وقت تاکید کی گئی ہے کہ

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ اِنَّ

اور اگر تم کسی قوم سے دغا کا اندیشہ کرو، تو ان کا عہد ان کی طرف پھینک دو، برابری پر، بیشک دغا

Marfat.com

اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْخَائِنِیْنَ ؁۴۹ والے اللہ کو پسند نہیں۔

مسلمان خداوند قدوس کی جانب سے اپنے ہر کئے ہوئے عہد کی پابندی پر مجبور ہے، اسی میں رب کائنات کی رضا و خوشنودی ہے۔ عہد و پیمان اور قول و قرار کو پس پشت ڈالکر روگردانی کرنا اسلام میں نہایت قبیح اور بدتر ہے۔ ارشاد رب العالمین ہے۔

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ؁

اور اللہ کا عہد پورا کرو، جب قول باندھو، اور قسمیں مضبوط کر کے نہ توڑو، اور تم اللہ کو اپنے اوپر ضامن کر چکے ہو، بیشک اللہ تمہارے کام جانتا ہے۔

سورہ بنی اسرائیل میں صراحتاً حکم ہے۔

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ؁

اور عہد پورا کرو، بے شک عہد سے سوال ہوتا ہے۔

معاہد اسلامی قانون میں

اسلامی ریاست کے سربراہوں سے جو لوگ جنگ کے بعد یا پہلے کسی قسم کا معاہدہ کرلیں اور شرائط طے کر کے اطاعت پر راضی ہو جائیں انہیں معاہد کہا جاتا ہے۔ اب ان کے ساتھ اسلامی ریاست اور مسلمانوں کا ہر رویہ شرائط صلح کے ماتحت ہوگا۔ دنیا کی متمدن کہلانے والی قومیں وقت ضرورت کسی سے کوئی بھی معاہدہ کرلیتی ہیں۔ اور پھر اندرونی طور پر اپنے پنجے مضبوط کرنے کے بعد عہد و پیمان کو روند کر من مانی کرنے لگتی ہیں ۔ یہ اسلامی اصولوں کے لحاظ سے قومی و ملی بددیانتی اور خیانت کا قبیح ترین نمونہ ہے۔ اسلام اہل ایمان کو جن سے وہ معاہدہ کرلیتے ہیں چاہے ان کے حالات کتنے بھی دگرگوں ہو جائیں، طاقت و قوت کے لحاظ سے فرش تا ثریا فروتر ہو جائیں، اپنے معاہدہ کی پابندی کا سختی سے پابند رہنے کی تاکید فرماتا ہے۔ آیات قرآنیہ آپ نے تلاوت فرمائیں ——— آیئے اب اس سلسلہ میں رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ارشادات زیب نظر کیجئے۔ سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

لعلكم تقاتلون قوماً فتظهرون عليهم فيتقونكم باموالهم دون انفسهم وابنائهم (وفي رواية) فيصالحونكم على صلح فلا تصيبوا منهم فوق ذلك فانه لا يصلح لكم ۵۲

تم اگر کسی قوم سے قتال کرو اور اس پر غالب آجاؤ اور وہ قوم اپنی اور اپنی اولاد کی جان بچانے کے لئے تم کو خراج ادا کرنا منظور کرلے (ایک دوسری روایت میں ہے) تم سے مصالحت کرلے تو بعد میں مقررہ خراج سے کچھ بھی زیادہ نہ لینا کیونکہ وہ تمہارے لئے ناروا ہوگا۔

ارشاد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔

الا من ظلم معاهدا او انتقصه او كلفه فوق طاقته او اخذ منه شيئاً بغير طيب نفس فانا حجيجه يوم القيمة ۵۳

خبردار! جو کسی معاہد پر ظلم کرے گا، اس کے حقوق میں کمی کرے گا یا اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ ڈالے گا یا اس سے کوئی شے اس کی رضا کے بغیر لے گا، اس کے خلاف قیامت کے روز میں خود استغاثہ کروں گا۔

صحیح بخاری میں ابوہریرہ سے مروی ہے، رسول اعظم واکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

من قتل معاهداً لم يرح رائحة الجنة وان ريحها لتوجد من مسيرة اربعين عاماً ۵۴

جس شخص نے کسی معاہد کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہیں پاسکے گا، باوجودیکہ جنت کی خوشبو چالیس برس کی مسافت سے سونگھی جاتی ہے۔

معاہدہ کے بعد غدر کرنے والے کی سرزنش کے لئے سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

ان الغادر ينصب له لواء يوم القيمة فيقول هذه غدرة فلان بن فلان ۵۵

بیشک عہدشکن کے لئے قیامت کے روز نشان کھڑا کیا جائے گا اور کہا جائے گا اس نے فلاں بن فلاں سے غدر کیا۔

ابوداؤد کی روایت میں ہے، سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

Marfat.com

من قتل معاهدا فی غیر کنہہ — جس نے کسی معاہد کو بلا جرم قتل کیا اس پر
حرم اللہ علیہ الجنۃ ۵۶ — جنت حرام ہے۔

ان احادیث پاک سے یہ قانونی دفعات مرتب ہوئیں کہ معاہدین کے ساتھ صلح کرتے وقت جو عہد نامہ طے ہو جائے اسی کی رو سے ان کے معاملات کا فیصلہ ہوگا۔ ان شرائط میں کوئی رد وبدل اور کمی بیشی اپنی جانب سے قطعاً جائز نہیں ہے۔ خراج کی مقررہ رقم میں اضافہ کا ریاست اسلامی کو کوئی حق نہیں ہے ۵۷ مال واسباب اور جائداد جوان کی ملکیت ہیں ان پر قبضہ کا کسی کو اختیار نہیں، ان کی جان اور مال، عزت وآبرو بعد صلح اسلامی ریاست کی طرح امان میں رہیں گی۔ اگر شرائط صلح اس کی حمایت کرتی ہیں۔

عقل عیّار ذرا غور کرے

عین حالت جنگ میں معاہدہ کے لئے ہمارا کوئی بد ترین دشمن صلح کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہے اور صلح ہو جاتی ہے تو اس کے لئے ساری سرحدیں کھلی ہوئی ہیں بے اعتدالیوں اور فسخ معاہدہ کے سارے دروازے اس کی مرضی پر منحصر ہیں۔ مگر اسلامی قانون، اور نظام مصطفےٰ کے پیروکاروں کے لئے ہر حال میں وفائے عہد لازمی وضروری ہے۔ تا وقتیکہ اس کی جانب سے فسخ معاہدہ طشت از بام نہ ہو جائے۔ کھلم کھلا معاہدے کی خلاف ورزی کے ثبوت کے بغیر، اس کی جان اور مال مکان جائداد سب کچھ ریاست اسلامیہ کی نگرانی میں بالکل آزاد ہیں۔ بلکہ اگر کسی نے اس پر ناجائز دباؤ ڈالا اس کی مرضی کے بغیر اس کی کوئی شئے لے لی تو رسول آخر زماں صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم روز قیامت اس شخص کے خلاف معاہد کی جانب سے مستغیث ہوں گے۔

- معاہد کی جان کا اتنا احترام ہے کہ اس کو بلا وجہ قتل کر دینے والا خوشبوئے بہشت سے محروم ہوگا۔
- معاہد سے کئے ہوئے عہد کو توڑ دینے والے کے خلاف میدان حشر میں علم کھڑا کیا جائیگا
- بلا سبب معاہد کو مار ڈالنے والے مجرم پر جنت حرام ہے۔

یہ ہے اسلامی قانون جو دنیا کے نقشہ پر سبز پرچم نصب کرنے سے زیادہ دلوں کی ریاست

Marfat.com

پر الٰہی قوانین کی مہریں لگانے پر زور دیتا ہے۔ اور خدا کی زمین پر خدا کی مخلوق میں خدائی اصولوں کے پابند انسانوں کے ذریعہ امن و سلامتی کا نفاذ کرنا چاہتا ہے۔ وُہ دیکھو۔۔۔ آقائے کائنات خود اپنی امت کے ان سربراہوں کے خلاف قیامت میں استغاثے کا اعلان کر رہے ہیں۔ جنہوں نے اسلامی ریاست کی بھاری ذمہ داریاں تو اٹھالیں مگر ایک انسان کو جسے اسلام کے نام پر عہد کا پابند کیا گیا تھا اس کے عہد کو نہ نبھا سکے۔ امن عالم اور انسانی مساوات و عدل کی تاریخ میں کیا اس محکم قانون کے ہم پلہ کوئی مثال پیش کی جاسکتی ہے؟ آیئے ذرا اس دریچے سے تاریخ اسلام کا ایک نظارہ کرتے چلئے۔

ہماری روشن تاریخ

رسول رحمت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا دور رحمت ہے اور اس خیر القرون میں ایک مسلمان ایک معاہد کو قتل کر دیتا ہے۔ چنانچہ عدل و انصاف کے پیکر، اخوت و مساوات کے داعئ حقیقی، محسنِ انسانیت، پیامبر امن صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اس ذمی کے بدلے اس مسلمان کو قتل کرنے کا فیصلہ صادر فرماتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے۔

اَنَا اَحَقُّ مَنْ وَفٰی بِذِمَّتِہٖ ۵۸ — اس کے ذمہ کی ادائیگی کا سب سے زیادہ حق مجھے ہے

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا دور گرامی ہے۔ حیرہ کے رہنے والے ایک ذمی کو قبیلۂ بکر بن وائل کے ایک شخص نے، جو مسلمان تھا قتل کر دیا۔ آپ کے سامنے مقدمہ پیش ہوا، آپ نے مسلمان قاتل کو پکڑ کر مقتول کے وارثوں کے حوالے کرنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ ان ذمیوں نے اسے قتل کر ڈالا ۵۹

حضرت علی کا فیصلہ

مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالےٰ وجہہ کے دور گرامی میں ایک مسلمان ایک ذمی کے قتل کے جرم میں پیش کیا گیا۔ مقدمہ کا ثبوت فراہم ہو جانے کے بعد آپ نے قصاص کے لئے اسے قتل کرنے کا فیصلہ صادر فرما دیا ۔۔۔۔۔۔ مقتول ذمی کے وارثوں نے امیر المومنین سے عرض کیا کہ ہم لوگ اپنے مقتول کا خون معاف کرتے ہیں۔ کیونکہ اس کے قتل سے ہمارا مقتول واپس

Marfat.com

تو نہیں آجائے گا۔

امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو شبہہ گذرا کہ شاید قاتل کے حامیوں نے ذمیوں کو خوفزدہ کرکے ایسا کرنے پر مجبور کیا ہے۔ چنانچہ آپ نے جلال مرتضوی کے ساتھ اس شبہہ کا اظہار کیا۔ مگر حقیقتاً ایسا نہیں تھا۔ بلکہ قاتل سے مقتول کے وارثین نے خون بہا قبول کرلیا تھا۔ ہر طرح اطمینان کرلینے کے بعد آپ نے قاتل کو آزاد کیا۔ اور ارشاد فرمایا۔

مَنْ كَانَ لَهُ ذِمَّتُنَا فَدَمُهُ كَدَمِنَا وَدِيَتُهُ كَدِيَتِنَا ؎

جو ہمارا ذمی ہو، اس کا خون ہمارے خون کی طرح اور اس کی دیت ہماری دیت کے مثل ہے۔

اس واقعہ کے سلسلہ میں درمختار میں جو روایت ہے، اس میں سیدنا علی مرتضیٰ کا یہ فرمان منقول ہے۔

انما قبلوا عقدة الذمة لتكون اموالهم كاموالنا ودماءهم كدمائنا ؎

انہوں نے اسی لئے عقد ذمہ قبول کیا ہے کہ ان کے مال ہمارے مال کی طرح، اور ان کے خون ہمارے خون کے مثل ہو جائیں۔

جس طرح کسی مسلمان کو خطاً قتل کر دینے کے جرم میں دیت لازم آتی ہے ـــــ ذمی کو بلا ارادہ قتل کرنے پر بھی فقہائے اسلام نے وہی دیت بیان فرمائی ہے۔

سیدنا عمر بن عبدالعزیز اور اہل ذمہ

سیدنا عمر بن عبدالعزیز کے پاس سمرقند کا ایک وفد شکایت لیکر آیا کہ اسلامی لشکر کے سپہ سالار جو اس علاقہ میں مقرر ہیں (قتیبہ) انہوں نے ہمارا شہر ہم سے خالی کرا کے وہاں مسلمانوں کو آباد کر دیا ہے۔ امیر المومنین نے سمرقند کے اسلامی گورنر کو فوراً حکم بھیجا کہ قتیبہ اور سمرقندی ذمی باشندوں کے معاملات کی تحقیق کے لئے فوراً وہاں ایک مخصوص عدالت بٹھائی جائے فاضل قضاۃ (حضرات جج) اگر فیصلہ کریں کہ مسلمانوں کو وہاں سے نکل جانا چاہئے۔ تو شہر خالی کر دیا جائے ـــــ چنانچہ سمرقند کے عامل نے حضرت جمیع بن الحاضر الباجی کی سربراہی میں اسلامی قضاۃ کا ایک پینل مقرر کیا۔ جنہوں نے مسلمانوں کو شہر خالی کرنے کا فیصلہ سنایا۔

Marfat.com

اہلِ سمرقند یہ ماجرا دیکھ کر دنگ رہ گئے کہ انسانی بہبود کے ایسے قوانین کا سرمایہ مسلمانوں کے پاس ہے۔ اور اس کی پابندی خلیفہ، عامل، اور سربراہ فوج سب بلاحیل وحجت کرتے ہیں ایسے نظام امن کو رحمت سمجھ کر انہوں نے مسلمانوں سے اپنے درمیان رہنے کی درخواست کی ——— یہ ہے اسلامی اصول ریاست میں دیانت وصداقت۔

دمشق، حمص، اور شام کے بعض علاقوں میں جانبازان اسلام، حق وانصاف کے پھریرے لہرا رہے تھے۔ اسی دوران خبر ملتی ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہرقل ایک عظیم الشان ٹڈی دل لشکر لے کر بڑھ رہا ہے اور اس وقت کے عالم اسلامی میں پھیلی ہوئی مسلمانوں کی تمام عسکری قوت بھی ہرقل کی فوجی طاقت کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ اس دور کا سب سے بڑا عسکری دیو مسلمانوں کو نیست ونابود کر کے ہمیشہ کے لئے ختم کر دینے کی نیت سے بڑھ رہا تھا۔ اس اطلاع کے ملتے ہی تمام علاقوں میں پھیلے ہوئے مسلم جرنیلوں کو جمع ہو کر اس محاذ پر پہنچنے کا حکم دے دیا گیا۔

حضرت خالد بن ولید نے حمص والوں کو یہ خبر سنائی، حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے دمشق کے بعض علاقوں میں یہ اطلاع دی اور ان سے کہا۔

"اے اہل ذمہ ہم نے آپ حضرات سے جو خراج وصول کیا تھا وہ اس لئے تھا کہ ہم آپ لوگوں کی جان اور مال کی حفاظت کریں، بیرونی حملوں سے پناہ بنیں، مگر افسوس کہ ہم اس ذمہ کو پورا نہیں کر سکتے۔ اس لئے آپ لوگوں نے جو رقمیں ہمیں دی ہیں، ہم سب واپس کرتے ہیں"۔

غیر مسلم رعایا یہ خبر سنکر بلک اٹھی، اس لئے کہ انہیں اپنے ہم مذہب رومی حکمرانوں کے ظلم وستم کا قدیم تجربہ تھا۔ انہوں نے اپنے ان محسنوں کو آنسوؤں اور التجاؤں کے ساتھ فتح وکامرانی کی خواہشات کے ساتھ رخصت کیا اور کہا، یقیناً اے مسلمانو! آج دنیا میں عدل وانسانیت کا بھرم تم ہی سے قائم ہے۔ ہم تہ دل سے اس بات کے آرزومند ہیں کہ ہمارے راعی اور حکمراں بنکر پھر جلد تم واپس آؤ ———

حوالے

۱ — القرآن، الحج ۲۲/۷۸
۲ — " التوبہ ۹/۸۸
۳ — " التوبہ ۹/۴۴
۴ — " التوبہ ۹/۸۱
۵ — جامع ترمذی بحوالہ کنز الایمان، کتاب الایمان ج۱ ص ۳۹
۶ — جامع ترمذی بحوالہ کنز الایمان، کتاب الایمان ج۱ ص ۳۹
۷ — الجہاد والمجاہدہ استفراغ الوسع فی مدافعۃ العدو (یعنی دشمن سے بچاؤ کے لئے اپنی امکانی قوت وطاقت صرف کرنا)
۸ — القرآن، النحل ۱۶/۱۲۵
۹ — " الممتحنہ ۲۹/۶
۱۰ — " الممتحنہ ۲۹/۶۹
۱۱ — کنز العمال ج۲ ص ۴۸۵
۱۲ — الفتح الربانی، خطبات الشیخ السید محمد عبدالقادر الجیلانی، الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ولادت ۴۷۱ھ وفات ۵۶۱ھ) المجلس الاول ص ۱۰،
۱۳ — القرآن، المائدہ ۵/۴۴
۱۴ — " التوبہ ۹/۱۲۰
۱۵ — الاقتصاد فی مسائل الجہاد ص ۹، مطبوعہ وکٹوریہ پریس،
۱۶ — الاقتصاد فی مسائل الجہاد ص ۲۵
۱۷ — " " ص ۴۹ و ۵۰
۱۸ — " " ص ۴۷
۱۹ — شہادۃ القرآن طبع ششم پنجاب پریس سیالکوٹ بعنوان "گورنمنٹ کی توجہ کے لائق"، ص ۱۳
۲۰ — شہادۃ القرآن طبع ششم پنجاب پریس سیالکوٹ بعنوان "گورنمنٹ کی توجہ کے لائق"، ص ۱۷
۲۱ — القرآن، البقرہ ۲/۱۹۳
۲۲ — " " ۲/۲۱۷
۲۳ — " " ۲/۲۴۴
۲۴ — " " ۲/۲۱۸
۲۵ — " " ۲/۲۱۶
۲۶ — " آل عمران ۳/۱۱۰
۲۷ — " التوبہ ۹/۴۱
۲۸ — " آل عمران ۳/۱۷۵

Marfat.com

۲۹ ـــــ القرآن، محمد ۴۷/۱۱
۳۰ ـــــ " الانفال ۸/۲۵
۳۱ ـــــ " " ۸/۷۳
۳۲ ـــــ " النحل ۱۶/۱۲۶
۳۳ ـــــ " المائدۃ ۵/۸
۳۴ ـــــ ابوداؤد ج۲ ص ۶، سنن ابن ماجہ ص ۵۲۱
۳۵ ـــــ صحیح بخاری ص ۴۲۳، صحیح مسلم ج۲ ص ۸۴
۳۶ ـــــ ابوداؤد ج ۱ ص ۳۵۱
۳۷ ـــــ صحیح مسلم ج ۲ ص ۸۲
۳۸ ـــــ جامع ترمذی ص ۲۰۰، ابوداؤد ص ۳۵۳
۳۹ ـــــ القرآن، البقرۃ ۲/۱۹۰
۴۰ ـــــ " الحجرات ۴۹/۱۳، سیرت ابن ہشام ج ۴ ص ۴۸
ـــــ صحیح بخاری کتاب المغازی، باب منزل النبی یوم الفتح
۴۱ ـــــ من روائع حضارتنا، دکتور مصطفی السباعی
۴۲ ـــــ " "
۴۳ ـــــ " "
۴۴ ـــــ الطبری ج ۱ ص ۲۴۵
۴۵ ـــــ بلاذری ص ۱۲۹
۴۶ ـــــ القرآن، التوبہ ۹/۵
۴۷ ـــــ " التوبہ ۹/۷، ۸
۴۸ ـــــ بدترین جانور (الانفال ۸/۵۵)

۴۹ ـــــ القرآن، الانفال ۸/۵۵
۵۰ ـــــ " النحل ۱۶/۹۱
۵۱ ـــــ " بنی اسرائیل ۱۷/۳۴
۵۲ ـــــ ابوداؤد کتاب الجہاد ج ۲ ص ۲
۵۳ ـــــ " " "
۵۴ ـــــ صحیح البخاری ص ۴۴۸
۵۵ ـــــ " ص ۲۵۲، مسلم ج ۲ ص ۸۳
۵۶ ـــــ ابوداؤد ج ۲ ص ۴۴
۵۷ ـــــ یوخذ منهم ما صولحوا علیه ولیوفی لهم ولا یزاد علیهم، (ان سے وہی لیا جائے گا جس پر ان سے صلح ہوئی ہے۔ ان کے حق میں صلح کی شرطیں پوری کی جائیں گی۔ ان میں کچھ اضافہ نہیں کیا جائے گا) کتاب الخراج للامام ابی یوسف ص ۳۵
۵۸ ـــــ عنایہ شرح ہدایہ ج ۸ ص ۲۵۶ دارقطنی نے یہی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ذریعہ نقل کی ہے جس کے الفاظ مبارکہ یہ ہیں انا اکرم من وفی بذمتہ
۵۹ ـــــ برہان شرح مواہب الرحمٰن ج ۳ ص ۲۸۷
۶۰ ـــــ " " ص ۲۸۲
۶۱ ـــــ درمختار، ج ۳ ص ۲۰۳
۶۲ ـــــ درمختار، ج ۳ ص ۲۰۳

Marfat.com

باب ۴

اسلامی سزائیں امن عالم کی ضامن ہیں

خدا بیزار تہذیب کی تاریکی اور قانون فطرت کا اُجالا ۱۵۲
کیا ایڈز خدائی عذاب نہیں ہے؟ ۱۵۳
خدا بیزار ذہنیت کا شاخسانہ ۱۵۵
پابندی نفس پر شاق ہے ۱۵۶
خدائی احکام کی مثالیں ۱۵۷
حد کی تعریف ۱۵۸
اسلامی شریعت کے مقاصد و مصالح ۱۵۹
حجۃ اللہ البالغہ ۱۶۰
شہوانیت کے مفسدات ۱۶۲
حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ابلیس ۱۶۴
حجۃ الاسلام کا تجزیہ ۱۶۵
شہوانیت سے اجتناب کی نتیجہ خیز بنیاد ″
تحفظات ۱۶۶
پاکیزہ قانون کا پاکیزہ گمان ″
استیذان ″
حفاظتِ نگاہ ۱۶۷
پردہ ۱۶۹
دافع فتن انداز کلام ۱۷۰

Marfat.com

آدابِ تعلق ــــــــــ ۱۷۱
نقاب و چادر پوشی ــــــــــ ۱۷۲
سو کوڑے ــــــــــ "
بہتان کی سزا ــــــــــ ۱۷۳
ترغیبِ نکاح ــــــــــ "
معاشرتی امن کے قرآنی دائرے ــــــــــ ۱۷۴
عبرتناک سزا محافظ قانون ہے ــــــــــ ۱۷۵
موجودہ دور کی ناآسودگی انسانی قوانین کی دین ہے ــــــــــ "
اسلام میں آبرو جان سے زیادہ قیمتی ہے ــــــــــ ۱۷۷
حدِ زنا اور اس کی سخت شرائط ــــــــــ ۱۸۲
رکنِ زنا ــــــــــ "
شرط حدِ زنا ــــــــــ ۱۸۳
ثبوت زنا ــــــــــ "
اقرار زنا ــــــــــ "
جرح شہادت ــــــــــ ۱۸۴
گواہی کی احتیاطیں ــــــــــ "
احصان کی تعریف ــــــــــ ۱۸۵
قیام حد کی کیفیت ــــــــــ ۱۸۶
عام شہادتیں اور حدود کی گواہی ــــــــــ ۱۸۷
نفاذِ حد میں ملزم کی حالت کا لحاظ ــــــــــ ۱۹۱
بے عملی مانع حد ہے ــــــــــ "
حد گناہ کو محو کر دیتی ہے ــــــــــ ۱۹۴
حدود میں سفارش روا نہیں ــــــــــ ۱۹۶

Marfat.com

خدائے تعالیٰ پہلے جرم کی خود پردہ پوشی فرما دیتا ہے —— ۱۹۷
حدود خدا کی رحمت ہیں —— ۱۹۸
حد زنا سے پہلے تسکین جنسی کی جائز راہوں کو ہموار کیا گیا۔ ۱۹۹
تہذیب اسلامی کا اہم جز —— ۲۰۰
یوسف ثانی —— ۲۰۲
زنا سے توبہ —— ۲۰۴
عفتِ قلب و نگاہ کا دلگداز واقعہ —— ؍؍
حدود شرائع سابقہ میں —— ۲۰۸
قدیم تہذیبوں میں جرم و سزا —— ۲۱۰
تہمت —— ۲۱۴
بے حیائی اور اسکی اشاعت —— ۲۱۸
چوری —— ۲۱۹
شریعت موسوی میں چور کی سزا —— ۲۲۴
رہزنی و بغاوت —— ۲۲۵
قتل —— ۲۲۸
انسانی خون کا احترام —— ۲۲۹
ارتداد —— ۲۳۸
شراب نوشی —— ۲۳۹
اسلامی سزاؤں کی حکمتیں —— ۲۴۳
حوالے —— ۲۴۵

Marfat.com

اسلامی سزائیں امن عالم کی ضامن ہیں

خدا بیزار تہذیب کی تاریکی اور قانون فطرت کا اُجالا

منکرات و معاصی، اور ظلم و عُدوان میں تمام ادوار ماضی کو مات کر دینے والی آج کی بزعم خود ترقی پذیر دنیا کو اسلامی قوانین سزا اور حدود کی حکمتیں بآسانی سمجھ میں آجانا چاہیئے۔ عزت و عفت، عصمت و پاکدامنی کے جیب و گریباں تار تار ہیں۔ حدودِ شہر سے گھر تک شرافت و پاکیزگی کے لئے کہیں پناہ میسر نہیں۔ انسان ہے کہ نفسانی خواہشات کی غلامی میں تمرد و سرکشی کی ساری حدوں کو پھلانگتا جا رہا ہے۔ مگر یہ تو ایسی پیاس ہے جس کے لئے ہر جام نشاط مزید بیقراری کا سامان ثابت ہوتا ہے۔ اور خواہشاتِ فاسدہ اپنی مطلوبہ ایک منزل پا لینے کے بعد دوسری اس سے گھناؤنی اور رسواکن منزل کے لئے صدائے العطش بلند کرتی جاتی ہے۔

انفس و آفاق کے اس کارخانے میں اسلام کے نظام محکم اور اس کی تعلیمات و حکمت بکفا اصول و قوانین تک رسائی آج کچھ دشوار نہیں رہی۔ تاریکیاں جتنی گھنی اور مہیب ہوتی جاتی ہیں روشنی کا وجود اتنا ہی واضح ہوتا جاتا ہے۔ اسلام دنیا کو جو نظام امن و سلامتی عطا کرتا ہے اس کے نتائج و عواقب محض اس محدود دنیا تک سمٹ کر نہیں رہتے۔ بلکہ آخرت کی وسیع ترین زندگی اس کا اصل نشانہ ہے۔ پاکیزگی اور عفت و عصمت کا جو مزاج دنیا کو اسلام کے ذریعہ عطا ہوتا ہے وہ اخروی سرفرازی کی ضمانت کے ساتھ ساتھ دنیاوی ماحول میں سکون و طمانیت کا اجالا بھی بخشتا ہے۔ انفرادی زندگی سے اجتماعی دنیا تک روشنی کا ایک متواتر سلسلہ ہے جو نظام اسلامی سے برپا ہوتا ہے۔ اسلامی قوانین سزا، جنہیں شرعی اصطلاح میں حدود کہتے ہیں۔ وہ بھی ان ہی رحمت و رافت سے لبریز ساغروں میں سے ہے۔ جو خالقِ کائنات نے اپنی افضل ترین مخلوق "انسان" کو کمالات انسانی تک رسائی حاصل کرنے کی راہ میں رکاوٹوں کے انسداد کے لئے مرحمت کئے ہیں۔ یقیناً انسانی جان نہایت قیمتی متاع ہے۔ مگر جس نے اپنی ہی جیسی کسی جان کو ضائع کر دیا ہے تو اس کا کفارہ اپنی جان سے چکا کر

اپنے کردار و اعمال کا دامن اس داغ سے صاف کرے۔ بظاہر وہ اپنی جان دیکر بہت خسارے کا کام کر رہا ہے۔ مگر جان آفریں کا ارشاد برحق ہے۔

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يَّا أُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ [1] — اور تمہارے لئے قصاص (خون کا بدلہ لینے) میں زندگی ہے اے عقلمندو! کہ تم کہیں بچو۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اقامۃ حد من حدود اللہ خیر من مطر اربعین لیلۃ فی بلاد اللہ عزوجل [2] — اللہ کی حدود میں سے ایک حد قائم کرنا اللہ کے شہروں میں چالیس راتوں کی بارش سے بہتر ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ایک حد کا زمین میں قائم کرنا اہلِ زمین کے لئے چالیس روز کی بارش سے بہتر ہے [3]

بندگانِ خدا پر خدائی قوانین کا نفاذ اس عدل و یکسانیت سے ہو کہ کسی کی رو رعایت نہ کی جائے بلکہ ہر حال میں بالادستی قانون کو حاصل ہو۔

حضرت عُبادہ بن صامت سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اقیموا حدود اللہ فی القریب والبعید ولا تاخذکم فی اللہ لومۃ لائم [4] — حدود قائم کرو چاہے قریبی ہوں یا دور کے، اور حدود قائم کرنے میں کسی کی ملامت اور رُعب کا خیال دامن گیر نہ ہو۔

کیا ایڈز خدائی عذاب نہیں ہے؟

آج ایڈز (AiDS) نے دنیا میں تباہی مچا رکھی ہے۔ امریکہ اور یورپ میں اس مہلک بیماری نے ہلچل برپا کر دی ہے معالجین اطباء، ڈاکٹر سب اس مہلک مرض کی تحقیق و تفتیش میں شب و روز منہمک ہیں۔ انسانی خون کے باریک اجزاء میں نہایت سرعت سے تباہ کن، قاتل مادہ کا حل ہو جانا اور رفتہ رفتہ اس مرض کے مریضوں کا دم توڑ دینا کیا اس خدا بیزار سائنسی دنیا کے منہ پر قدرت کا طمانچہ نہیں ہے؟۔

اپنے کل پرزوں پر اترائی ہوئی خدائی اصولوں کو پامال کرنے والی ہر قوت کو ہر زمانے میں ایسی ہی رسوا کن، ذلیل شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ میدان جنگ تبدیل ہو جاتا ہے۔ ابتلا و عذاب

Marfat.com

کے پیمانے بدل جاتے ہیں، مگر انجام ایک ہی ہوتا ہے کہ خدا اور اس کے قانون کا غلبہ عیاں ہوتا ہے، اور منکرینِ خدا اور ان کے سارے فرعونی، ہامانی اور نمرودی منصوبے تارِ عنکبوت کی طرح بکھر جاتے ہیں ___

آج کا ٹیلی ویژن یہ خبر نشر کرتا ہے۔

چند ننھے بچے اپنے جسمانی امراض کے علاج کیلئے ہاسپٹل میں داخل کئے گئے خون کی ضرورت پیش آئی۔ معالجین نے ان کے جسم میں ان کے گروپ کا خون انجکشن کے ذریعہ چڑھایا چند روز بعد معلوم ہوا کہ چڑھائے جانے والے خون میں ایڈز کے مہلک اجزا موجود تھے، جو بچوں کے اندر پہونچ گئے۔ اب ان بچوں کی زندگیاں ایک نہایت مہلک مرض کے شکنجے میں ہیں۔

یقیناً یہ ایک ایسا مرض ہے جسے آزادی کے نام پر آوارگی بدوش یورپ اور ترقی یافتہ کہی جانے والی دنیا نے اپنی ردائے تہذیب بنا کر اوڑھ رکھا ہے۔ اسی طرح ایڈز کے مریضوں کے جسم سے نکالا ہوا خون، کچھ بچوں کے جسم میں داخل کیا گیا، اور ناکردہ گناہ کی سزا کے طور پر اس مرض کے اثرات ان بچوں میں منتقل ہوئے۔ اب ان بچوں کو انہی کے ہم رنگ ہم خیال ہم وطن اسکول اپنی کلاسوں میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دے رہے ہیں۔

آپ کہیں گے یہ ان احتیاطی تدابیر میں سے ایک ہوگی۔ جن سے اس مہلک بیماری کی روک تھام کی جاتی ہے۔ مگر پوری ملکی اور تہذیبی مشنری کو فواحش اور آوارگی کی راہ پر لگا کر اسکے عواقب و نتائج کے طور پر ابھرنے والی غلیظ بدبو سے ناک بند کرنا کہاں کی عقلمندی ہے؟ کسی جرم کی روک تھام کے لئے اس کی بنیادوں کو ختم کیا جاتا ہے۔ کانٹوں کی کاشت کا کاروبار کرنے والے گل بوٹوں کی امید نہیں رکھا کرتے — اسی کو مشرقی مفکرین کہتے ہیں کہ

خشتِ اول چوں نہد معمار کج!، ٭ تا ثریا می رود دیوار کج!،

بہت سے ممالک جہاں ایڈز کی بیماری کا سراغ نہیں ہے۔ انہوں نے امریکہ اور یورپین ممالک کے مسافروں پر اس مرض سے محفوظ ہونے کا ڈاکٹری سرٹیفکٹ اپنے ملکوں میں داخلہ کیلئے

لازم قرار دے دیا ہے۔ یہ ہے فواحش میں ڈوبی ہوئی دنیا کے لوگوں کا خیر مقدم۔

خدا بیزار ذہنیت کا شاخسانہ

محض ظاہری فوائد کو مدنظر رکھ کر کسی شے کے اچھے یا برے ہونے کا فیصلہ کرنا صحیح نہیں۔ بلکہ اس کی معنویت اور پوشیدہ نتیجہ خیزی کو بھی بہرحال مدنظر رکھنا چاہئے۔ ہالینڈ میں ایک شخص نے مجھ سے کہا۔

آپ کو معلوم ہے کہ یورپ میں بہت سے لوگ بن بیاہے رہتے ہیں۔ تو انکی نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے کچھ ایسی عورتوں کا ہونا بھی ضروری ہے، جو انہی کی طرح محض نفسانی تکمیل حاجات کی تجارت کرتی ہوں۔ لہٰذا یہ عورتیں جو عصمت فروشی کا پیشہ اختیار کئے ہوئے ہیں سوشل ورکرس کے زمرے میں داخل ہیں۔

اب اندازہ لگائیے آپ اس معیار فکر کا جس نے انسانی نظام حیات کی چولیں ہلا کر رکھ دی ہیں۔ یہ بات چند سال پہلے کی ہے، اس وقت میں نے انہیں ان کے مناسب حال جواب دیکر فہمائش کی تھی۔ وہ جناب اگر ایڈز کی مہلک بیماری دریافت ہونے کے بعد میرے پاس آتے تو میں ان سے دریافت کرتا کہ مغربی مجبہ خانے اس مہلک بیماری کی ہلاکت خیزیوں کے خوف سے کیوں سنسان ہو رہے ہیں اور حفظانِ صحت کے ادارے موت کا سایہ سر پر منڈلاتا دیکھ کر اپنی آزادی پر بندشیں کیوں بٹھا رہے ہیں۔ وہ انسانی خدمت گزاری اور سوشل سروسز کہاں رفوچکر ہو گئیں؟۔ اگر لفظ آزادی خدائی قوانین سے برگشتہ ہو تو ہر زانی یہ دعویٰ کرے گا کہ اس فعل کے ذریعہ نفسیاتی ہیجان سے نجات ملتی ہے۔ شہوت کے بارے سبکدوشی کے بعد اطمینان ملتا ہے۔ اضطرابی کھنچاؤ ختم ہو جاتا ہے، اور طبیعت کو سکون ملتا ہے اس لئے یہ اچھا کام ہے۔ چوری کرنے والا اسے ہاتھ کی صفائی، دن دھاڑے آنکھوں میں دھول جھونکنا ایک تعجب خیز کمال شمار کرائے گا۔ اور معمولی سی محنت کے بعد کثیر مال و دولت جمع ہو جانے کے فوائد گنائے گا۔ نشہ باز اور شرابی مستی کے سرور و نشاط اور اس عالم میں بے فکری کے فضائل گنا کر منشیات کو بہترین متاعِ عالم منوائے گا۔ قاتل اور ڈاکو مہم جوئی کے رجحانات پر روشنی ڈالے گا۔ اور ان کاموں کو مہاتی زندگی کا ایک شعبہ قرار دے گا۔ الغرض پھر کوئی عیب عیب نہیں۔ اور کوئی جرم جرم نہیں رہ پائے گا۔ ہنر بن جائے گا۔ مگر یہ تمام مفسدات، ملحدانہ مادی، خدا بیزار ماحول کی اپج ہیں۔ عقیدۂ توحید، حیات بعد ممات اور جرم کی پاداش میں عذاب آخرت کا انکے پاس کوئی تصور ہی نہیں۔

Marfat.com

پابندی نفس پر شاق ہے

مشقت اور پابندی نفس پر بار ہے۔ اور حصولِ لذات کے لئے سخت سے سخت مہم کا سر کر لینا نفس کا خاصہ ہے۔ بہت سے حقائق جن پر دنیا کا اتفاق ہے ان پر عمل نہیں ہوتا۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ وہ حقائق کی کمزوری ہے۔ صحت و تندرستی کے ماہرین اطباء نے بہتری ایسی احتیاطیں بنائی ہیں جو جسمانی قویٰ اور اعضائے بدنی کیلئے مفید ہیں مگر ان میں سے کیا ہر طریقہ اور ہر اصول پر عمل ہو پاتا ہے۔ اور جن پر عمل نہیں ہوتا تو کیا وہ غلط ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اسلامی قوانین مِنْ کُلِّ الْوُجُوْہ جب دنیا میں نافذ رہے، یقیناً وہ زمانہ صفحۂ گیتی کے لئے باعثِ صد افتخار زمانہ تھا۔ دورِ صدیقی میں نظام اسلامی کے حسنات کی مثال لیجئے کہ کئی کئی ماہ کا زمانہ گذر جاتا تھا اور نزاع و اختلاف کا کوئی مقدمہ دائر نہیں ہوتا تھا۔ اور حضور سرورِ کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق خطۂ ارضی پہ اتنا امن قائم ہو چکا تھا کہ یکہ و تنہا عورت صنعا سے چل کر کے اُدھینے میں آ کر واپس چلی جاتی ہے اور اسے کوئی چھیڑنے والا نہیں ملتا۔

گویا اسلامی اصولوں کے ہمہ جہتی نفاذ کا زمانہ امن و سلامتی کے قیام کا بہترین زمانہ تھا۔ کوئی یہ طعنے نہ سنائے کہ یہ تو محض تصوراتی نظام ہے۔ عمل کے میدان میں اس نے کب اپنے جوہر دکھائے؟

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ حجۃ اللہ البالغہ کے مقدمہ میں احکام شرعیہ کی مصلحتوں کا انکار کرنے والوں کی تمثیل پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

جو ان مصلحتوں کو نہ سمجھ سکے۔ اس کی واقفیت اس سوئی کی نمی سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے جسے دریا میں غوطہ دیا گیا ہو۔ بہرحال اعمال کا اثر نیتوں پر ہے اور ان نفسانی حالتوں پر موقوف ہے، جن سے اعمال سرزد ہوتے ہیں۔ جیسا کہ رسول خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ انما الاعمال بالنیات اعمال کا ثواب نیتوں پر موقوف ہے ——

اور خدائے تعالےٰ نے فرمایا۔

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا	خدا کی نزدیکی نہیں کرتے قربانیوں کے گوشت نہ خون
وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۵	لیکن تمہاری پرہیزگاری اس تک رسائی پاتی ہے۔

اور نماز خدا کی یاد اور اس کے حضور عاجزی کرنے کے لئے مشروع ہوئی ہے۔ ارشاد ہے۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۶	میری یاد کرنے کو نماز پڑھ

اور نماز سے یہ بھی مقصود ہے کہ اس کے طفیل آخرت میں دیدار خدا نصیب آئے۔ رسول اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا۔

تم اپنے پروردگار کو ایسے دیکھو گے، جیسے اس چاند کو دیکھتے ہو، تمہیں اس کے دیدار میں کچھ شک وشبہہ نہ ہوگا۔ لہٰذا اگر تم سے اس کا اہتمام ہو سکے کہ صبح وشام کوئی شے تمہیں نماز سے باز نہ رکھے تو نماز پڑھا کرو۔

پھر اجمالی طور پر روزہ، حج، زکوٰۃ، قصاص وحدود اور معاملات کی مصلحتوں پر روشنی ڈالنے کے بعد اسی مقدمہ میں آگے چل کر بندوں کے لئے رب تعالے کی جانب سے احکام شرعیہ کے تقرر کی دل لگتی ہوئی مثالیں تحریر فرماتے ہیں۔

خدائی احکام کی مثالیں

کسی آقا کا غلام مبتلائے مرض ہو جائے۔ علالت کے سبب نقل وحرکت دشوار ہو جائے۔ آقا از راہِ نوازش غلام کے علاج ومعالجہ، دیکھ بھال اور تیمار داری کے لئے کسی آدمی کو مقرر کر دے۔ ایسی صورت میں بیمار غلام اگر مقررہ شخص کی دوائیں استعمال نہ کرے۔ اس کی ہدایات وخدمات کو قبول نہ کرے تو گویا وہ اپنے آقا کی نافرمانی کر رہا ہے۔ اس کی مہربانیوں کو ٹھکرا رہا ہے۔ اس کا ایک نقصان تو یہ ہے کہ وہ اپنی بیماری کے ہاتھوں ہلاک ہو جائے گا، دوسری پریشانی اگر زندہ بچ رہا تو یہ ہوگی کہ آقا کی نگاہوں سے گر جائے گا۔ اور اگر غلام نے آقا کے مقرر کردہ طبیب وتیمار دار کی دواؤں کو استعمال کیا۔ اس کے مشوروں اور خدمات کو قبول کیا، اور تشکر واطمنان کا اظہار کیا تو علاج ومعالجہ کے ذریعہ اس کی بیماری صحت وتندرستی میں تبدیل ہو سکتی ہے۔ اور آقا خوش ہوگا، تو اپنی نوازشات سے مزید نوازے گا۔

(۲) احکام الٰہیہ پر سر تسلیم خم کرنے والوں کی مثال ایسی ہے۔ جیسے (فاقہ کشوں کی) بستی میں ایک شخص نے ایک مکان تعمیر کیا۔ اس میں انواع واقسام کے کھانے تیار کرائے اور لوگوں میں منادی کرائی۔ اور لوگوں کو اپنے گھر میں بلوایا۔ اب ان بلانے والوں کی بات مان کر جو اس گھر میں آیا اس نے اپنی بھوک مٹائی۔ اور شکم سیر ہو کر لذیذ کھانے کھائے اور جنہوں نے بلانے والوں کی باتیں سنی ان سنی کر دیں وہ نہ گھر میں آئے اور نہ کھانے سے انہیں کچھ حصہ ملا۔

(۳) ارشاد نبوی ہے۔ میرا اور میرے ساتھ آئے ہوئے خدائی احکام کا حال ایسا ہے۔ جیسے کسی آدمی

Marfat.com

نے کسی قوم کے پاس جا کر کہا۔ میں نے اپنی آنکھ سے لشکر دیکھا ہے۔ تمہیں خبر دار کرتا ہوں کہ اپنا بچاؤ کرو، جنہوں نے بات مانی اور شروع رات میں سامان سفر کرکے چل دیئے وہ محفوظ رہے اور جس نے اسے سچا نہ جانا وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا۔ حتی کہ وقت صبح لشکر نے اس پر حملہ کر کے تہس نہس کر دیا۔ؔ

حد کی تعریف

حدود، حد کی جمع ہے۔ اَلْحَدُّ لُغَۃً ھُوَ الْمَنْعُ۔ یعنی از روئے لغت اس کے معنیٰ روکنے اور منع کرنے کے ہیں۔ اسی لئے بوّاب کو حدّاد بھی کہتے ہیں حدّ الرجل عن الامر، آدمی کو اس معاملہ سے روک دیا۔ حددت زیدا عن الشر، میں نے زید کو شر سے روک دیا۔ الحدّ، رکاوٹ ھذا امر حدد، یہ ممنوع امر ہے۔ الحدید، لوہا، فولاد، چونکہ وہ بھی بہت چیزوں سے رکاوٹ بن جاتا ہے۔ تیز دھار کو بھی حدید کہتے ہیں۔

اصطلاح شرع میں حد ان سزاؤں کو کہتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے جرائم کی روک تھام کے لئے مقرر ہیں۔ؔ

انسانی زندگی قوانین وضوابط میں بندھی ہوتی ہے۔ اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ لاقانونیت کے دعویدار انسان بھی اپنے لحاظ سے کسی نہ کسی اسلوب حیات کو زندگی گذارنے کے لئے اپناتے ہیں، ان کے لئے وہی قانون ہیں۔ چوروں، اچکوں، اوباشوں، اور مدنیت بیزار انسانوں کے اپنے لئے اپنے قوانین ہیں۔ دین و مذہب سے متنفر اور محض مادی ضرورتوں کو سامنے رکھ کر زندگی کے خطوط متعین کرنے والوں کے اپنے قوانین ہیں۔ کم لوگ ہیں جو اپنے لئے خود قوانین اختراع کرتے ہیں۔ فطری لحاظ سے انسان مدنیت پسند ہے۔ اور خالق ومالک نے اس کی سرشت ہی ایسی بنائی ہے اس لحاظ سے دنیا کی اکثریت دوسروں کے لاگو کئے ہوئے، قوانین ہی کی (جبراً رضاً) پابند ہے۔ یہاں تک غور کر لینے کے بعد اس حقیقت کا ادراک کچھ دشوار نہیں رہ جاتا کہ انسان کے خود ساختہ مذکورہ سارے قوانین حیات کے مقابلے میں کائنات اور انسان کے خالق ومالک نے جو قوانین عطا فرمائے ہیں ان کی کیا اہمیت ہے؟۔ بلا تمثیل

اس ننھے بچے کی فطرت پر غور کیجئے جو آگ کے سرخ انگارے کو خوبصورت کھلونا سمجھ کر اسے پالینے کے لئے ہمکتا ہے، مچلتا ہے، اور بیقراری سے رو پڑتا ہے۔ اور ماں باپ جو انگارے کی سوزش، اور مضرات سے واقف ہیں بچے کے رونے بلکنے، اور

خواہش کرنے کا خیال نہیں کرتے۔ بلکہ ہر حال میں بچے کو انگارے سے دور رکھتے ہیں۔

انسان فہم و ادراک کی اعلیٰ منزلیں طے کر لینے کے باوجود الٰہی ہدایات وحی و رسالت کے مرکز انوار سے برگشتہ ہو کر زندگی کے تمام معاملات میں اسی نادان بچے کے مانند ہے، جو ناقص عقل کی بنیاد پر سرخ سرخ انگارے کو خوبصورت کھلونا سمجھ کر اس پر لپکتا ہے۔ حدود اسلام کے بلیغ رموز و اسرار کے سلسلہ میں علم کلام کے ماہرین علمائے اسلام نے اپنے وقیع رشحات قلم چھوڑے ہیں۔ میں اپنی بساط علمی کے محدود دھاگوں کے ذریعے اس باب کو انہیں مؤقرین کے باغ علوم کی خوشہ چینی سے آراستہ کروں گا۔ شریعت اسلامیہ کے مقاصد و مصالح کو علمائے اصول فقہ نے تین خانوں میں تقسیم کیا ہے ——— مقاصد اساسیہ، مقاصد معاشیہ اور مقاصد کمالیہ،

اول:۔ وہ اعمال و تصرفات ہیں۔ دین، نفس، عقل، نسب و نسل، مال اور احترام نفس کی حفاظت و صیانت جن پر موقوف ہے۔ صالح انسانی اور اسلامی معاشرہ کے لئے یہ تمام امور لابدی و لازمی ہیں زندگی کے تمام شعبوں اور فرد تا جمعیت و ریاست کی تنظیم میں ان امور کو ریڑھ کی ہڈی کا مقام حاصل ہے مقاصد ضروریہ کا حصول انسداد جرائم کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اس کی بآسانی تفہیم کے لئے ایک سرسری نقشہ نذر ناظرین ہے۔

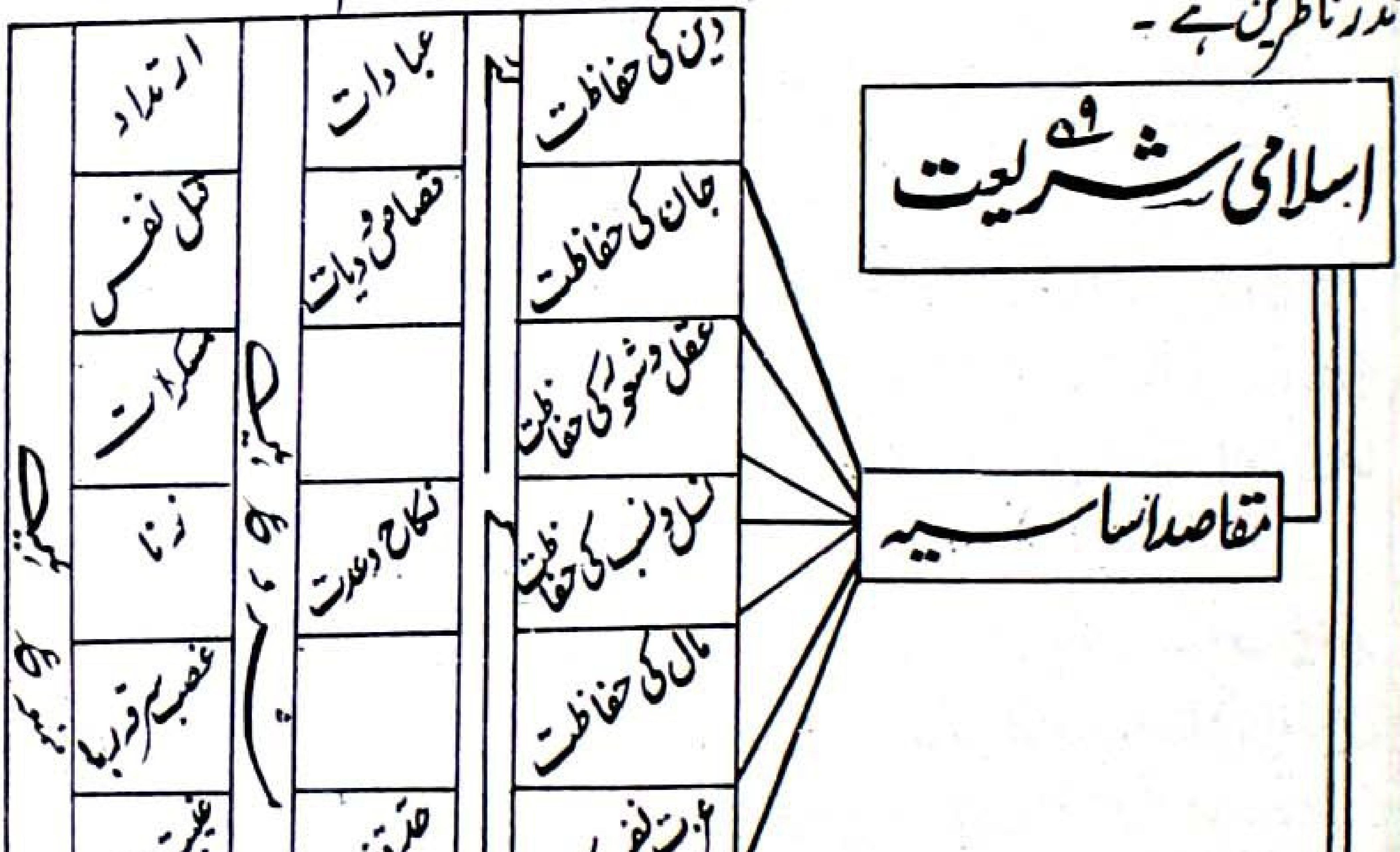

- **مقاصد معاشیہ** — معاملات وغیرہا:
  - تجارت
  - مضاربت
  - شرکت
  - قرض
  - رہن
  - امانت
  - عاریت
  - اجارہ
  - زراعت
  - وغیرہا
- **مقاصد کمالیہ** — تمام اخلاقیات:
  - معاشرتی امور
  - معاشی آداب
  - صبر
  - عفو
  - اعتدال
  - و دیگر تمام آداب حیات

حجۃ اللہ البالغہ قوانین شرع تمام بنی نوع انسان کے لئے ہیں۔ اور انسانوں میں مزاج اور طبیعت کا اختلاف، ماحول سے اثر پذیری، اور خواہشات کا وجود لازمی ہے اس لئے صالح معاشرہ کی تدوین کے لئے مفسدات کے تمام سوراخوں کو مضبوطی سے بند کرنا ضروری تھا پروردگار عالم نے شریعت اسلامیہ سے اس ضرورت کی تکمیل فرمادی۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ حجۃ اللہ البالغہ میں (جو احکام شرعیہ کے مصالح اور حکمتوں پر مشتمل ایک عظیم الشان کتاب ہے) حدود کی حکمتوں پر روشنی ڈالتے ہوئے اور اس باب میں انسانی فطرت میں مجرمانہ عناصر کی نشاندہی کرتے ہوئے جو کچھ تحریر فرماتے ہیں۔ ہم اس کا خلاصہ حاضر خدمت کرتے ہیں۔

Marfat.com

بعض معاصی ہیں خدائے تعالیٰ نے حد مقرر فرمائی ہے۔ وہ ایسے معاصی ہیں جن میں فساد کی کئی صورتیں پائی جاتی ہیں۔ ایک تو فساد ملکی، اور لوگوں کی سماجی زندگی میں خلل اندازی کچھ انسانوں میں ایسے فاسد داعیے موجود ہوتے ہیں، جو جرائم برانگیختہ کرتے رہتے ہیں۔ جرم ان کی فطرتوں میں رچ بس جاتے ہیں۔ ان معاصی اور جرائم سے باز رہنا خود انکے بس میں نہیں ہوتا۔ ایسے مجرمین کے جرائم کی زد میں آنے والے مظلومین اپنا دفاع کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ انسانوں کے درمیان اکثر ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں۔ اور عادی مجرمین کو محض خوف آخرت کی تلقین کافی نہیں ہوتی۔ بلکہ ایسے معاصی اور جرائم پر ملامت اور رنج پہونچا کر ہی مجرمین کو باز رکھنا قرین مصلحت ہے تاکہ مجرمین گناہوں سے باز رہیں۔ اسی طرح زنا وہ عورتوں کے حسن و جمال کی جانب رغبت و حرص بیجا ہے۔ جو اس جرم کے مجرمین کے لئے نہایت درجہ رسوا کن امر ہے۔ اور کسی ایک عورت کے ساتھ ایک سے زائد آدمیوں کا جمع ہونا جبلت انسانی کے خلاف، اور کشت و خون قتل و فساد کا پیش خیمہ ہے اور زنا اکثر زانی اور زانیہ کی رضامندی سے ہوتا ہے اور کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ دوسرے کچھ لوگ اس پر مطلع ہو پاتے ہیں۔ پھر آگاہی اور دشوار ترین ثبوت کی فراہمی کے باوجود اس بدترین اور تباہ کن جرم کے لئے سخت سزا مشروع نہ ہوتی تو یہ بڑی ناانصافی ہوتی اور مفاسد کا دروازہ کھلا رہتا۔ اسی طرح چوری کا جرم، انسان کسب صالح نہیں کر پاتا تو چوری کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اور کچھ لوگوں میں چوری کی عادت پختہ ہو جاتی ہے۔ چوری لوگوں سے چھپا کر ہوتی ہے بخلاف غصب کے ...

یونہی رہزنی جس میں مظلوم اپنی جان و مال بچانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اور رہزنی بلاد المسلین میں (جہاں اسلامی قوانین کا نفاذ ہو) نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ اپنی حکومت اور قوت کی وجہ سے اس کی مدافعت کر سکتے ہیں۔ تو ایسے افعال کی سزا زیادہ مقرر کرنی چاہئے، اسی طرح شراب نوشی کی سزا اس میں بھی زیادہ حرص ہوتی ہے، اور اس کے باعث ملک میں فساد اور زوال عقول ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کی سزا کے ذریعہ معاش و معاد کی اصلاح ہوتی ہے۔ اسی طرح قذف (زنا کی تہمت لگانا) جسے تہمت لگائی جاتی ہے

Marfat.com

وہ تکلیف اور رنج میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور اس الزام کو دور کرنے کے سلسلہ میں اگر وہ الزام تراش کو قتل کر دے تو خود قتل کیا جائے۔ اور اسے کسی اور طرح مار ڈالے تو اس کے عوض خود مارا جائے لہٰذا وہ متہم کئے ڈالے ہوئے رنج کو از خود دفع نہیں کر سکتا۔ اس لئے ایسے جرم کے لئے کوئی زبردست سزا ہونی چاہیئے۔۔۔۔۔ کسی کو قتل کر دینا بھی نہایت سنگین جرم ہے۔ یونہی کسی کا کوئی عضو کاٹ لینا یہ بھی دردناک اذیت ہے اور اس کی خلقی جسمانی صلاحیتوں کا برباد کر دینا ہے۔ گویا اس کے معاش کے حصول کی صلاحیت کو مفلوج کرنا ہوا۔ ایسے ہی ناک کان کاٹ لینا وغیرہ (ایسے جرائم کے لئے بھی یقیناً خاطر خواہ سزا ضروری ہے) لہ

شاہ صاحب نے تشریح کی ہے کہ قبولیت احکام کے لحاظ سے انسان دو اندازے کے ہیں۔ ایک وہ جو قوت بہیمیہ میں منہمک ہوں انہیں ایذا دیکر ہی برائیوں سے باز رکھا جا سکتا ہے۔ وہ بیلوں اور اونٹوں کے مانند ہو جاتے ہیں۔ اور وہ نفس جو حب جاہ کا شکار ہوتے ہیں انہیں جسمانی تکالیف سے زیادہ عار دلانے والی چیزیں مؤثر ہوتی ہیں۔ جیسے جلا وطنی، شہادت قبول نہ کرنا، طمانچہ وغیرہ مار دینا ——— حدود میں بوجہ مصلحت دونوں اقسام جمع کی گئیں۔

شہوانیت کے مفسدات

حدود شرعیہ کا مطالعہ کرتے ہوئے حد زنا اس کی حکمتوں اور مصلحتوں پر کچھ لکھنے سے پہلے آیئے اس فطری داعیے کو سمجھتے چلیں۔ جس کی بے اعتدالی انسان کو حیوانوں سے بدتر بنا دیتی ہے۔

حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمہ اور دیگر حکمائے اسلام تصریح فرماتے ہیں کہ رب تعالےٰ نے انسان میں شہوتِ جماع دو فائدوں کے لئے رکھی ہے ——— ایک یہ کہ اس کے ذریعہ حیاتِ اخروی میں جنت کے لذائذ کا اندازہ کیا جا سکے، جو اس لطف اندوزی سے بدرجہا اعلیٰ و ارفع ہے ——— دوسری وجہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ نسل انسانی کا فروغ ہو، اور انسان اپنے حقیقی رہنماؤں انبیاء و رسل کی تعلیمات و سنن کے مطابق نکاح کے ذریعہ قوت شہوانیہ کا معتدلانہ استعمال کریں۔ اس سلسلہ میں یہ ہرگز نہ بھولنا چاہیئے کہ انسانی دنیا میں جتنے انبیاء و رسل تشریف لائے حضرت آدم علیہ السلام سے خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم

Marfat.com

تک نکاح سب کی تعلیمات کا اہم جزء رہا ہے ؎۱۱

قوت شہوانیہ کے باب میں انسانی دنیا افراط و تفریط کا شکار رہی ہے۔ افراط جیسے مزدک وغیرہ جنسی آزادی کے محرکین اور وہ لوگ جن کی عقلیں مغلوب ہو جائیں اور وہ دین و دنیا کا ہر کام چھوڑ کر بندۂ شہوت بن جاتے ہیں۔ اور مغربی واشتراکی، نیز امریکن شہوانی ماحول ساز، تفریط جیسے پولس کی مسیحیت، بودھ دھرم اور دیگر عورت بیزار فاسد قوانین، جن پر سنجیدہ دنیا میں کبھی عمل درآمد نہ ہو سکا۔ راہ اعتدال محض حقیقی تعلیماتِ انبیاء و مرسلین اور وحی الٰہی پر عمل کرنے والوں کے پاس ہے جو بشکل کامل اسلام میں موجود ہے۔ انسان کی اس خواہش کو اگر قید و بند سے بالکل آزاد کر دیا جائے تو دنیا حیوانات کا بھٹ اور فتنہ و فساد کی آماجگاہ بن جائے۔ شہوت کے غلاموں کی مثال اس انسان جیسی ہے جو ہلک جانوروں میں جا پھنسے۔ یہ ذرا غافل ہو تو جانور اسے اپنا شکار بنا لیں شہوتِ فرج میں غلو کرنے والا نت نئی بیماریوں اور جسمانی آزار میں بھی مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور انسان کی سب سے بڑی شکست یہ ہے کہ وہ اپنی سب سے قیمتی چیز عقل پر مفاسد کو غالب کر دے۔ سمجھنے بوجھنے اچھا برا معلوم کرنے کی صلاحیتوں کو جلا ڈالے۔ اور یہ صفت عادی مجرمین میں عام طور پر دریافت کی گئی ہے۔ اس نفس کے سرکش گھوڑے کو احکام شرعیہ اور قوانین اسلامیہ کی لگام سے ہی سدھایا جا سکتا ہے تاکہ فلاح دارین کے کاموں پر متوجہ رہے اور اگر اس سے خواہش نفسانی کی آتش کو ایندھن ملتا رہا تو ایک دن وہ آئے گا جب یہ شرافتِ انسانی کی ساری پونجی جلا کر خاک کر ڈالے گی۔ لہٰذا ؎

سرچشمہ باید گرفتن بہ میل ٭ چوں پُر شد نشاید گزشتن بہ پیل

اسی شہوتِ فرج (جس کی تکمیل مرد عورت کے ذریعہ، اور عورت مرد کے ذریعہ کرتی ہے) کی طرف اشارہ فرمایا ہے حکیمِ فطرت، رسول رحمت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے،

وما من صباح الا وملکان ینادیان ویل للرجال من النساء وویل للنساء من الرجال ؎۱۲

ہر صبح دو فرشتے پکارتے ہیں کہ مردوں کے لئے عورتیں تباہ کن ہیں اور عورتوں کے لئے مرد،

وہ جنسی میلان جو عقل کو مفلوج کر دیتا ہے، محض ایمان باللہ کی تسخیر اسے لگام دے سکتی ہے لہٰذا ہر انسان کو اس سخت امتحانی مرحلہ کا اہتمام کرنا چاہئے۔ ایک مقام پر صرف مردوں کو اسی ضرارِ

نفس کی بیخنے کی تاکید بایں طور فرماتا ہے۔

ماترکت بعدی فتنۃ اضرّ علی الرجال من النساء ۱۳ؕ

اپنے بعد میں نے مردوں کے حق میں عورتوں سے زیادہ نقصان رساں کوئی فتنہ نہیں چھوڑا۔

نفسانی خواہشات کے اس دلدل سے بحسن و خوبی اپنا کاروانِ حیات گزارے جانے والے ہی خدا کی عنایتوں کے حقدار ہوتے ہیں۔ حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ اور اس میں فرمایا۔

اِنَّ الدُّنیا خضرۃ حُلوۃ وَ اِنَّ اللّٰہَ مُستخلفکم فیھا فناظر کیف تعملون فاتقوا الدنیا واتقوا النساء ۱۴ؕ

دنیا میٹھی اور سرسبز شے ہے اور اللہ تمہیں اس کا جانشین بنا کر دیکھتا ہے تم کیا کرتے ہو پس تم دنیا کی رنگینیوں سے بچو اور عورتوں کے فتنے سے بچو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ابلیس

اللہ تعالےٰ کے جلیل القدر پیغمبر سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کسی مجلس میں تشریف فرما تھے، کہ ابلیس لعین مجلس میں گھس آیا۔ سر پر رنگا رنگ کلاہ بھی تھی۔ قریب پہونچا تو سلام عرض کیا۔ اور ٹوپی اتار کر رکھ لی۔ آپ نے دریافت فرمایا تو کون ہے؟ کہنے لگا میں ابلیس ہوں۔ فرمایا خدا تجھے غارت کرے یہاں کیوں آیا؟ بولا آپ کا خدا کے نزدیک بڑا مرتبہ ہے، سوچا سلام کرتا چلوں۔ فرمایا یہ تیرے سر پر کیا چیز تھی؟ کہنے لگا ٹوپی ہے اس سے میں انسانوں کے دل اچک لیتا ہوں۔

○ تو کن باتوں سے انسان پر غلبہ پاتا ہے۔

○ اس کے تکبر اور غرور کے ذریعہ میں دل میں گھر کر لیتا ہوں، وہ گناہوں کو فراموش کر کے اپنے اعمال کو اہم سمجھنے لگتا ہے۔ پھر وہ میرے قابو میں آجاتا ہے۔ اور تین باتیں میں آپ کو ڈرنے والی بتاتا ہوں ——— ① اجنبی عورت سے تنہائی، اس وقت میں اپنے کارندوں کو نہیں لگاتا ہوں، بلکہ خود موجود رہتا ہوں اور اسے فتنہ میں مبتلا کرتا ہوں ——— ② اللہ سے کئے ہوئے عہد کی تکمیل ——— ③ زکوٰۃ وصدقے کے مال کو تقسیم کر دینا، کیونکہ انسان جب کچھ مال فی سبیل اللہ نکالتا ہے تو میں وہاں بھی پہونچتا ہوں۔ اور کوشش کرتا ہوں کہ وہ ارادہ خیر کو پورا نہ کر پائے ——— پھر ابلیس مجلس موسیٰ سے چلا گیا۔ اور یہ کہتا جاتا تھا کہ

افسوس حضرت موسیٰ کو انسانی ابتلاء کے راز معلوم ہو گئے[15]

گویا نفس اور شیطان کے ہتھکنڈوں میں سے مضبوط شے جنسی رجحان کی غلط کاریاں ہیں۔ انسان اگر پورے طور پر تقویٰ اللہ کے حصار میں نہ ہو تو اس سے نجات آسان نہیں۔ اور خدائی پابندیوں کو اپنا کر یہ قوت و جذبہ اگر سدھا لیا گیا تو یہ بیش بہا کامرانیوں اور فتحمندیوں کا پیش خیمہ ہے۔

حجۃ الاسلام کا تجزیہ

امام غزالی فرماتے ہیں۔ شرمگاہ کی شہوت تمام انسانی شہوات پر غالب ہے اور ہیجان کے وقت سب سے زیادہ عقل کی نافرمان ہے۔ اسکے علاوہ اس کے نتائج ایسے بھیانک ہیں، جن سے شرم آتی ہے۔ اور اظہار سے خوف لگتا ہے۔ آپ نے تصریح فرمائی کہ زنا اور نظر بد سے بچنے والوں میں کئی قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔

(۱) اپنی عاجزی کے سبب
(۲) کسی خوف کے باعث
(۳) عزت و حشمت کے خیال سے
(۴) حیا و شرم کی بنیاد پر

اور ان وجوہ سے بچنے والے کو کوئی خاص ثواب نہیں ملتا، بلکہ ان میں ایک حظ نفس کو دوسرے پر ترجیح دینا ہے۔ ہاں ان موانع میں بھی ایک فائدہ بہر حال ہے کہ آدمی گناہ سے محفوظ رہتا ہے۔ چاہے جس سبب سے ہو۔

شہوانیت سے اجتناب کی نتیجہ خیز بنیاد

اعلیٰ ترین درجہ ثواب یہ ہے کہ باوجود قدرت اور عدم موانع کے، محض خوف خدا کے باعث زنا نہ کرے۔ خاص طور سے اس وقت جبکہ شہوت صادق بھی پائی جا رہی ہو۔ یہ درجہ صدیقین کا ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من عشق فعف فکتم فھو شھید — جو عاشق ہوا اور پارسا اور عشق کو چھپایا پھر مرگیا وہ شہید ہے۔

اور ارشاد فرمایا۔

سات آدمیوں کو اللہ تعالےٰ قیامت کے دن عرش کے سائے میں جگہ دے گا۔ اور اس دن سوا عرش الٰہی کے کہیں سایہ نہ ہو گا۔ ان میں ایک شخص وہ بھی ہو گا جس کو کوئی حسین وجمیل حسب و نسب والی عورت اپنی طرف بلائے اور وہ جواب میں کہے۔

انی اخاف اللہ رب العٰلمین — بیشک میں دونوں عالم کے رب سے ڈرتا ہوں

حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ زلیخا کے ساتھ، آپ کی قدرت اور اس کی رغبت کے باوجود مشہور ہے۔ اس پر خداوند کریم نے اپنی کتاب مجید میں ان کی تعریف فرمائی ہے۔

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ○ ١٦

اور بیشک عورت نے اس کا ارادہ کیا اور وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا ہم نے یونہی کیا کہ اس سے برائی اور بے حیائی کو پھیر دیں بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے ہے

تحفظات

معاشرہ کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنانے کے لئے، اور اسے شر و فساد، بے حیائی و بدکرداری سے محفوظ کرنے کے لئے اسلام نے جو فطری قوانین عطا فرمائے ہیں، قبول صداقت اور دیانتداری کی نگاہ سے اب اس کی کھلی ہدایات کے گیارہ نکات جو اس موضوع سے متعلق ہیں زیب نظر فرمائیں۔

① پاکیزہ قانون کا پاکیزہ گمان

خدائی قانون کی نگاہ میں اسلامی معاشرہ کا ہر مومن فرد بے جرم سمجھا جاتا ہے۔ جب تک کہ اسکے مجرم ہونے کا شرعی ثبوت نہ مل جائے۔ جیسا کہ اس آیت سے متبادر ہے۔

لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ١٧

جب تم نے اسے (افک کی بات) سنا تھا کیوں نہ ہوا کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں پر بدگمانی ناجائز ہے۔ اور جب کسی نیک شخص پر تہمت لگائی جائے تو بلا ثبوت مسلمان کو اس کی تصدیق کرنا ناروا ہے ١٨

② استیذان

لوگ ایک دوسرے کے مکانات میں بے تکلف نہ گھس جایا کریں۔ بلکہ اجازت لے کر جایا کریں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ١٩

مومنو! اپنے گھروں کے سوا، دوسرے گھروں میں اہل خانہ سے اجازت لئے اور سلام کئے بغیر داخل نہ ہوا کرو۔

Marfat.com

دوسرے مقام پر ارشاد پاک ہے۔

وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ[۲۰]

اور جب تمہارے لڑکے بالغ ہو جائیں تو ان کو، اسی طرح اجازت لینی چاہئے جس طرح ان سے اگلے (یعنی بڑے آدمی) اجازت حاصل کرتے ہیں

صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری روایت کرتے ہیں۔ رسول خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اجازت تین بار حاصل کرنی چاہئے اگر اجازت مل جائے تو اندر جاؤ، ورنہ واپس ہو جاؤ"

قبیلہ بنو عامر کا ایک آدمی خدمتِ رسول میں حاضر ہونا چاہتا تھا۔ رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اپنے حجرہ پاک میں تھے۔ اس نے پوچھا میں آجاؤں؟ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے خادم سے فرمایا۔ اس شخص کے پاس جاؤ اور گھر میں داخل ہونے کی اجازت کس طرح لینی چاہئے اسے بتا دو۔ اس سے کہو کہ یوں کہے۔ السلام علیکم، کیا میں اندر آجاؤں۔ اس بات کو شخص مذکور نے سُنا۔ اور کہا السلام علیکم، کیا میں حاضر ہو سکتا ہوں۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی، تو وہ گھر میں داخل ہوا[۲۱]

بے جھجک دوسروں کے گھروں میں آنا جانا شرافت اور حیاداری کے خلاف ہے۔ اور بہت سی برائیوں کا پیش خیمہ بھی، اس لئے قانونِ فطرت، اسلام نے اس کا مکمل نصاب بیان فرمایا ہے۔

(۲) حفاظت نگاہ

نگاہوں کی حفاظت دراصل اپنی عزت وآبرو اور پرہیزگاری کے مترادف ہے۔ بے باک ماحول کا ایک ترجمان آنکھوں کے بارے میں کہتا ہے

ہوتا ہے راز عشق ومحبت انہیں سے فاش ✲ آنکھیں زباں نہیں ہیں مگر بے زباں نہیں

آنکھیں انسان کی استواری کا پہلا زینہ ہیں۔ اور جو جنسی میلان قدرت کی طرف سے مرد وعورت کے مابین رکھا گیا ہے، اس کی ابتدا کا بہت بڑا ذریعہ آنکھیں ہیں۔ آزاد، بے باک اور آوارہ آنکھیں فکر ودل کو انتشار کے پرہیجان جنگل میں پہونچا کر بے سکون، اور راہل طمانیت کو نت نئی آفات میں مبتلا کرتی ہیں۔ اس کا نہایت باریک تجزیہ اسلام نے کیا ہے۔ قرآن مجید میں علاج کا اجمالی ذکر موجود ہے۔

Marfat.com

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۲۲

مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ انکے لئے بہت ستھرا ہے، بیشک اللہ کو انکے کاموں کی خبر ہے

مسلم شریف میں جریر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اجنبی عورت پر نگاہ پڑجانے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا۔ نگاہ پھیر لو۔

بُریدہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا۔ اے علی کسی اجنبی عورت پر اچانک نگاہ پڑجائے تو نظر پھیر لو۔ دوسری نگاہ اس پر نہ ڈالو پہلی نگاہ تو معاف ہے لیکن دوسری نگاہ پر مواخذہ ہے۔ ایمان وحیا کے نازک شیشے عورتوں ہی کے طرح مردوں کے بھی ہیں۔ بدنگاہی اور آوارہ نظری جس طرح مردوں کے لئے ممنوع ہے۔ اسی طرح عورتوں کے لئے بھی سخت مضر ہے۔ نگاہیں نیچی رکھنے کی تاکید محض مردوں کو ہی نہیں ہے۔ بلکہ عورتوں کو بھی ایسی ہی تاکید ہے۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ ۲۳

اور مومن عورتوں سے فرمادیجے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

چونکہ عورتیں نازک مزاج اور نرم خو ہوتی ہیں، اور ان پر ماحول کی پراگندگی کا اثر جلد ہوتا ہے اس لئے اسلام نے بالخصوص پردہ میں رہنے، اور اجنبی لوگوں سے نگاہیں چار کرنے سے منع کیا ہے۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں اور میمونہ حضور کی خدمت میں تھیں حضور کے ایک نابینا صحابی ابن ام مکتوم کسی ضرورت سے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ہم دونوں کو پردہ میں جانے کا حکم فرمایا۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! کیا ابن ام مکتوم نابینا نہیں ہیں؟ حضور نے ارشاد فرمایا۔ کیا تم دونوں بھی اندھی ہو؟۔ اور ان کو نہیں دیکھتیں؟ ۲۴

اس حقیقت سے مجال انکار نہیں کہ نگاہ شہوت کی قاصد ہوتی ہے۔ اور نگاہ کی حفاظت در اصل شرمگاہ اور شہوت سے محفوظ رہنا ہے۔ نگاہ کی آزادی دروازۂ دل سے دربان و نگہبان کا ہٹادینا ہے۔ نظر بھٹکتی ہے تو اس کے نتیجے میں خیالات و افکار میں فتنہ اور آفت کی لہر دوڑتی ہے

Marfat.com

جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ غلط کاری کی راہ پر ذہن کام کرنے لگتا ہے۔ جذبۂ شہوانی کو فکر کا سہارا ملتا ہے تو نئی نئی شیطانی اسکیمیں ابھرتی ہیں۔ جن پر عمل کرنے والا تباہی کے دہانے تک جا پہونچتا ہے۔ انہی مضرات کی جانب اشارہ کرتے ہوئے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

النظرۃ سھم مسموم من سھام ابلیس — نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہر آلود تیر ہے۔

مشکوٰۃ باب الایمان بالقدر کی ایک طویل حدیث پاک کا یہ حصہ اعضائے انسانی کے غلط استعمال کو ان اعضاء کے شدید جرائم میں شمار کرکے حفظانِ عفت و عصمت کی روشن تعلیم پیش کر رہا ہے۔

العینان زناھما النظر والاذنان زناھما الاستماع واللسان زناہ الکلام والید زناھا البطش والرجل زناھا الخطا والقلب یھویٰ و یتمنیٰ و یصدق ذالک الفرج او یکذبہ ۲۵

آنکھوں کا زنا دیکھنا، کانوں کا زنا سننا، زبان کا زنا بات کرنا، ہاتھ کا زنا پکڑنا، پیر کا زنا چلنا، اور دل خواہش و تمنا کرتا ہے، پھر شرمگاہ اس کو سچ یا جھوٹ کرتی ہے۔

(۴) پردہ عورتوں کو حکم دیا گیا کہ اپنے گھر میں سر اور سینہ ڈھانک کر رکھیں۔ اسی طرح غیر محرم مردوں اور محرم رشتہ داروں کے درمیان فرق قائم کیا گیا۔ اور ازواج النبی (صلے اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ تعالے عنہن) کے ذریعہ اور وسیلہ سے دنیا بھر کی مومن عورتوں کو تعلیم دی گئی کہ صرف یہ مخصوص اہل رشتہ ہی گھروں میں آجاسکتے ہیں۔ سورۂ نور میں ہے۔

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ

اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے۔ اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں۔ اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ، یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتیں یا اپنی کنیزیں، جو اپنے ہاتھ کی ملک ہوں یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد نہ ہوں یا وہ بچے جن کو عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں

الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝٣١

اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگار، اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو سب کے سب اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

سورۂ احزاب میں ہے۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ۔ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝٥٥

اور ان پر مضائقہ نہیں کہ (پردہ نہ کریں) ان کے باپ اور بیٹوں اور بھائیوں اور بھتیجوں، اور بھانجوں اور اپنے دین کی عورتوں اور اپنی کنیزوں میں، اور اللہ سے ڈرتی رہو، بیشک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔

خلقی لحاظ سے جو لوگ اہل قرابت ہیں۔ نصوص قرآنیہ نے گھروں میں انہی کی آمد و رفت کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اور مرد و عورت کے عام اختلاط کو اسلام نے کتنا مُضر اور مخرب اخلاق شمار کیا ہے۔ اس بات کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ باقاعدہ اہل رشتہ میں کون کون بے محابا گھر میں آسکتا ہے، اور گھر کی خواتین کن کے سامنے ہو سکتی ہیں۔ اس کی باقاعدہ فہرست عطا فرمائی۔ یہ اس معاشرۂ اسلامی کی تعمیر کے اصولوں میں ایک ہے، جہاں امن و سلامتی جگمگاتی ہے۔

⑤ دافع فتن انداز کلام

ازواج مطہرات کو اور ان کے وسیلہ سے سب اہل ایمان عورتوں کو حکم دیا گیا کہ اپنے گھروں میں وقار کی زندگی گزاریں، بناؤ سنگار کرکے باہر نہ گھومیں، اور غیر مردوں سے گفتگو کرنے کا اتفاق ہو تو بات دبی دبی زبان سے نرم لہجے میں نہ کریں۔ بلکہ سادے اور کھردرے سپاٹ طریقہ پر کریں تاکہ کوئی نرم و نازک اور ملائم انداز گفتگو سے ذہن میں نامناسب خیالات نہ لا سکے۔ دور جاہلیت، یعنی قبل اسلام کی طرح زیب و زینت کرکے اتراتی پھرنا اور اپنے حسن و جمال کی نمائش، اسلامی نظریۂ عفت کے خلاف ہے۔ یہ تمام عادات عزت مآب خواتین کے لئے نازیبا ہیں۔ ارشاد رب العلمین ہوتا ہے۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ

اے نبی کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں

Marfat.com

اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۚ وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰى [۲۸]

ہو، اگر اللہ سے ڈرو تو بات میں ایسی نرمی نہ کرو، کہ دل کا روگی کچھ لالچ کرے۔ ہاں اچھی بات کہو اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو، جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔

بخاری اور مسلم کی روایت ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خدمت رسول میں عرض پیش کی۔ یارسول اللہ! آپ کی ازواج مطہرات (امہات المومنین رضوان اللہ تعالیٰ علیہن) کے پاس ہر طرح کے لوگ آتے ہیں۔ کاش آپ انہیں پردہ کا حکم فرماتے ——— اس کے بعد آیت حجاب نازل ہوئی۔ جس میں مسلمانوں کو گھروں میں بے اجازت داخل ہونے سے روک دیا گیا'

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ [۲۹]

اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو۔ جب تک اذن نہ پاؤ۔

آیت پاک کی شان نزول خاص ہے، مگر حکم سب اہل ایمان گھروں کے لئے عام ہے۔

(۶) آداب تعلق

مردوں کا عورتوں سے بالکل مقاطعہ نہیں کر دیا گیا کہ کاروبار حیات معطل ہو کر رہ جائے، بلکہ ضروری استفادہ کی راہ معقول اور پاکیزہ طور پر کھول دی گئی۔

وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ [۳۰]

اور جب تم ان سے برتنے کی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو اس میں زیادہ ستھرائی ہے تمہارے دلوں اور انکے دلوں کی،

گھریلو معاشرت میں خانگی ملازموں اور نابالغ لڑکوں بچوں کے لئے بھی طہارت قلب ونظر کا درس دیتے ہوئے یہ طریقہ بتایا گیا کہ اوقات خلوت میں کسی مرد یا عورت کے کمرے میں اچانک نہ داخل ہو جایا کریں۔ حتیٰ کہ اولاد بھی ماں باپ کے کمرے میں اجازت لیکر داخل ہو [۳۱]

تفسیر خزائن العرفان میں ہے۔ غیر کے گھر میں بے اجازت داخل نہ ہو، اور اجازت لینے کا طریقہ یہ بھی ہے کہ بلند آواز سے سبحان اللہ، الحمد للہ، یا اللہ اکبر کہے۔ یا کھکھارے جس سے مکان والوں کو معلوم ہو کہ کوئی آنا چاہتا ہے۔ یا یہ کہے کہ کیا مجھے اندر آنے کی اجازت ہے؟۔ غیر کے گھر سے مراد وہ گھر ہے جس میں غیر سکونت رکھتا ہو، خواہ اس کا مالک ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ: اگر دروازے کے سامنے کھڑے ہونے میں بے پردگی کا اندیشہ ہو تو دائیں

Marfat.com

یا بائیں کھڑے ہو کر اجازت طلب کرے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر گھر میں ماں ہو، جب بھی اجازت طلب کرے۔ (موطا امام مالک) ۴۲

۷ نقاب و چادر پوشی

عورتیں اپنی ضرورت سے اگر گھر سے باہر قدم رکھیں تو اسی طرح انکی زیب و زینت پردہ میں رہے۔ نگاہیں جھکی ہوئی ہوں، زیوروں کی جھنکار اور عطریات و خوشبوؤں کی پھوار چھوڑتے ہوئے نکلنا صرف اسلامی نظام عفت کے خلاف نہیں بلکہ سماج اور معاشرہ کو تباہ کن راستوں پر لے جانے کے مترادف ہے۔ معاشرۂ اسلامی میں عورتوں کو تاکید کی گئی کہ گھروں کے اندر رہتے ہوئے بھی

لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۴۳ اور اپنا بناؤ سنگار نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے

اسلامی تعلیم عفت یہ ہے کہ جن اعضائے بدن کا دیکھنا جائز نہیں ان پر نظر نہ ڈالی جائے، مرد کا بدن زیر ناف سے گھٹنے کے نیچے تک عورت ہے۔ اس کا دیکھنا جائز نہیں۔ اور عورتوں میں اپنے محارم اور غیر کی باندی کا بھی یہی حکم ہے۔ مگر اتنا اور ہے کہ ان کے پیٹ اور پیٹھ کا دیکھنا بھی جائز نہیں۔ اور حرہ اجنبیہ کے تمام بدن کا دیکھنا ممنوع ہے ....

مسئلہ: امرد لڑکے کی طرف بھی شہوت سے دیکھنا حرام ہے۔ (مدارک واحمدی) ۴۴

اور عورتیں جب گھروں سے باہر نکلیں تو چادروں سے اپنے آپ کو اچھی طرح ڈھانک کر نکلیں۔

یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ۴۵

اے نبی اپنی بیویوں، اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں۔

۸ سوکوڑے

دنیا کو گہوارۂ امن و سلامتی بنانے کے لئے، انسانی جذبات کو شیطانی کھلونا بننے سے روکتے ہوئے اسلام نے زنا اور اس کے داعیات کو نہایت مستحسن طور پر پابند سلاسل کیا ہے۔ تاکہ صالح معاشرت پروان چڑھ سکے اور ہر خاندان اپنے محدود دائرہ ہی میں نمونۂ جنت بن سکے۔ انسانی بدکاری کی غلیظ ترین لعنت کا نام زنا ہے۔ اسلام نے اس کی روک تھام کے لئے قانونی، اخلاقی، اور معاشرتی تدابیر مہیا فرمائی ہیں۔

سورہ نسا میں اسے نہایت بھیانک معاشرتی جرم قرار دیا گیا۔ (النساء، آیات ۱۵، ۱۶) فتنہ انک کے بعد سورہ نور کا نزول ہوا۔ اور غیر محصن زانی کی سزا سو کوڑے مقرر کر دی گئی۔

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۲۴
جو عورت بدکار ہو اور جو مرد، تو ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ۔

۹ بہتان کی سزا

جو شخص کسی دوسرے پر زنا کا الزام لگائے اور ثبوت میں چار عادل گواہ نہ پیش کر سکے اس کے لئے اسّی کوڑوں کی سزا مقرر کی گئی۔ اور انہیں ہمیشہ کے لئے مردود الشہادہ قرار دے دیا گیا۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا
اور جو پارسا عورتوں کو عیب لگائیں، پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں تو انہیں اسّی کوڑے لگاؤ، اور ان کی گواہی کبھی نہ مانو۔

۱۰ ترغیب نکاح

اسی طرح اثباتی اقدامات میں عورتوں اور مردوں کی مجرد زندگی کو معیوب قرار دیا گیا۔ نکاح کی ترغیبات دی گئیں۔ نکاح کو آسان سے آسان کرنے کی تاکید کی گئی۔ رشتوں کے تعین میں رسم و رواج کی زنجیروں کو کاٹ دیا گیا۔ حتی کہ غلاموں اور باندیوں کے نکاح کی ترغیب دی گئی۔ اور بتایا گیا کہ نکاح معاشی اور اقتصادی پریشانیوں کا خاتمہ بھی کرتا ہے۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۳۸
نکاح کر دو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح کے ہوں اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا، اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ انہیں غنی کر دے گا۔

صحیحین میں عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا۔
اے نوجوانو! تم میں سے جو نکاح کی ذمہ داریاں اٹھانے کی سکت رکھتا ہو، اسے نکاح کر لینا چاہیے کیونکہ یہ نگاہ کو نیچا رکھتا اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے۔ اور جو نکاح کی ذمہ داریاں اٹھانے کی سکت نہیں رکھتا اسے چاہیے کہ شہوت کا زور کم کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً روزہ رکھا کرے۔ اس حدیث پاک میں فانہ اغض للبصر واحصن للفرج (وہ نگاہ کو نیچا رکھتا اور شرمگاہ

Marfat.com

کی حفاظت کرتا ہے ــــــــــ قابل توجہ ہے۔ شادی بیاہ کرنے کے عام معیار دولت، حسن اور حسب و نسب تھے۔ اسلام نے ان سب فولادی دیواروں کو مسمار کر کے تقوی اللہ کو اعلیٰ معیار قرار دیا۔

ولامة سوداء ذات دین افضل ــــ سیاہ رنگ کی باندی جو دیندار ہو بہتر ہے۔

معاشرتی امن کے قرآنی دائرے

حدود اسلام پر کچھ عرض کرنے سے پہلے ہم نے اپنی ملی تہذیب کی بنیادوں تک قارئین کو پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ تاکہ دنیا میں رائج ملکوں کے کلچر اور کچھ مخصوص قومی عادات و اطوار کی طرح مسلمانوں کو بھی چند فرسودہ روایات کی لکیروں کا فقیر نہ سمجھ لیا جائے۔ بلکہ یہ باور کیا جائے کہ اسلام ایک آفاقی اور ہمہ گیر خدائی نظام کا نام ہے جو دنیا کو مساویانہ انسانی حقوق اور پُرامن طریقۂ زندگی سے بہرہ ور کرتا ہے۔ افہام و تفہیم اور تعلیم و تربیت کے راستوں سے مفسدات کے تمام دروازے بند کرنا، شر و فتن کی چنگاریوں کو ابتداءً ہی نیست و نابود کرنا، اور انسانی تخلیق کے مقاصد تک پہونچانے کے لیے انسان کو بالکل آمادہ و تیار کرنا، محض اپنی ذات کے مفادات یا صرف خاندان، فیملی کی بھلائی یا طبقہ و ملک کی حد تک نہیں بلکہ ساری انسانی برادری کو حقیقی بہبود تک پہنچانا اسلام کے اولین مقاصد میں سے ہے۔

اسلامی سزاؤں کو غیر مہذب اور وحشیانہ کہنے والے خود اپنے قوانین میں اپنے نقطۂ نظر سے جنہیں مجرم شمار کرتے ہیں ــــــــ ان کو جس قسم کی بھیانک اور شرافت سوز سزائیں دیتے ہیں ان پر غور کریں۔ اسے سامنے رکھ کر ہم موضوع کا رخ دوسری طرف نہیں پھیرنا چاہتے۔ البتہ اس قدر ضرور عرض کریں گے کہ اسلامی قوانین کے نفاذ کے زرّیں دور (دور نبوی سے خلافت راشدہ تک) کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ اسلامی حدود کے نفاذ کی برکت سے ہی جرائم کی تعداد صفر ہو کر رہ گئی تھی۔ اور لوگوں میں خوف خدا، خوف آخرت، اور یوم حساب کی جواب دہی کا اتنا شدید احساس زندہ ہو گیا تھا کہ مفاسد نے دم توڑ دیا تھا۔

اور یہی نہیں آج جب کہ اسلامی قوانین پر من کل الوجوہ عمل پوری دنیا میں کسی ایک خطہ پر بھی نہیں ہے۔ صرف الٰہی ترغیب و ترہیب کے تحت مسلمان قوم کے افراد زنا، فحاشی، شراب نوشی، خودکشی جیسے

Marfat.com

جرائم میں ہر قوم سے کم مبتلا ہوتے ہیں۔ تو اس سے بآسانی سمجھا جاسکتا ہے کہ جس نظام اسلامی کے محض اخلاقی اسباق میں اتنا زور اور کشش ہے جب اپنے پورے لوازمات کے ساتھ وہی نظام روئے زمین پر نافذ ہو تو کیا دنیا جنت نشان نہ بن جائے گی؟۔

عبرتناک سزا محافظ قانون ہے

یہ مثال قریب الفہم ہے کہ ریل گاڑی پر سفر کرنے والوں کے لئے ٹکٹ خرید کر سفر کرنے کی شرط رکھی گئی ہے۔ اب اگر بے ٹکٹ سفر کرنے والوں کے لئے جرمانہ یا سزا مقرر نہ ہو، بلکہ ٹکٹ والے مسافروں ہی کی طرح ریلوے کا عملہ ان کے ساتھ بھی خدمت گزارانہ برتاؤ کرنے لگے تو چند روز میں ریلوے نظام کا دیوالیہ نکل جائے۔

آج کی یورپین جمہوریتیں اور دنیا کے متعدد ممالک فریب تمدن میں مبتلا ہوکر کچھ ایسی ہی راہ پر چل رہے ہیں۔ ایک طرف ماحول کے بگاڑ کے سارے سامان خود فراہم کرتے ہیں، ہوا و ہوس ساری کھڑکیاں خود کھولتے ہیں، فحاشی و عریانیت کی نشر و اشاعت ہی کلچر کا دوسرا نام پڑتا جا رہا ہے دوسری طرف معاشرتی جرائم کی تعداد میں بھیانک اضافوں پر اظہار تعجب کرتے ہیں۔

موجودہ دور کی ناآسودگی انسانی قوانین کی دین ہے

انسانی قانون کسی حال میں الٰہی قانون کا بدل نہیں ہوسکتا۔ اور الٰہی قوانین کے حسنات و برکات کو کسی انسانی قانون کے ذریعہ حاصل بھی نہیں کیا جاسکتا۔ موجودہ دنیا میں برپا دو قوانین انسانی کا جائزہ لیجئے۔ سرمایہ دار اور اشتراکی ممالک کے بارے میں دو ٹوک کہا جاسکتا ہے کہ ادھر فرد کی تقدیس حدِّ غلو کو پہونچی ہوئی ہے۔ ادھر اشتراکیوں کو ریاست و اجتماع کا جنون کھائے جا رہا ہے۔ ان لوگوں کا خیال یہ تھا کہ سرمایہ کی برابر تقسیم ہی انسان کے جملہ مصائب کا علاج ہے۔ چنانچہ مارکس اور اس کے پیروؤں نے یہ گمان کیا تھا کہ پرولتاریوں کے برسر اقتدار آجانے کے بعد اختلاف و تصادم ہی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ان لوگوں کے نزدیک اخلاقی جرائم کا شمار جرم کی فہرست میں ہوتا ہی نہیں، تاوقتیکہ کوئی ایسی صورت حال پیدا نہ ہو کہ وہ سیاست و اجتماع اور حکومتی معاملات میں رخنہ انداز ہو۔ مگر حقیقی صورت حال کیا ہے دنیا پر روشن ہے۔ اسی طرح متحدہ امریکہ اور مغربی یورپ جن نظاموں کو اپنائے ہوئے ہیں،

Marfat.com

ان کا رجحان اخلاقیات کے بارے میں یہی تو ہے کہ اس کا تعلق فرد اور اجتماع سے ہے، لہذا حکومتی قوانین اس میں دخل اندازی نہیں کرتے۔ ہر آدمی ہر کام میں آزاد ہے جب تک وہ جبر و تشدد اور دھوکہ دہی میں مبتلا نہ ہو اسے حکومت کی نظر میں معزز شہری ہی سمجھا جاتا ہے۔ جرائم اور مہلکات کی تعداد روز بروز بڑھتی جارہی ہے۔ نفسیاتی الجھنیں، اور اعصابی عوارض کے پنجے پھیلتے جارہے ہیں۔ اور نام نہاد آزادی کی فضا میں پروان چڑھ کر انسان ممنوعہ کاموں میں تیز سے تیز تر ہوتا جارہا ہے۔ اب ان ملکوں کی انسانیت کا حال یہ ہے کہ اس کی نفسانی پیاس کے سامنے سمندر بھی گھونٹ دو گھونٹ دکھائی دیتے ہیں۔ جرم کی بہتات نے معاشرے کو ناآسودگی کی وبا میں مبتلا کر دیا ہے۔ اس گہرائی تک اتر جانے کے بعد بھی ان ملکوں کے ارباب فکر و دانش زیادہ سے زیادہ جرم کی قیمت نقد کے ترازو پر تول پاتے ہیں جیسے وہ انسداد جرائم کے شعبوں پر خرچ کرتے ہیں۔ مگر رفتہ رفتہ ترقی کر کے بیحیائی اور اخلاق باختگی انسانی معاشرہ کو جس بھیانک تباہی کے دہانے تک لارہی ہے یہ لوگ اس کے انسداد کا مؤثر علاج تاہنوز دریافت نہ کر سکے۔ انصاف و دیانت کے خلاف ہوگا، اگر اس بات کا برملا اعتراف نہ کیا جائے کہ ان ممالک میں معذورین کے لئے آسائش حیات کے وسائل بہت عمدہ ہیں۔ اندھے، لنگڑے، لولے، اپاہج اور بے سہارا معذورین جس سہولت کی زندگی یہاں گزارتے ہیں، اور ان کے علاج و معالجہ، خورد و نوش، رہائش، خدمت گزاری، تفریحات کے جو انتظامات ان ممالک نے کئے ہیں وہ سب کے سب قابل ستائش اور لائق تعریف ہیں۔ اور مذہبی نقطۂ نظر سے دیکھئے تو تہذیبی آوارگی میں تا بفرق ڈوبا ہوا معاشرہ شاید اس انسانی مجبور طبقہ کی خدمات کے صلہ ہی میں زندگی کی فراوانیوں سے بہرہ ور ہے بہرحال بات معاشرہ اور تہذیب کی چل رہی تھی۔ کوئی بھی معاشرہ افراد ہی سے تشکیل پاتا ہے۔ اور افراد کے عادات و اطوار ہی معاشرہ کے حسن و قبح کو جنم دیتے ہیں ——— اور اخلاق کی تراش خراش میں صرف سیاسی عوامل کہاں تک کامیاب ہو سکتے ہیں۔ تواریخ ماضی سے موجودہ دور تک کے تمام نظاموں کا جائزہ لیا جاسکتا ہے۔ بات اسی مرحلہ پر آجائے گی کہ اخلاق و عادات کو مہذب بنانے میں سب سے قوی شئے وحی و رسالت کی رہنمائی ثابت ہوتی ہے۔ انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والتسلیمات کی ہدایات ہی نے انسانی سماج کی زلف برہم میں شانہ فرما کر اسے سلجھایا۔ اور اسلام چونکہ

خاتم الادیان، اور الہی ہدایات کا تکملہ ہے۔ اسی لئے اسی کے قوانین میں ہمہ گیری اور کاملیت کا ہونا لازمی تھا۔ جیسا کہ ہے۔

آیئے اب عفت وعصمت اور آبرومندی کی قدر وقیمت پر سرسری نظر ڈالتے ہوئے اس قلعۂ شامخ میں نقب زنی کرنے والوں کی خبرگیری تک جائزہ لیا جائے۔

اسلام میں آبرو جان سے زیادہ قیمتی ہے

انسانی جان کی اہمیت ہر مذہب وملت میں موجود ہے۔ اور اسلام میں انسانی جان کے قتل میں قصاص کی سزا مقرر ہے مگر ناموس انسانی کو داغدار کرنے کا جرم، عفت وعصمت کی چاک دامنی کا مجرم قاتلوں اور لٹیروں سے زیادہ قابل مذمت ہے۔ اگر کسی کے ہاتھوں کوئی ہلاک ہو جائے اور مہلوک کے ورثا، اگر رضامند ہو جائیں۔ تو جان کے بدلے مالی فدیہ یعنی دیت لیکر قاتل کی جان بخشی کر سکتے ہیں۔ بخلاف اس کے زانی اور زانیہ کے سلسلہ میں طرفین کی مصالحت کی بنیاد پر بھی اس جرم کی تلافی کا کوئی راستہ نہیں۔ عصمت اور پاک دامنی کے نظیف پردوں کو چاک کرنے والے محض شخصی ہلاکت خیزیوں تک محدود نہیں رہتے۔ بلکہ یہ ایک ایسا متعدی جرم ہے جس کے ناپاک چھینٹے معاشرت اور سماج کا ناسور بن جاتے ہیں ——— معلوم ہوا کہ اسلام ناموس وعصمت انسانی کو انسانی زندگی سے زیادہ وقعت دیتا ہے۔ اور زنا کے مجرم کو خدائی مجرم قرار دیکر اس پر اسلامی حد جاری کرنا، سربراہان خلافت اسلامیہ کے فرائض منصبی میں سے ایک اہم ذمہ ہے۔

اسلام اپنے پیروؤں کا معاشرہ گھر کی چہار دیواری سے حدود ریاست کی کیاری تک پاکیزہ نظیف بے عیب اور پُرمسرت دیکھنا چاہتا ہے۔ اس لئے اس نے عزت وناموس کے لٹیروں کے لئے قرار واقعی سزائیں مقرر فرمائیں۔

ارشاد رب العٰلمین ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً وَّسَآءَ سَبِیْلًا ؎۳۱ — اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ، بیشک وہ بیحیائی ہے اور بہت ہی بُری راہ،

سورۂ نساء میں ہے۔

وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَۃَ مِنْ نِّسَآئِکُمْ — اور تمہاری عورتوں میں جو بدکاری کریں، ان پر

فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ○ وَاللَّذَانِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا[۳۸] ○

خاص اپنے میں سے کے چار مردوں کی گواہی لو، پھر اگر وہ گواہی دیدیں تو ان عورتوں کو گھر میں بند رکھو، یہاں تک کہ انہیں موت اٹھالے یا اللہ ان کی کچھ راہ نکالے اور تم میں جو مرد و عورت ایسا کام کریں ان کو ایذا دو پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور نیک ہوجائیں تو ان کا پیچھا چھوڑ دو، بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

جو مفسرین اس آیت میں الفاحشۃ سے مراد زنا لیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حبس کا حکم حدود نازل ہونے سے قبل تھا۔ حدود کے ساتھ منسوخ کیا گیا (خازن، جلالین، احمدی) حسن کا قول ہے کہ زنا کی سزا پہلے ایذا مقرر کی گئی۔ پھر حبس، پھر کوڑے مارنا یا سنگسار کرنا۔ ابن بحر کا قول ہے کہ پہلی آیت والّتی یأتین الخ ان عورتوں کے باب میں ہے جو عورتوں کے ساتھ (بطور مساحقت) بدکاری کرتی ہیں۔ اور دوسری آیت وَالَّذان الخ لواطت کرنے والوں کے حق میں ہے۔ اور زانی اور زانیہ کا حکم سورۂ نور میں بیان کیا گیا ہے۔ اس تقدیر پر یہ آیتیں غیر منسوخ ہیں۔ اور ان میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے دلیل ظاہر ہے جو وہ فرماتے ہیں کہ لواطت میں تعزیر ہے حد نہیں[۳۸] ہے

تفسیر معالم التنزیل میں اس آیت کے تحت ہے۔

گھروں کے اندر دائمی نظر بندی کی سزا عارضی تھی اور آیت کا سیاق بتا رہا ہے کہ آئندہ کوئی دوسری سزا تجویز ہونے والی تھی۔ چنانچہ کچھ روز بعد سورۂ نور کی آیات کے ذریعہ دوسری سزا تجویز ہوئی۔ یعنی زانی مرد اور زانی عورت کے لئے سو سو تازیانے، اور سنتِ رسول نے اس کی مزید تشریح یہ کی کہ یہ سزا زنائے محض کی ہے۔ اور جب ارتکاب زنا سے حق کی پامالی بھی ہو رہی ہو تو اس کی سزا سنگساری ہے۔

وھذا کلہ قبل نزول الحدود۔ یہ حکم حدود نازل ہونے سے قبل کے ہیں۔ (معالم التنزیل)

سورۂ نور میں ہے۔

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ

جو عورت بدکار ہو اور جو مرد تو ان میں سے ہر ایک

Marfat.com

مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَافَةٌ فِي دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ۳۸	کو سو کوڑے لگاؤ اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں اگر تم ایمان لاتے ہو اللہ اور پچھلے دن پر، اور چاہئے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو۔

شادی شدہ زانی اور زانیہ کی سزا رجم ہے۔ جس کا ثبوت بہم پہونچ جانے کے بعد اس حد کا نفاذ ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ، زید بن خالد اور شبلی رضی اللہ عنہم سے ترمذی میں روایت ہے۔

یہ تینوں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ دو آدمی جھگڑتے ہوئے آئے۔ ان میں سے ایک آپ کی جانب بڑھا اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کیجئے۔ اس کے مخالف نے بھی جو اس سے زیادہ سمجھ دار تھا کہا یا رسول اللہ! ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کیجیے اور مجھے بات کرنے کی اجازت دیجئے۔ میرا لڑکا اس کے یہاں مزدوری کرتا تھا تو اس کی عورت سے زنا کرلیا۔ لوگوں نے مجھے بتایا کہ تمہارے بیٹے پر رجم کا حکم آتا ہے پس میں نے اس کی طرف سے سو بکریاں اور ایک غلام فدیہ میں دے دیا ہے۔ پھر اہل علم سے ملاقات ہوئی انہوں نے کہا تمہارے بیٹے پر سو درّے اور ایک سال جلا وطنی کی سزا ہے اور اس شخص کی عورت پر سنگساری ہے۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے تمہارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا۔

مائۃ شاۃ والخادم ردّ علیک وعلی ابنک جلد مائۃ وتغریب عام واغد یا انیس علی امرأۃ ھذا فان اعترفت فارجمھا فغدیٰ علیھا فاعترفت فرجمھا ۳۸	سو بکریاں اور غلام تجھے واپس ملیں گے اور تیرے لڑکے پر سو درّے اور ایک سال کی جلا وطنی ہے (پھر فرمایا) اے انیس اس آدمی کی بیوی کے پاس جاؤ اگر اقرار کرے تو اسے رجم کردو۔ وہ صبح اس

عورت کے پاس گئے اور اس کے اعتراف کرنے پر اسے سنگسار کیا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں۔

Marfat.com

اس بات پر اجماع ہے کہ محصن مردوں اور عورتوں کا حکم ایک ہے۔ محصن کی تعریف یہ ہے کہ حُر ہو مکلف، اور مسلمان ہو اور ایسے جماع سے پاک ہو جس پر حد جاری کی جاتی ہو

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اللہ تعالٰے نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آپ پر کتاب اتاری اور جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا اس میں آیت رجم بھی ہے۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا۔ اور آپ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا۔

وانی خائف ان یطول بالناس زمان فیقول قائل لا نجد الرجم فی کتاب اللہ فیضلوا بترک فریضۃ انزلھا اللہ الا وان الرجم حق علی من زنیٰ اذا احصن وقامت البینۃ او کان حمل او الاعتراف ۔ [۳۸/۷]

مجھے ڈر ہے کہ طویل عرصہ گزرنے کے بعد کوئی کہنے والا کہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں رجم کا حکم نہیں پاتے، پس وہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ ایک فریضہ کو چھوڑ کر گمراہ ہو جائیں۔ سن لو! رجم بیشک اس زانی پر ثابت ہے جو شادی شدہ ہو اس پر گواہی قائم ہو جائے یا حمل ہو جائے یا خود اعتراف کرے۔

ایک بار آپ ہی نے فرمایا۔

لولا انی اکرہ ان ازید فی کتاب اللہ لکتبتہ فی المصحف فانی قد خشیت ان یجئی اقوام فلا یجدونہ فی کتاب اللہ فیکفرون بہ [۳۸/۸]

اور اگر مجھے اللہ کی کتاب میں زیادتی ناپسند نہ ہوتی تو میں اسے مصحف میں لکھ دیتا۔ کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کچھ آنے والے لوگ اسے کتاب اللہ میں نہ پاکر اس کا انکار نہ کر جائیں۔

حضرت شاہ صاحب تفاوت سزا کی حکمتوں پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں۔

محصن کی حد سنگساری اور غیر محصن کی حد درّے لگانا۔ اس لئے مقرر ہوئی کہ جس طرح پندرہ برس کی عمر وغیرہ سے آدمی بالغ ہو کر پورا پورا مکلف ہو جاتا ہے اور اس سے قبل پورا مکلف نہیں ہوتا، اس لئے کہ اس کی عقل جسم اور رجولیت اس سے پہلے مکمل نہیں ہوتی۔ اس طرح عقوبت میں بھی فرق ہونا چاہئے۔ یونہی محصن اور غیر محصن میں محصن کامل ہے اور غیر محصن ناقص ہے اسی لئے ان دونوں کی سزاؤں میں بھی تفاوت ہے [۳۸/۹]

اگر کسی مجرم پر رجم اور تازیانوں کی سزائیں مجتمع ہو جائیں - وہ ایسے جرموں میں ملوث ہو جائے جن کے باعث دونوں حدود لاگو ہوتی ہے تو ایسے میں محض رجم پر انحصار کرنا چاہئے حجۃ اللہ البالغہ میں ہے - رجم اور درّوں کی واجب ہونے کی شکل میں صرف رجم پر انحصار مسنون ہے - اس کا حال ایسا ہے جیسے سفر کی حالت میں نماز قصر کرنا، کہ اگر پوری نماز پڑھے تو بھی جائز ہے مگر قصر کرنا سنت ہے - اور یہ اس مصلحت سے مقرر ہوا کہ رجم بڑی اور پوری سزا ہے - اور اس سے جو کم سزا ہے وہ اس میں شامل ہے اور اس بیان سے حدیث رسول اور خلفائے راشدین کے فعل میں تطبیق آسان ہے - انہوں نے رجم پر انحصار کیا ہے - اور حضرت جابر کی حدیث سے ظاہر ہے کہ آنحضور نے درّے لگانے کا حکم دیا - پھر محصن ہونا معلوم ہوا تو آپ نے سنگسار کرنے کا حکم دیا - اور وہ سنگسار کر دیا گیا ۳۸ھ

آج کے نئے اسلامی اسکالرس میں کچھ لوگوں نے اس بات پر زور بیان خرچ کیا ہے کہ اگر کوئی سچے دل سے توبہ کر لے تو اس سے حد اٹھالی جائے گی - اس سلسلہ میں شاہ صاحب فرماتے ہیں،

اور جو شخص زنا کا اقرار کرتا ہے، اور حد قائم کرنے کے لئے اپنی جان سپرد کرتا ہے اور گناہوں سے تائب ہو کر مثل بے گناہ کے ہے، اس پر حد جاری کرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا - مگر ایسے انسان پر قیام حد کے کئی اسباب ہیں - ان میں سے ایک یہ ہے کہ، اگر محض توبہ ظاہر کرنے اور اقرار جرم سے حد دفع ہو جاتی ہے تو ہر زانی امام کے مواخذہ کی خبر پا کر اقرار و توبہ کے حیلے سے حد کو دفع کر سکتا ہے - یہ مصلحت شرعیہ کے منافی ہے ۳۸ھ

البتہ ذوالہیئات کے سلسلہ میں اپنا نظریہ پیش کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں -

آنحضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا - اقیلوا ذوی الھیئات عثراتھم الا الحدود ذوی الہیئات سے حدود کے سوا اور لغزشیں معاف کر دیا کرو - میں کہتا ہوں ذوالہیئات سے صاحب مروت لوگ مراد ہیں یا تو بایں طور کہ کسی شخص سے صلاح دین کی امید ہوتی ہے اور اس سے خلاف عادت لغزش کے طور پر کسی امر میں کوتاہی ہو جاتی ہے، پھر اسے ندامت ہوتی ہے - تو ایسی صورت میں اس سے درگذر کرنا مناسب ہے - یا وہ شخص خاندانی معزز اور صاحب حیثیت ہوتا ہے - پس اگر ہر چھوٹے بڑے جرم میں اس کو سزا دی جائے تو اس میں عداوت و بغاوت کا امکان ہے - مگر اس

Marfat.com

قابل نہیں ہیں کہ ان کی باز پرس نہ کی جائے بجز اس صورت کے کہ کوئی سبب شرعی جس سے حد مندفع ہوتی ہے پائی جاتی، اور اگر حدود کے اندر ہی درگذر ہو۔ مصلحت شرع فوت ہوتی ہے اور حدود اللہ کا فائدہ پس پشت جاتا ہے [۳۸/۱۲]

کوئی آدمی اگر نہایت ہی نحیف الجثہ اور کمزور بدن ہو، پھر بھی اس سے حدود معاف نہیں کر سکتے۔ نفاذ بہر حال ہوگا۔ اگرچہ اس کی شکل کچھ اور ہوگی۔ فرماتے ہیں۔

اگر کوئی نحیف الجثہ اور ناقابل صحت مریض زنا کر بیٹھے تو اس کی سزا کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے کہ اس کے لئے ایک بڑی سی ڈال، ہو جس میں ایک سو قمچیاں ہوں لیکر ایک مرتبہ اسے ایک بار مار دیا جائے۔ اگر ایسے شخص سے بالکل باز پرس نہ کی جائے تو حدود کے استحکام میں نقص لازم آتا ہے۔ اس لئے کہ لازمی شرائع جس کو حق تعالےٰ نے خلقی امور کے طور پر مقرر فرمایا ہے۔ ان کی شان یہ ہے کہ وہ مؤثر بالخاصیتہ کی طرح سمجھی جائیں۔ اور لوگ نہایت مضبوطی سے ان کو مانیں [۳۸/۱۳]

شاہ صاحب آگے چل کر لواطت کی سزا کے بارے میں فرماتے ہیں۔

لواطت کی حد میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک وہ زنا کی قسم سے ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی سزا قتل ہے۔ اس لئے کہ حدیث میں آیا ہے کہ تم لوط کی قوم کا کام کرتے دیکھو تو فاعل اور مفعول ہر دونوں کو قتل کر دو" [۳۸/۱۴]

حد زنا اور اسکی سخت شرائط

اسلامی نظام میں جرم زنا کی سزائیں کن سخت شرائط میں جکڑی ہوئی ہیں۔ آئیے ذخیرہ شرع سے ہم اس کا مختصر جائزہ لیں۔ اور دیکھیں کہ یہ سزائیں کس قدر فطری، مؤثر، اور امن پرور ہیں۔

ہر خاص و عام جانتا ہے، زنا وہ فعل قبیح ہے کہ کوئی عاقل و بالغ شخص، کسی عورت کی (قُبل)، میں بطریق حرام دخول کرے، جو نہ صرف ہر دو طرح کی ملک اور شبہ ملک سے خالی ہو' بلکہ شبہ اشتباہ سے بھی خالی ہو [۳۹]

یا کوئی عورت غیر مرد کو ایسے ہی فعل کا قابو دیدے۔

رکن زنا: یہ ہے کہ التقائے ختانین و مواراۃ حشفہ پایا جائے [۴۰]

Marfat.com

شرط حد زنا: یہ ہے کہ ملزم کو اس فعل کی حُرمت کا علم بھی ہو، اگر وہ لاعلم ہے یا اس کے ساتھ لاعلمی کا شبہ بھی پایا جائے تو اس پر حد قائم نہیں ہوتی[۱۴۱]

ثبوت زنا: زنا کا مجرم کبھی اپنے جرم کا خود اقرار کرتا ہے، جس طرح حضرت ماعز[۱۴۲] نے خیر القرون میں کیا۔ اسے اقرار مُقِر کہتے ہیں، کبھی دوسرے گواہ اپنی شہادت دیکر مجرم کے جرم کو ثابت کرتے ہیں۔

اقرار زنا: مجرم (مرد یا عورت) اگر اپنے جرم زنا کا اقبال کرلے، تو محض ایک بار یوں ہی کہہ دینے سے اس پر حد کا قیام نہیں ہوگا، بلکہ اس کے بھی شرائط و لوازم ہیں جسے ہم ذیل میں اجمالاً پیش کرتے ہیں۔

۱ مجرم اپنا اقبال جرم قاضی یا ایسے حاکم شرع کے سامنے کرے جسے اقامت حدود کا اختیار ہو، اس کے بجائے دوسروں کے رو برو چار بار کا اقرار بھی غیر معتبر ہے۔ (بعض نے مُقِر کی اپنی چار مجلسوں کا بھی اعتبار کیا ہے)۔

۲ اقبال جرم میں صریح الفاظ کا ہونا ضروری ہے۔ الفاظ کنایہ یا ذو معنیین الفاظ سے اقرار زنا کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح مقر اپنے قول میں سچا ہے یا جھوٹا، اس کا ظاہر ہونا بھی ضروری ہے

۳ اقرار کرتے وقت مجرم کے ہوش و حواس درست ہوں، اگر کوئی نشہ کی حالت میں اقبالِ جرم کرے تو حد جاری نہیں ہوگی۔

۴ اقرار کرنے والا عاقل و بالغ ہو، اور اپنی ذات پر چار مرتبہ چار مختلف مجلسوں میں زنا کرنے کا اقرار کرے۔ امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک اختلافِ مجالس شرط ہے۔ لہٰذا مجلس واحد میں چار بار کا اقرار بھی ایک شمار ہوگا[۱۴۴]

۵ زنا کے جرم کا اقرار کرنے والے سے قاضی کا برتاؤ اظہار کراہیت، اور زجر کا ہونا چاہیئے۔ اور تلقین رجوع کرنا مندوب ہے[۱۴۵]

قاضی کو جب مُقِر کا صحیح العقل ہونا معلوم ہوگیا۔ اور ـــــــ زنا کیا ہے؟ کیسے؟ ـــــ کب؟ ـــــ اور کہاں ہوا؟ ـــــ اس نے ہر بات کا صحیح اقرار کرلیا۔ اور اس کا محصن ہونا بھی اقرار یا شہادت سے ثابت ہوگیا، تو رجم کا حکم دے گا۔ اس کے بعد بھی اقامتِ حد سے پہلے اگر

Marfat.com

وہ اپنے اقرار سے رجوع کرے تو اس کا عذر قبول ہو گا ۴۶، ۴۷ اور اقرار جرم کرنے والا اپنے جرم سے رجوع تو نہیں کرتا، مگر بھاگ کھڑا ہوا۔ ایسی صورت میں بھی اس کی راہ چھوڑ دی جائیگی، اور اگر اقرار زنا پر قائم رہا، مگر محصن ہونے سے انکار کیا تو بجائے رجم کوڑے مارا جائے۔

ثبوت زنا کی دوسری شکل یہ ہے کہ مجرمین زنا کو دیکھنے والے عادل گواہان اپنی شہادتوں سے ان کے جرم کو ثابت کریں۔ شہادت اور جرح شہادت کے لازمی دفعات ہم مختصراً سپرد قلم کرتے ہیں۔

جرح شہادت: — زنا کی گواہی اس طرح مقبول ہے کہ قاضی یا حاکم شرع کے پاس،

① چار عادل گواہ لفظ زنا کی صراحت کے ساتھ گواہی دیں، ایسے موقع پر وطی یا جماع کا لفظ بولنا کافی نہیں ۴۸

② چاروں گواہ مجلس واحد میں گواہی دیں، الگ الگ مجلسوں کی گواہی معتبر نہیں۔

اس کے بعد قاضی کی تحقیق کا کام شروع ہوتا ہے۔

پہلی تحقیق: — گواہوں کو بتانا ہو گا کہ زنا کیا چیز ہے،

دوسری تحقیق: — ملزم نے زنا کہاں کیا،

تیسری تحقیق: — کس کے ساتھ کیا،

چوتھی تحقیق: — کیا اس طرح دیکھا — کالمیل فی المکحلة (جیسے سلائی سرمہ دانی میں)۔

پانچویں تحقیق: — کس وقت یہ فعل شنیع واقع ہوا، — (اس واقعہ کو ہوئے زمانہ دراز تو نہیں گذرا؟)۔

گواہی کی احتیاطیں

ثبوت زنا کے لئے چار آزاد مسلمان عادل مردوں کی گواہی ضروری ہے، اگر چار سے کم لوگوں نے گواہی دی خواہ ایک یا دو یا تین تو گواہی مردود قرار دی جائے گی، اور گواہی دینے والوں کو اسّی کوڑے حدّ قذف لگے گی ۴۹

Marfat.com

○ اگر چار گواہوں میں کوئی ایک گواہ غلام یا مکاتب یا کافر یا محدود فی القذف یا اندھا، یا نابالغ ہو تو طفل کے سوا سب گواہوں کو حد قذف لگائی جائے گی ۵۰ھ

○ اگر چار فاسق گواہی دیں، یا گواہ عدالت کے معیار پر پورے نہ اتریں، تو نہ مشہود علیہ پر حد جاری کی جائے گی۔ نہ گواہوں پر حد قذف، ۵۱ھ

○ شہادت مجلس واحد میں ہونی چاہیئے۔ اگر گواہوں نے الگ الگ مجلسوں میں شہادت دی تو ناقابل قبول ہوگی۔ اور سب کو حد قذف لگائی جائے گی ۵۲ھ

○ چار گواہوں نے کسی کے بارے میں زنا کی گواہی دی، مگر کیفیت و ماہیت بتانے سے انکار کیا۔ یا بعض لوگوں نے کیفیت بیان کی، کچھ نے بیان نہ کی تو ایسی گواہی ناقابل قبول ہوگی۔ اور تعداد کامل ہونے کی وجہ سے ان گواہوں پر قذف بھی نہیں ۵۳ھ

○ اگر چار گواہ زنا کی گواہی دیں، مگر جس عورت سے زنا کیا ہے اس کے بارے میں اختلاف کریں، یا زنا کرنے کی جگہ میں متفق نہ ہوں، یا زنا کئے جانے کے وقت میں مختلف ہو جائیں تو ایسی شہادت باطل ہے۔ تعداد میں چار ہونے کی وجہ سے ان پر بھی حد قذف نہیں لگائی جائیگی ۵۴ھ

قاضی کے حضور تعریفِ زنا ــــ مقامِ زنا ــــ شناخت زانی وزانیہ ــــ وقتِ زنا ــــ کیفیتِ زنا ــــ اور گواہانِ زنا کی عدالت، ہر ایک کی جب پوری تحقیق ہو جائے ــــ پھر قاضی ملزم یا ملزمہ کی طرف متوجہ ہوگا۔ اور اس کا احصان ثابت ہونے کی شکل میں سنگساری ورنہ سو کوڑوں کی حد کا حکم نافذ کرے گا۔

احصان کی تعریف

عاقل[۵۵ھ] و بالغ آزاد مسلمان جس نے کسی آزاد عورت سے نکاح کیا ہو، اس سے دخول بھی کر چکا ہو ــــ اور وہ دونوں وقوع زنا کے وقت بھی اپنی اس صفت پر ہوں۔ احصان کا ثبوت تین صورتوں میں سے کسی ایک شکل سے ہو جاتا ہے ۵۶ھ

(۱) اقرار کر لینے سے ــــ (۲) دو مردوں کی گواہی سے ــــ (۳) ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے۔

غیر محصن آزاد کی حد سو کوڑے ہیں۔ اور غیر محصن غلام کی حد پچاس کوڑے، ۵۷ھ

Marfat.com

قیام حد کی کیفیت

حدود مسجد میں نہیں قائم کی جائیں گی ۵۸ قیام حد کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو موجود رہنا چاہیئے ۵۹ مرد کو حد لگاتے وقت بدن پر ۶۰ صرف ایک ازار رہے گا۔ تمام حدود میں کھڑا کر کے سزا دی جائے گی۔ عورت کسی حالت میں برہنہ نہیں کی جائے گی۔ البتہ زائد کپڑے اتروائے جائیں گے اور اسے بٹھا کر حد لگائی جائے گی

زنا کے مجرم پر اسلامی حد جاری ہونے کی شرطیں اجمالاً ایک بار پھر پڑھیں

(۱) فاعل حرمت زنا کا علم رکھتا ہو،
(۲) رجم کے لئے عقل و بلوغ کے ساتھ احصان بھی ہو، اور جلد کے لئے عقل و بلوغ کا پایا جانا ضروری ہے
(۳) شبہ سے خالی ہو،
(۴) چار عادل گواہ مجلس واحد میں کالمیل فی المکحلہ کا مشاہدہ دیگر متفق علیہ تفاصیل کے ساتھ بیان کریں
(۵) اقرار مقر ہو (یعنی ملزم خود اپنے جرم کا اعتراف کرے) تو اس کا باہوش ہونا، الفاظ صریح کا استعمال کرنا، چار مختلف مجلسوں میں چار بار اقرار کرنا ضروری ہے اس صورت میں قاضی کی تحقیق کے بعد بھی اسے رجوع کا حق ہے۔
(۶) مریض، ضعیف الخلقت، حاملہ و نفساء نہ ہو،
(۷) ملزم مجبور نہ ہو،
(۸) عرصہ نہ گزرا ہو،

ان شرطوں میں سے ہر ایک اپنے اندر امن و سلامتی کی کتنی گہرائی و گیرائی لئے ہوئے ہے، اس کا حقیقی اندازہ لگانے کے لئے اسلامی قوانین کے نفاذ سے بہتر کوئی طریقہ نہیں۔

ہم نے اس کے بیان میں ذرا تفصیل سے کام لیا ہے، جس کی وجہ سے اسلام دشمن عناصر کے فاسد پروپیگنڈے کی حقیقت بے نقاب کرنا ہے ——— مغربی دنیا میں اسلامی سزاؤں کے متعلق ایسا تصور پایا جاتا ہے گویا ان قوانین کی جہاں حکمرانی ہو، وہاں قدم قدم پر پھانسی کے پھندے

Marfat.com

نصب ہوتے ہوں گے ـــــ جلادوں اور کوڑے مارنے والے شب و روز گردن زدنی اور لوگوں کی کھالیں ادھیڑنے میں مصروف رہتے ہوں گے۔ گویا اسلامی عدلیہ جو درحقیقت دارالسلام ہوتا ہے، مذبح بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ جو حقیقت کے بالکل منافی ہے اور اسلامی نظام حیات اور اصول زندگی سے بے خبری، یا معاندت کی بنیاد پر الزام تراشی ہے، آیئے مذکورہ مجملات میں سے بعض کو ذرا شرح و بسط سے دیکھیں، سب سے پہلے حدود کی گواہی کو لیجئے،

عام شہادتیں اور حدود کی گواہی

عام شہادتوں کے بارے میں قرآنی ارشاد مدنظر رہیں۔

وہ ظالم ترین انسان ہے جس کے پاس اللہ کی شہادت موجود ہو اور وہ اسے چھپائے رہے

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهُ مِنَ اللّٰهِ ۶۱

کتمانِ شہادت قلبی گندگی کا ثبوت ہے اس لئے رب تعالےٰ حکم فرماتا ہے کہ شہادتوں کو نہ چھپاؤ

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ۶۲

خدا واسطے شہادت گزاری کرنی چاہئے

وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ۶۳

مگر حدود کے معاملہ میں جہاں تک ہو سکے شہادتوں کو چھپانا بہتر (اولیٰ) قرار دیا گیا ہے، زنا کے جرم کی شہادت قتل کی شہادت کے مقابلے میں کتنی سخت ہے؟ وہاں دو گواہ کافی، اور زنا کی گواہی میں چار گواہ ہوں اور چاروں ایک مجلس میں گواہی دیں، باوجود اس کے کہ رب کائنات فواحش پھیلانے کو جرم عظیم قرار دیتا ہے ـــــ یہاں چار گواہوں کی قید مجرمین کی پردہ پوشی کو مدنظر رکھتے ہوئے ہے۔ خدائے تعالےٰ کو اس کا اخفا پسند ہے ـــــ ہاں اگر بات اتنی عام ہو کر چار کھلی شہادتیں موصول ہوں تو گویا فحش کاری میں کوئی شبہہ باقی نہیں رہتا۔ اس لئے سزائے اسلامی کا نفاذ ہوتا ہے۔

جامع ترمذی میں امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (المتوفی ۱۳ رجب ۲۷۹ھ) ابواب الحدود باب ما جاء فی درأ الحدود کے تحت حدیث نقل کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا۔

ادرؤا الحدود عن المسلمین ما استطعتم فان کان لہ مخرج فخلوا سبیلہ فان الامام ان یخطئ فی العفو خیر من ان یخطئ فی العقوبۃ	جہاں تک ہو سکے مسلمانوں سے حدود کو دور کرو، اگر اس کے لئے کوئی راستہ ہو تو اس کا راستہ چھوڑ دو امام کا غلطی سے معاف کر دینا غلطی سے سزا دینے سے بہتر ہے

الامام الحافظ ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ الربعی القزوینی (المتوفی ۲۲ رمضان ۲۷۲ھ) اپنی سنن میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا، اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا"[۶۵]

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"جہاں تک ہو سکے وہاں تک حدود کو دفع کرو"[۶۶]

ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا، اللہ اس کی قیامت کے دن پردہ پوشی فرمائے گا، اور جو کسی مسلمان کا پردہ فاش کرے گا، اللہ اس کا پردہ فاش کرے گا، حتی کہ اسے اس کے گھر میں رسوا کرے گا"[۶۷]

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر فرمایا۔ جسے عبدالرزاق اور بیہقی نے روایت کیا۔

"رب تعالیٰ نے زنا میں چار شاہد اس لئے مقرر فرمائے ہیں کہ وہ عیبوں پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے، اس نے چار گواہوں کے ذریعے تمہارے فواحش کی پردہ پوشی فرمائی ہے۔ لہذا جو پردہ خدا نے ڈال دیا ہے اس کے پیچھے کسی کو جھانکنا نہیں چاہئے، یاد رکھو کہ اگر خدا چاہتا تو ایک ہی گواہ مقرر فرما دیتا[۶۸] یا یہ فرمایا کہ ایک ہی بچے کو مقرر فرما دیتا۔ (شک راوی)

حضرت العلام محقق ابن الہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں۔

واذا کان الستر مندوبا الیہ	چونکہ خداوند تعالیٰ کے نزدیک، ان جرائم کی

ينبغي ان تكون الشهادة به خلاف الاولیٰ وهذا يجب ان يكون بالنسبة الى من يعتاد الزنا ولم يتهتك به واما اذا وصل الحال الى اشاعته والتهتك به بل بعضهم ربما افتخر به فيجب كون الشهادة به اولیٰ من تركها۔ لان مطلوب الشارع اخلاء الارض من المعاصی والفواحش

پردہ پوشی پسندیدہ امر ہے، اس لئے زنا کی گواہی دینا خلاف اولیٰ ہوگا۔ اور یہ فیصلہ مجرم کی نسبت سے کرنا ہوگا، ایسا مجرم جو اس جرم کا عادی نہیں ہے اور نہ اس کو ہلکا جرم تصور کرتا ہے اس کے سلسلے میں گواہی نہ دینا افضل ہے۔ مگر جب صورت حال اس کی عام اشاعت تک پہونچ جائے اور اسے معمولی بات سمجھنے لگیں، بلکہ کچھ لوگ جرم پر فخر کرنا شروع کر دیں تو ایسے میں زنا کی گواہی دینا چھپانے سے افضل ہے، کیونکہ شارع کا مقصود زمین کو گناہوں اور بےحیائیوں سے پاک کرنا ہے۔

ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ ماعز بن مالک اسلمی سے جب زنا سرزد ہوا، تو ان سے ہزال بن نعیم نے کہا کہ خدمت رسول میں جاؤ، اور اپنی کیفیت بتادو، انہوں نے ایسا ہی کیا۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے سامنے اپنے جرم کا اقرار کرلیا، تو حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے انہیں رجم کرنے کا حکم فرمایا اور آپ نے ہزال سے فرمایا اگر تم اسے چھپالیتے تو بہتر تھا

اسلام میں بےحیائی کے انسداد کے احکام نہایت واضح ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

وہ لوگ جو مسلمانوں میں بےحیائی پھیلنے کو پسند کرتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں۔ اور اللہ جانتا ہے، اور تم نہیں جانتے۔

اس کے باوجود جب تک کسی کے خلاف کھلم کھلا ثبوت فراہم نہ ہو جائے، اور شرعی گواہی پایۂ تکمیل کو نہ پہونچ جائے اسلامی سزا نہیں دی جاسکتی۔ ابن عباس سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لوكنت راجما احدا بغير بينة لرجمت فلانة

اگر میں کسی کو بغیر گواہ کے رجم کرتا تو فلاں عورت کو کرتا، کیونکہ طرز گفتگو، ہیئت، اور آنے جانے والوں سے اس کا فاحشہ ہونا ظاہر ہوتا ہے)

شہادت زنا کے لئے چار عینی گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔ اور وہ گواہ بھی چلتے پھرتے عام لوگ نہ ہوں، بلکہ ایسے ہوں جن کی سچائی اور پاکبازی مجروح نہ ہو۔ جھوٹے، خائن، تہمت میں سزا یافتہ، نہ ہوں۔ پہلے کسی معاملہ میں ان کی گواہی مردود نہ ہو چکی ہو، اور ایسے بھی نہ ہوں جو کسی عداوت کی بنیاد پر ایسی گواہی دے رہے ہوں ——— ان میں سے کوئی بھی وجہ پائی گئی تو زنا کے معاملہ میں ایسے شخص کی گواہی کا اعتبار نہیں ہوتا ——— اسی طرح مذکورہ امور میں آپ پڑھ چکے کہ گواہوں کا مجرم کو عین حالتِ مباشرت میں دیکھنا، جیسے سرمہ دانی میں سلائی، اور کنوئیں میں رسی اور مقام، وقت اور کس عورت سے یہ فعلِ شنیع کیا۔ ان تمام باتوں میں چاروں گواہوں کا متفق ہونا بھی تکمیل شہادت کے لئے ضروری ہے ——— ان تمام مراحل سے گذر کر اگر مجرم کا جرم ثابت ہو گیا تو اس پر حد جاری ہو گی۔ اور اگر گواہ چار سے کم ہوں گے تو چاہے کتنے ہی پرہیزگار، متقی اور پارسا کیوں نہ ہوں، نہ صرف ان کی گواہی مردود قرار دی جائے گی۔ بلکہ خود ان پر اسی کوڑوں کی حد لگائی جائے گی ۲۷؎

دور فاروقی میں حضرت مغیرہ بن شعبہ بصرہ کے گورنر تھے۔ ان کے بالکل سامنے ہی ابوبکرہ کا مکان تھا، ابوبکرہ کی ان سے کچھ اَن بَن تھی ابوبکرہ رات میں اپنے گھر کی کھڑکی بند کرنے لگے تو انہوں نے دیکھا کہ مغیرہ مباشرت میں مشغول ہیں۔ ابوبکرہ کے پاس اس وقت ان کے تین دوست اور موجود تھے نافع بن کلدہ، زیاد اور شبل بن معبد، ابوبکرہ نے ان لوگوں کو بھی بلا کر اس کا شاہد بنا لیا کہ دیکھو مغیرہ ام جمیل کے ساتھ یہ حرکت کر رہے ہیں (حضرت مغیرہ کی زوجہ ام جمیل سے بہت مشابہ تھیں)۔ بات عدالتِ فاروقی تک پہونچی مگر جرح کے درمیان زیاد نامی گواہ نے بیان دیا کہ ہم نے مغیرہ کو مباشرت میں مشغول دیکھا، مگر عورت کو نہیں جانتا کہ وہ ام جمیل تھی یا کوئی اور؟ ——— دوسری طرف حضرت مغیرہ نے دلائل سے یہ ثابت کر دیا کہ وہ عورت ان کی زوجہ تھیں۔ اور جس جگہ سے دیکھ کر یہ لوگ گواہی دے رہے تھے وہاں سے عورت کو دیکھا جانا ثابت نہیں ہو سکتا۔ (اور یہ بات یوں بھی کیسے باور کی جا سکتی ہے کہ خلافتِ راشدہ کے دور میں ایک صوبے کا عامل اپنی زوجہ کی موجودگی میں اپنے ہی گھر میں ایسے فعل میں مبتلا ہو سکے۔ اگرچہ اس بات کا دلیل گاسے کوئی تعلق نہیں)۔ — حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نہ صرف گواہوں کی شہادت کو مردود قرار دیا۔ بلکہ

زیاد کے سوا تینوں پر حد قذف لگائی۔[۷۳]

نفاذ حد میں ملزم کی حالت کا لحاظ

بعض جرائم مجبوراً اور کسی دباؤ میں پڑکر بھی ہو جاتے ہیں۔ جس پر الزام عائد ہے اس نے اپنے جی سے نہیں، بلکہ خارجی اثرات سے کسی قابل قبول جبر کے تحت جرم کر لیا تو ایسے لوگوں کی بھی اسلام نے پوری رعایت کی ہے، اور اس کی مجبوری کو تسلیم کیا ہے۔

ترمذی باب ما جاء فی المرأۃ اذا استکرہت علی الزنا میں عبد الجبار بن وائل بن حجر اپنے والد سے راوی۔

رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک عورت زنا پر مجبور کی گئی، تو رسول خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اس پر حد نہیں لگائی اور مرد پر حد قائم کی۔[۷۴]

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت لائی گئی۔ اس کے ساتھ یہ وقوعہ ہوا کہ وہ بیابان میں تھی۔ اسے پیاس کی شدت نے پریشان کیا، ایسے میں اسے ایک چرواہا ملا، عورت نے چرواہے سے پانی طلب کیا، اس نے پانی پلانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر تو مجھے خود پر قابو دے کہ میں تجھ سے جماع کروں تو اس شرط پر میں تجھے پانی پلا سکتا ہوں، عورت نے اسے بہتیری خدا کی قسمیں دیں مگر وہ نہ مانا جب عورت پیاس سے بالکل نڈھال ہو گئی تو اس نے چرواہے کو اپنے اوپر قابو دے دیا۔

فدرأ عنها عمر الحد بالضرورة[۷۵]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے ضرورت اور مجبوری کے پیش نظر حد ساقط کر دی۔

بے علمی مانع حد ہے

نماز، روزے وغیرہ عبادات میں غلام اور آزاد عورت اور مرد برابر ہیں۔ ہر ایک پر یہ عبادتیں یکساں فرض ہیں۔ مگر جرائم کی سزا میں آزاد پر اگر سو کوڑے ہیں تو غلام اور باندی پر پچاس، یہ اس لئے کہ معیار زندگی کے لحاظ سے آزاد و غلام میں بہت فرق ہے۔ عزت نفس اور دیگر متعدد مسائل ہیں۔ جن میں وہ آزاد انسانوں کے لحاظ سے مجبور ہیں۔

سنجیدگی سے فکر و تدبر کیجئے، تو ان قوانین میں اسلام نے زیردست طبقات کی مجبوریوں اور

Marfat.com

اسباب کو جس باریک بینی سے ملحوظ رکھا ہے، خودساختہ انسانی قوانین کو ان کی ہوا تک رسائی ناممکن ہے۔ حدود کا نفاذ کرنے میں بعض صورتوں میں عدم علم کو بھی وجہ نجات قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس ایک عورت نے شکایت کی کہ میرے شوہر نے میری باندی سے زنا کیا ہے۔ شوہر نے کہا کہ بات سچ ہے اور سبب یہ ظاہر کیا کہ میری بیوی اور اس کا مال تو میرے لئے حلال ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (حدود اسلامیہ کے سلسلے میں اس کے عدم علم کو جان لیا) اور فرمایا، جاؤ مگر آئندہ ایسا نہ کرنا ۱۵۶

اسی طرح دور فاروقی میں ایک واقعہ پیش آیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن حاطب رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے قبل اپنے ان تمام غلاموں اور باندیوں کو جو روزہ نماز کے پابند نیک تھے فی سبیل اللہ آزاد کر دیا تھا۔ ان میں نوبیہ نامی ایک عجمی کنیز بھی تھی۔ اسے دین کی کچھ زیادہ معلومات نہیں تھی۔ وہ زنا سے حاملہ ہوگئی۔ حضرت یحییٰ بن عبدالرحمٰن کو علم ہوا تو وہ پریشانی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مسئلہ لے گئے۔ امیرالمومنین نے ان کی بات سنکر ناگواری ظاہر کی کہ تم کبھی بھی کوئی اچھی بات لیکر نہیں آئے، گویا انہوں نے یحییٰ کی اس حرکت کو ناپسند کیا کہ انہوں نے اس معاملہ کی پردہ پوشی نہیں کی۔ نوبیہ بلائی گئی، پوچھا گیا تم حاملہ ہوگئی ہو؟ اس نے بے جھجک کہا، ہاں میں مرغوش سے حاملہ ہوئی۔ اس نے مجھے دو درہم دیئے تھے۔ جب اس نے اقرار بھی کر لیا اور اس بات کو قطعی نہیں چھپایا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حاضرین مجلس حضرت عثمان حضرت علی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے مشورہ طلب کیا۔ حضرت علی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا اس پر حد واقع ہے۔ حضرت عمر نے حضرت عثمان سے پوچھا آپ اپنی رائے دیجئے انہوں نے فرمایا۔ آپ کے دونوں بھائی آپ کو مشورہ دے چکے۔ حضرت عمر نے کہا، آپ بھی تو کچھ کہئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا۔

اراھا تستھل بہ کانھا لا تعلمہ	میرے دیکھنے میں اس کے نزدیک یہ بے ضرر کام
ولا تری بہ بأسا ولیس الحد	ہے گویا وہ (اس جرم کو) جانتی ہی نہیں اور اس میں
الا علیٰ من علمہ	کوئی حرج نہیں سمجھتی اور نادانستگی میں جرم کرنے والوں پر تو حد لگتی نہیں۔

اس پر امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ عثمان آپ نے سچ کہا۔ قسم اس ذات کی

Marfat.com

جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ بیشک حد اسی پر واجب ہوتی ہے جسے اس کا علم ہو ۷۷؎
مجبوری کے جرائم میں اسلامی حد قائم نہیں ہوتی۔ اس کا ایک بہت وزنی ثبوت یہ حدیث پاک بھی ہے۔

علقمہ بن وائل کندی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں —— نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں ایک عورت نماز پڑھنے کے ارادے سے باہر نکلی۔ ایک آدمی اسے ملا اور اس نے اسے ڈھانک لیا، پھر اس سے اپنی حاجت پوری کی۔ وہ چلائی لیکن وہ چلا گیا۔ ایک دوسرا آدمی گذرا تو عورت نے بتایا کہ فلاں شخص نے میرے ساتھ ایسا ایسا کیا۔ پھر وہ مہاجرین کی ایک جماعت کے پاس سے گذری، اور کہا فلاں نے میرے ساتھ ایسا ایسا کیا ہے وہ لوگ گئے اور اس آدمی کو پکڑ لائے، جس کے متعلق اس عورت کا گمان تھا کہ اس نے اس سے زنا کیا ہے جب اس کے سامنے لائے، تو اس نے کہا ہاں یہی ہے پھر وہ لوگ اسے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے پاس لے آئے، جب آپ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔

قام صاحبها الذی وقع علیها فقال یا رسول الله انا صاحبها فقال لها اذهبی فقد غفر الله لك وقال للرجل قولا حسنا وقال للرجل الذی وقع علیها ارجموه وقال لقد تاب توبة لو تابها اهل المدینة لقبل منهم ۷۸؎

تو اصل زانی کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ اس عورت سے میں نے زنا کیا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عورت سے فرمایا جاؤ اللہ نے تمہیں بخش دیا۔ آپ نے پہلے آدمی سے اچھا کلام کیا اور زانی کے بارے میں فرمایا اسے سنگسار کرو، پھر فرمایا اس نے ایسی توبہ کی، اگر تمام اہل مدینہ یہ توبہ کرتے تو ان سے قبول کی جاتی۔

اسلامی سزائیں جہاں دنیاوی زندگی میں صالح معاشرہ کی تشکیل کا ذریعہ ہیں، وہیں آخرت کی زندگی کے لئے مجرم کو عذاب و عقاب سے پاک صاف بھی کر دیتی ہے —— ایمان بالآخرۃ کا وثوق انسان کو خود یہ احساس دلاتا ہے کہ جو جرائم میں نے دنیا میں کئے ہیں، اس کی سزا دنیا میں چاہے کتنی بھی سخت کیوں نہ ہو، آخرت کے عذاب سے بہرحال کمتر ہوگی —— یہی احساس ہے جو اسلامی معاشرہ میں ملزمین کو برسر عدالت پہونچ کر اقرار جرم پر آمادہ کرتا ہے ——

حضرت ماعز، دغامدیہ وغیرہ کے واقعات میں یہی روح کارفرما نظر آتی ہے۔

حد گناہ کو محو کر دیتی ہے

قیام حد کے بعد انسان پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ گویا اس پر اسلامی سزا کا نفاذ ہوا تو ایک طرف دوسرے بہت سے دیکھنے والوں کو عبرت دموعظت نصیب ہوئی۔ دوسری طرف اس ملزم کے نامۂ اعمال سے جرم کا داغ دھل گیا۔ اور ان میں سے کچھ کی توبہ تو پورے پورے شہر کو اپنے دامن میں سمیٹ لینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ جیسا کہ آپ نے ابھی حدیث بالا میں ملاحظہ کیا ——— اسی طرح ترمذی کی ایک اور روایت پڑھئے ——— حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ قبیلۂ جہینہ کی ایک عورت نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے زنا کا اعتراف کیا اور کہا میں حاملہ ہوں۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے ولی کو بلا کر کہا۔ اس سے اچھا سلوک کرو، جب بچہ پیدا ہو جائے تو مجھے بتانا انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس پر اس کے کپڑے باندھ دیئے گئے، پھر آپ نے سنگساری کا حکم دیا تو اسے سنگسار کیا گیا۔ آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی، حضرت عمر رضی اللہ نے کہا یا رسول اللہ آپ نے اسے سنگسار بھی کیا، اور اس پر نماز جنازہ بھی پڑھی۔ رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لقد تابت توبة لو قسمت	بیشک اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ستر اہل مدینہ پر
بين سبعين من اهل المدينة	تقسیم کی جائے تو ان سب کو کافی ہو، کیا تم نے
لوسعتهم وهل وجدت شيئا	اس سے افضل چیز پائی کہ اس نے اپنی جان اللہ
افضل من ان جادت بنفسها لله	تعالےٰ کے لئے قربان کر دی۔

حضرت عبادہ بن ثابت رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں۔ ہم خدمتِ رسول صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میں حاضر تھے۔ آپ نے فرمایا مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے، چوری نہیں کرو گے، اور زنا کے مرتکب نہ ہو گے پھر آپ نے آیت پڑھ کر سنائی اور فرمایا تم میں سے جس نے اپنا عہد پورا کیا اس کا ثواب اللہ تعالےٰ کے ذمہ۔

ومن اصاب من ذلك شيئا فعوقب عليه فهو كفارة له — اور جس نے ان میں کسی کا ارتکاب کیا پھر اسے سزا دی گئی تو یہ اس کے لئے کفارہ ہے۔

اور جو ان میں سے کسی کا مرتکب ہوا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی فرمائی وہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اسے عذاب دے یا چاہے بخش دے ۸۰

طہارتِ نفس کا یہ واقعہ بھی قابل مطالعہ ہے۔

عمرو بن سمرہ بن جندب حضور کی خدمت میں آئے، اور عرض کی یا رسول اللہ! میں نے فلاں شخص کا اونٹ چرایا ہے مجھے پاک کر دیجئے، حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے پاس آدمی بھیجا۔ انہوں نے کہا، ہاں ہمارا اونٹ گم ہو گیا ہے۔ حضور نے عمرو کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا، ان کا ہاتھ کاٹا گیا (راوی حدیث) ثعلبہ فرماتے ہیں۔ جب ان کا ہاتھ کٹ کر گرا تو میں انہیں دیکھ رہا تھا وہ کہہ رہے تھے۔ خدا کا شکر ہے اس نے مجھے تجھ سے پاک کر دیا۔ تو چاہتا تھا کہ تو میرے پورے بدن کو جہنم میں لے جائے —— الحمد لله الذي طهرني منك اردت ان تدخلي جسدي النار ۸۱

دل سے توبہ کرنے والے، اور خود پر اسلامی حد جاری کرا کے آخرت کی سرخروئی حاصل کرنے والوں کے یہ ایمان افروز واقعات اس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ قرونِ اولیٰ کے مسلمان اسلامی سزاؤں کو کفارۂ سیئات سمجھتے تھے۔

ابوامیہ نے بیان کیا —— رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک چور لایا گیا۔ اس نے اعتراف کیا، لیکن اس کے پاس سامان نہ تھا۔ حضور نے اس سے فرمایا — میرا خیال ہے تو نے چوری نہیں کی، اس نے کہا کیوں نہیں؟ آپ نے پھر دوبارہ وہی بات فرمائی، اس نے وہی جواب دیا۔ حضور نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور فرمایا کہہ اَستغفرُ اللہَ وَاَتوبُ اِلَیہ۔ اس نے یہ الفاظ دہرائے آپ نے دعا کی، اے اللہ اس کی توبہ قبول فرما — اے اللہ اس کی توبہ قبول فرما ۸۲

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ حجۃ اللہ البالغہ میں رقم طراز ہیں۔

رسولِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے محدود پر لعنت کرنے سے روکا ہے، تاکہ اس سبب سے

حد قائم کرنے سے لوگ باز رہیں۔ اور اس لئے کہ حد گناہ کا کفارہ ہے، اور جب ایک شئے کا کفارہ سے تدارک ہو جاتا ہے تو وہ شئی کالعدم ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ارشاد رسول ہے۔

والذی نفسی بیدہ لانہ لفی انہار الجنۃ منغمس ۸۳ھ

قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے بلاشبہہ وہ جنت کی نہروں میں ڈوبا ہوا ہے۔

حدود میں سفارش روا نہیں

حدود جب زحمت نہیں بلکہ باعث رحمت ہیں، تو ان کے نفاذ میں کوئی رکاوٹ فطری طور پر مبغوض ہونی چاہیے۔ اسلامی شریعت میں اسی لئے حدود کو رفع کرنے کے معاملہ میں سفارش کو بہت بڑا جرم قرار دیا گیا ہے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا۔ قریش ایک مخزومی عورت کے بارے میں متفکر ہوئے جس نے چوری کی تھی۔ کہنے لگے اس کے بارے میں بارگاہِ رسالت میں کون سفارش کرے؟ —— سب نے کہا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں —— ان کے سوا کون ایسے کام کی جرأت کر سکتا ہے؟ چنانچہ حضرت اسامہ نے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے گفتگو کی۔ تو آپ نے فرمایا۔

اتشفع فی حدود اللہ

کیا تم حدود اللہ میں سفارش کرتے ہو

پھر آپ خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا۔

انما هلك الذين من قبلكم انهم كانوا اذا سرق فيهم الشريف تركوه واذا سرق فيهم الضعيف اقاموا عليه الحد وايم الله لوان فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت يدها ۸۴ھ

تم سے پہلے لوگ اس لئے ہلاک ہوئے کہ جب ان کا کوئی معزز چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور چوری کرتا اس حد پر حد قائم کرتے، اللہ کی قسم اگر محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی چوری کرتیں —— میں ان کا بھی ہاتھ کاٹتا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں۔

جس شخص کی سفارش حدود الہٰی میں سے کسی حد کی نسبت پائی گئی تو اس شخص نے خدا کے

Marfat.com

تعالیٰ کی مخالفت کی ——— میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم تھی کہ خاندانی لوگوں کی عزت کا محفوظ رکھنا، اور ان کے ساتھ درگذر کا برتاؤ کرنا ہمیشہ سے امتوں میں چلا آتا ہے ——— اور تمام اولین و آخرین اس کے پیرو ہیں۔ لہٰذا حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے بہت اہتمام کیا۔ کیونکہ شرفا کی سفارش اور ان سے درگزر کرنا، ان حدود کی مخالفت کرنا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے ۸۵

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

جب غلام چوری کرے تو اسے بیچ دو، چاہے نصف اوقیہ میں ہو ۸۶

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ ایک غلام جو خمس میں داخل تھا اسنے خمس کے مال میں سے چوری کی۔ یہ واقعہ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیان کیا گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ غلام بھی اللہ کا ہے اور اس نے چوری بھی اللہ کے مال سے کی ہے۔ حضور نے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا ۸۷

رافع بن خدیج روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

پھل اور کھجور کے خوشے میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا ۸۸

دور فاروقی میں قحط پڑا تو اس وقت لوگ غذائی بدحالی میں مبتلا ہو گئے ——— چنانچہ اس زمانے میں کھانے پینے کی چیز چوری کرنے والوں کو سزا نہیں دی گئی ——— کیونکہ اس دور کی مجبوری کا شکار ہو کر کسی بدحال فاقہ مست کا کچھ کر بیٹھنا بعید نہیں تھا۔ بھوک تو ایک ایسی شے ہے جو ماؤں کی گود سے بچے کا سودا بھی کرا لیتی ہے ——— چنانچہ ایک بار بنگال میں قحط سالی نے ایسی تباہی مچائی کہ دو دو روٹیوں کے لئے بچوں والی ماؤں نے اپنے بچوں کو فروخت کر دیا تھا۔ اسلامی حدود میں اس بات کی پوری رعایت موجود ہے کہ مجرم نے کسی مجبوری سے جرم کیا ہے یا اس کے اندر شریر جرم خود پنپ رہا ہے جو خود کو اور اپنے پورے معاشرہ کو قعر مذلت کی طرف لے جانے والا ہے۔ اگر وجہ ثانی کا غلبہ ہے تو شہادتوں اور گواہوں سے ثبوت فراہم ہونے پر اسے ضرور سزا ملے گی۔

خدائے تعالیٰ پہلے جرم کی پردہ پوشی فرما دیتا ہے

اللہ تعالیٰ بھی کسی مجرم غیر عادی کو، جو اصلاح

کا طالب ہو، اپنی رحمت سے سنبھلنے کا موقع عطا فرماتا ہے۔ شرع و دین کا حقیقی عرفان رکھنے والے اہل اللہ اس بات کا کتنا یقین رکھتے ہیں ـــــ اس کی ایک جھلک واقعۂ ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک چور لایا گیا۔ اس نے کہا امیر المومنین! اس سے پہلے میں نے کبھی چوری کی ہی نہیں (سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی فراست ایمانی دیکھئے) آپ نے فرمایا ہمرے پروردگار کی قسم تو جھوٹا ہے

ما اخذ اللہ عبدا عند اول ذنب۔	اللہ تعالے کسی بندے کو اس کے پہلے گناہ پر کبھی نہیں پکڑتا۔

اور اسی واقعہ کو ابن وہب نے عبد اللہ بن شمعان سے نقل کیا ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔

اللہ احلم من ان یاخذ عبدہ فی اول ذنب یا امیر المومنین	اے امیر المومنین! اللہ تعالے اس سے کہیں زیادہ بردبار اور حلیم ہے کہ وہ اپنے بندے کو پہلے ہی گناہ میں پکڑے۔

چنانچہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ جب ہاتھ کٹ گیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس کے پاس گئے اور پوچھا میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں بتا تو نے کتنی بار چوری کی ہے؟ اس نے کہا اکیس[۲] بار ۸۹ھ

حدود خدا کی رحمت ہیں

بات حد زنا اور اس کی مصلحتوں پر ہو رہی تھی۔ اسلام نے زنا کے دوررس مفسدات کا نہایت دقت نظر سے محاسبہ کیا ہے۔ اور اس آتشکدہ کی ایک ایک چنگاری پر پہرہ بٹھایا ہے۔ اگر نگاہوں پر عصبیت کے پردے نہ ہوں۔ نفس و شیطان کا تسلط آزادروی کے نام پر بے لگام سانڈ نہ بن گیا ہو، اور خانگی بربادی سے لیکر انسانی تمدن کی بیخ کنی تک کی باریکیاں دیکھ لینے کا شعور موجود ہو تو حدود شرعیہ جو اسلام میں ہیں اس کے حسنات و برکات رحمت بیکراں نظر آئیں گے ـــــ یہ اسلام دشمن طاقتوں کے غلط پروپیگنڈے کا اثر ہے، جس سے یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ اسلام اپنے پیرووں پر

Marfat.com

ننگی تلوار کی طرح لٹک رہا ہے ـــــ گویا اسلامی نظام کے نفاذ کا مطلب یہ ہوا کہ جگہ جگہ پھانسی کے پھندے لگے ہوں ـــــ اور کوڑے مارنے والے گلی گلی میں مسلط ہوں، لوگوں کی گردنیں کاٹنے، ہاتھ قطع کرنے، رجم کرنے دُرّے بازی کے سوا شریعت اسلامیہ کا اور کوئی کام ہی نہیں ـــــ العیاذ باللہ! ایسا ہرگز نہیں بلکہ اسلامی نظام میں سنگ ساری یا دُرّہ زنی کا نفاذ کن سخت مرحلوں سے گزرنے کے بعد آخری حربے کے طور پر ہوتا ہے، انہیں گذشتہ صفحات میں آپ زیب نظر کر چکے ہیں۔ نفاذ حدود کی پوری اسکیم کا مطالعہ کیجئے تو آپ کو اقرار کرنا ہوگا کہ اسلام انسانوں کو اندر سے تبدیل کرنا چاہتا ہے ـــــ اصلاح نفس کے کیمیا اثر نسخے دیکر وہ افراد معاشرہ کا تزکیہ کرتا ہے۔ دلوں میں خالق ارض وسما کی محبت اور اس کا خوف بٹھا کر اس کی اطاعت میں زندگی بسر کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ آخرت کی باز پُرس، یوم حساب کا احساس، اور عذاب وعقاب ربانی کی شدید گرفت، اور نیکوکاروں کے لئے انعامات بے بہا کے مخفی خزانوں کا سراغ بخشتا ہے تاکہ قلوب واذہان میں خدائی قوانین پر عمل پیرا ہونے کا شوق، اور گناہوں سے تنفر کی جڑیں مضبوط ہوں۔

حدِ زنا سے پہلے تسکین جنسی کی جائز راہوں کو ہموار کیا گیا

زنا چونکہ خداوند قدوس کے نزدیک نہایت قبیح جرم اور گناہ ہے۔ اس لئے مواقع زنا کے تمام سوراخوں پر اسلام نے بندش لگائی ہے۔ حدود زنا کا حکم یک بیک نافذ نہیں ہوگیا۔ فطری نفسانی خواہشات کی تسکین کیلئے اولاً سہولتوں اور آسانیوں کے جائز دروازے کھولے گئے۔ یعنی آزاد مرد عورتوں، غریب نادار لوگوں، حتی کہ غلاموں باندیوں کے نکاح کی ہدایات آئیں ـــــ ایک بیوی سے خواہشات کی تکمیل نہ ہو تو دو، دو، تین، تین یا چار چار تک نکاح کرنے کی سہولت سے نوازا گیا ـــــ فطری نامساعدت اور ذہنی ناموافقت اگر نباہ کی راہ میں حائل ہوں تو مرد کو طلاق اور عورت کو خلع کی آسانی دی گئی ـــــ اب جب تسکین خواہشات کے جائز راستوں کو وا کر دیا گیا، نکاح کے ذریعہ جائز تعلق کو آسان بنا دیا گیا تو زنا کی سزا سنانے سے ایک سال بیشتر سورۂ احزاب کی آیات مبارکہ کے ذریعہ عرب کے جاہلی ماحول میں جہاں برہنہ ہو کر کعبہ کے گرد ناچنا گانا عبادت شمار ہوتا

Marfat.com

تھا، عفت و عصمت، پردہ، اِستیذان، عورتوں کے حسن کی عدم نمائش، اَجانب کے ساتھ میل ملاپ سے پرہیز، اور سکینت و وقار سے گھروں میں قرار پذیری کی ہدایات نازل ہوئیں ——— آزادانہ مرد و عورت کا خلط ملط اور ہر وہ کام جس سے منکرات و فواحش کے پھیلنے کی ذرا بھی گنجائش تھی اس پر بندش لگائی گئی۔ باوجود اس کے بھی اگر کچھ گندے قلوب اور نجس ذہنیت نفسانی سرشت میں پھنس کر ان پاکیزہ دیواروں کو پھلانگنا ہی چاہیں ——— تو اسلام ایسے لوگوں کو عبرت ناک سزاؤں سے درست کر کے معاشرہ سے فساد و فواحش کا شائبہ بھی دھوڈالنا چاہتا ہے۔

تہذیب اسلامی کا اہم جز

دارالاسلام جہاں ان اسلامی حدود کا نفاذ ہوگا اور زنا، سرقہ، قتل، قذف وغیرہ کی اسلامی سزائیں دی جائیں گی، وہاں ان تمام جرائم کے قبائح اور ان کی خرابیوں کو تعلیم و تہذیب کے لازمی جز کی طرح لوگوں کے ذہنوں میں راسخ کیا جائے گا ——— رجم اور دیگر حدود پر زبانِ طعن دراز کرنے والے نگاہ اٹھا کر دیکھیں کہ ایک طرف تو زنا کی حد میں سخت شرائط کی دیواریں ہیں، مگر اس سے بہت پہلے یہ بھی غور کرنے کی چیز ہے کہ جرم زنا ایسے ماحول میں ہو رہا ہے جہاں کے افراد کو یہ شعور پہلے سے میسر ہے کہ ——— اللہ تعالےٰ نے قتل کے بعد سنگین ترین جرم زنا کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ شرک اور قتل کے بعد معاً قرآن مجید میں اس کو ذکر کیا ہے۔

وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـھًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ یَلْقَ اَثَامًا۔[۹۰]

اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے، اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا۔

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے زنا نہ کرنے پر بیعت لی۔ اور قرآن مجید نے اس واقعہ کو اپنے سینے میں تاہنوز محفوظ رکھا ہے۔

وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ[۹۱]

نہ بدکاری کریں گی، نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی۔

سورۂ نساء میں رب تعالےٰ نے حکم ارشاد فرمایا کہ

تم ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو .... نیز زنا کو

فاحشۃ اور مقتاً اور ساء سبیلا (یعنی بیحیائی، کائنات کی مرکزی طاقت سے متصادم اور بدترین راہ) قرار دیا ہے۔

لَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ مَقْتًا وَّسَآءَ سَبِيْلًا ۹۲

ارشاد رسول اکرم ہے صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم

شرک کے بعد کوئی گناہ اس نطفہ سے بڑھ کر نہیں جس کو کسی نے ایسے رحم میں ڈالا جو شرعاً اس کے لئے حلال نہ تھا ۹۳

زنا کار جس وقت تک زنا کرتا ہے اس وقت وہ مومن نہیں ہوتا۔ بخاری ۹۴

بندہ جب زنا (کے فعل قبیح) میں مبتلا ہوتا ہے اس وقت ایمان اس سے نکل جاتا ہے اور اس پر سایہ بنکر ہوتا ہے اور زانی جب اس فعل سے الگ ہوتا ہے، پھر ایمان پلٹ کر آتا ہے ۹۵

دور نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں ایک بار سورج گہن ہوا، تو حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں یہ بھی ارشاد فرمایا۔

اے امت محمد! قسم ہے رب تعالےٰ کی، اللہ سے زیادہ اس بات کی کسی کو غیرت نہیں کہ کوئی مرد یا عورت زنا کرے، اور بخدا جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو بہت کم ہنستے ۹۶ اور زیادہ روتے۔

ایک شخص نے حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا، کہ اکبر الکبائر (سب سے بڑا گناہ) کیا ہے۔ آپ نے فرمایا خدا کا کسی کو شریک بنانا۔ اس نے پوچھا پھر، فرمایا روزی کے خوف سے اولاد کو قتل کرنا۔ اس نے پوچھا پھر، آپ نے فرمایا۔ پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا ۹۷

حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ایک بار علامات قیامت بیان فرمائیں، تو ان میں علم کا اٹھ جانا، جہالت کا عام ہونا، شراب نوشی کی کثرت کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا، کہ زناکاری عام ہو جانا بھی علامات قیامت میں سے ہے

ارشاد رسول اکرم ہے (صلے اللہ علیہ وسلم)۔

جس قوم میں زنا عام ہوا، اس میں کثرت اموات شروع ہو جاتی ہے ۹۸

مشکوٰۃ المصابیح کتاب الحدود میں ہے کہ

Marfat.com

کسی قوم میں زنا کی گرم بازاری ہوتی ہے تو اسے قحط میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔ اور جہاں رشوت عام ہوتی ہے اس قوم پر خوف مسلط کر دیا جاتا ہے [۹۹]

حضرت عبداللہ بن مسعود صحابی رسول فرماتے ہیں۔

جب کسی بستی میں سود اور زنا عام ہو جاتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس بستی کی ہلاکت کی اجازت دے دیتا ہے۔

یہ اسلامی معاشرت کے نقوش ہیں، جن میں سے مشتے از خروارے سپرد قلم کئے گئے —— جس ملک اور اس کے حدود داربعہ میں ان فرامین کے غلغلے عام ہوں۔ پاکیزہ اور عفت مآب زندگی کے محاسن صبح وشام ذہنوں میں بیٹھائے جاتے ہوں۔ اور پورے ماحول پر خدا کی خشیت کا غلبہ ہو وہاں زنا جیسے جرم کا خیال یقیناً معدودے چند ذہنوں میں ابھرنا ہی متوقع

لیسے عفت بدوش معاشرہ میں تو امن وسلامتی کا دور دورہ ہوگا —— طہارت وپاکیزگی کا اجالا ہوگا —— لوگ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی اور خصائل حسنہ کی تہذیب میں مشغول ہوں گے۔ نگاہوں پر عفت وعصمت کا پہرہ ہوگا۔ اور آخرت کی کھیتی کرنے والے ذکر اللہ میں ہمہ جہت مشغول ہوں گے۔

ذیل میں اب ہم اسلامی ماحول میں عفت وپاکدامنی کی زندگی گزارنے والے صالح افراد کے چند واقعات نذر ناظرین کرتے ہیں —— جنہوں نے محض خشیت ربانی کی بنیاد پر خود کو بدکاری سے بچایا، اور اپنے دامن عصمت پر داغ نہ لگنے دیا۔

یوسف ثانی

حسن وشباب کا پیکر، جمال ورعنائی کا مجسمہ، قلب ونگاہ بھی روئے تاباں کی طرح پاکیزہ اور منور، نام نامی مشہور ہے حضرت سلیمان بن یسار

جس طرح خوبروئی وزیبائی میں رب تعالےٰ نے انہیں یوسف ثانی بنایا تھا، عفت وپاکبازی میں بھی یوسف صدیق کی نیابت سے سرفراز کئے گئے تھے —— اپنے ایک رفیق سفر کے ہمراہ مدینہ طیبہ سے مکہ کے لئے روانہ ہوئے —— مقام ابواء میں پہونچے، ایک پہاڑی کے دامن میں سواری سے اتر کر پڑاؤ ڈال دیا —— اور ضروریات سے فارغ ہو کر کچھ کھانے پینے کا ارادہ کیا۔ خود خیمے اور سواریوں کے پاس ٹھہرے اور رفیق سفر کو بازار سے کھانے پینے کی اشیاء

Marfat.com

لانے کے لئے بھیج دیا۔ اتفاقاً ایک بدوی عورت کی نگاہ اس حسن و شباب کے پیکر پر پڑ گئی۔ اس نے ایسا شکیل رعنا آج تک زندگی میں نہ دیکھا تھا ـــــــ رخ وعارض کے شعلوں نے بدویہ کے ہوش و حواس اڑا دیئے، وہ دیوانہ وار خیمہ میں گھس آئی۔ پہاڑی عورت بھی اپنے حسن وجمال میں یکتا تھی ـــــــ برجستہ گویا ہوئی، اے مسافر! میں تجھ سے کچھ لینے آئی ہوں۔ سلیمان سمجھے بھوکی ہے، کچھ کھانا مانگتی ہے۔ آپ کے پاس خورد و نوش کا جو سامان تھا اسے ٹٹولا، اور جو ملا اسے دینا چاہا۔ وہ تو ان کے حسن وجمال کی شیدائی تھی، کہنے لگی مجھے یہ نہیں چاہئے۔ جو کوئی بیوی شوہر سے طلب کرتی ہے میں وہ مانگ رہی ہوں۔ آپ نے کہا تجھے شیطان میرے پاس لایا ہے اتنا کہہ اپنا سر گھٹنوں میں دبایا اور زور زور سے رونے لگے۔ ان کا رونا بلکنا، آہیں اور آنسو دیکھ کر بدویہ کا چہرہ فق ہوگیا۔ اور نا امید ہو کر چلی گئی۔

رفیق سفر بازار سے لوٹا تو خیمے میں رونے بلکنے کی آواز سن کر پریشان ہوگیا۔ پہلے تو کسی طرح تھپک بہلا کر انہیں چپ کرایا۔ جب چہرہ اوپر اٹھایا تو آنکھیں سوج آئی تھیں، اور گلا رندھ گیا تھا صاف آواز نہیں نکل پا رہی تھی، رونے کا سبب دریافت کیا، کچھ نہ بتایا کہا لڑکی یاد آگئی تھی۔ اس نے کہا تین منزلیں سفر کی طے ہوگئیں اب تک کوئی نہ یاد آیا۔ یک بیک ایسی شدید یاد کیسے آگئی۔ بہت اصرار کے بعد لڑکی کا قصہ سنا دیا، جو گزرا تھا۔ رفیق سفر یہ واقعہ سنکر رونے لگا۔ اب انہوں نے دریافت کیا؟ تو کیوں روتا ہے۔ کہنے لگا روتا اس لئے ہوں کہ خدانخواستہ آپ کی جگہ میں ہوتا تو معصیت میں مبتلا ہو جاتا۔ وہ تو آپ کا تقویٰ اور خشیت تھی جس کے سبب اس بلا سے نجات ملی ـــــــ دونوں ہمراہی جب مکہ شریف میں داخل ہوئے، طواف وسعی سے فارغ ہوئے، حجر اسود کے سامنے سلیمان بن یسار سمٹ کر بیٹھ گئے ـــــــ آپ پر نیند کا غلبہ ہوا ایک حسین و شکیل صورت نظر آئی لباسِ فاخرہ ملبوس کئے ہوئے، عطر سے بس کر بسا ہوا، خوبصورت اتنے کہ دیکھئے تو دیکھتے رہ جائیے۔

آپ کون ہیں ـــــــ ؟

میں یوسف ہوں

کیا آپ ہی یوسف صدیق ہیں ـــــ ؟ آپ کا زلیخا کے ساتھ واقعہ عجیب ہے۔

Marfat.com

مگر ابو ارکی دوشیزہ کے ساتھ سلیمان بن یسار کا واقعہ تو عجیب تر ہے ۔ لہٰ

زنا سے توبہ

دور قدیم میں ایک قصاب اپنے ہمسائے کی باندی پر عاشق ہو گیا۔ اس سے ملنے کے حیلے بہانے ڈھونڈتا مگر موقع نصیب نہ ہوتا۔ اتفاق سے پڑوسی نے اپنی باندی کو کسی کام سے قریب کے گاؤں میں بھیجا۔ اس کا دہ عاشق زار بھی موقع غنیمت جان کر چل پڑا، تخلیہ ملا تو اس سے مطلب برآری کی باتیں کرنے لگا ——— باندی نے کہا، جتنا تو مجھے چاہتا ہے اس سے زیادہ میں تجھے چاہتی ہوں۔ تیرے دل میں جتنی طلب ہے، میرا دل تجھ ملنے کے لئے اس سے کہیں زیادہ بیقرار ہے۔ مگر ایسا نہیں ہو سکتا، کیونکہ مجھے خدائے تعالےٰ سے خوف لگتا ہے قصاب نے کہا، اگر تو خدا سے خائف ہے تو میں بھی خدا سے کیوں نہ ڈروں۔ آؤ ہم دونوں ارادۂ بد سے باز رہنے کا عہد کریں، عاشق بھجور اس کے بعد لوٹ پڑا ——— اسی دوران اسے شدت کی پیاس محسوس ہوئی، دھوپ کی تمازت نے اسے پریشان کر دیا بے حال ہو کر لڑکھڑانے لگا۔ اسی راہ سے انبیاء ماسبق میں سے کسی نبی کا قاصد گزر رہا تھا، اس کی پیاس کا حال دیکھ کر رک گیا۔ اور مشورہ دیا کہ آؤ ہم دونوں خدا سے دعا کریں کہ گاؤں پہونچنے تک ہم پر ابر کا سایہ بھیج دے ——— عاشق نے کہا میں اپنے ذخیرۂ اعمال میں کوئی ایسی نیکی نہیں پاتا جس کے ذریعہ اتنی بڑی دعا کروں، البتہ تم نبی کے قاصد ہو تم دعا کرو۔ قاصد نے کہا۔ بہتر ہے میں دعا کرتا ہوں، تم آمین کہو، الغرض دونوں نے التجا کی اور ایک لکہ ابر ان کے سروں پر سایہ گستر ہو گیا۔ دونوں جب گاؤں میں داخل ہوئے۔ اور دونوں کی راہیں جدا جدا ہونے لگیں، قصاب اپنے گھر کی طرف چلا اور قاصد نے اپنی راہ پکڑی تو ابر قصاب کے سر پر سایہ کناں رہا ——— نبی کا قاصد یہ دیکھ کر لوٹا۔ اور پوچھنے لگا، تم تو کہتے تھے تم نے کوئی قابل قدر نیکی نہیں کی۔ نیکی نہیں کی تو یہ اثرات کیسے ظاہر ہو رہے ہیں۔ پھر عاشق قصاب نے اپنی توبہ کا واقعہ کہہ سنایا ——— قاصد پکار اٹھا ۔ لہٰ "خدا کے نزدیک توبہ کرنے والے کا مقام نہایت بلند ہے" ——— اس واقعہ کو ابو بکر بن عبداللہ مزنی نے بیان کیا۔

عفت قلب و نگاہ کا دلگداز واقعہ

شہر کوفہ میں ایک خوبصورت صالح جوان رہتا تھا ——— عادات و اطوار میں

سادہ، عبادت و ریاضت میں یکتا، ایک عورت اس پر دل و جان سے فدا ہو گئی - مگر مدعا دل بیان کرنے کا کوئی موقع نہ ملتا تھا - عشق کی آتش سوزاں اندر ہی اندر سے اسے پگھلا رہی تھی، ایک روز نوجوان تکبیر کی آواز سنکر مسجد کی طرف لپکا جا رہا تھا کہ عورت راستہ روک کر کھڑی ہو گئی، اور کہا میری چند باتیں سن لو، پھر چلے جاؤ - مگر وہ راستہ کاٹ کر چلا گیا ـــــــ اسی طرح لوٹتے ہوئے عورت راہ میں حائل ہوئی مگر اس نے نگاہ اعتنا نہ اٹھائی - عورت بین کرتی رہی میں سر راہ تجھ کو مخاطب کرتی ہوں مگر سب یہ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر کرتی ہوں، مجھے معلوم ہے کہ تو ایک صالح اور نیک انسان ہے ـــــــ اور میری اس حرکت کو کوئی دیکھ لے گا، تو رائی کا پربت بننا کوئی مشکل نہیں ـــــــ تم ایک عابد و زاہد ہو ـــــــ اور تم لوگوں کے اجلے دامن پر معمولی سا دھبہ بھی، غلاظت کے ڈھیر کے برابر ہے ـــــــ مگر میں کیا کروں کہ تیری ہی شکل و صورت میرے دل میں سمائی ہے - میں اپنی بیقراری کو اور چھپانے کی قوت و طاقت خود میں نہیں پاتی ـــــــ اب تو میرا معاملہ خدا ہی کے ہاتھ ہے -

نوجوان دامن جھٹک کر گھر تو آگیا مگر عورت کی باتوں نے اس کے اندر بےچینی و بیقراری کا طوفان کھڑا کر دیا ـــــــ رکوع و سجدے میں طمانیت ملتی ہے نہ تلاوت و سجدہ میں سکون نصیب آتا ہے ـــــــ چار و ناچار ایک رقعہ اس کے نام لکھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم ـــــــ اے عورت خبردار ہو! جب بندہ خدا کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ رحیم و کریم بردباری فرماتا ہے ـــــــ اور جب دوبارہ اس حرکت میں مبتلا ہوتا ہے تو پھر پردہ پوشی کرتا ہے ـــــــ ع گنہ بیند و پردہ پوشد بہ حلم ـــــــ اور جب معصیت کو اپنا شعار بنا لیتا ہے تو پھر ایسا غضب نازل کرتا ہے کہ اس "غضب کو زمین و آسمان، پہاڑ اور سمندر برداشت نہیں کر سکتے"، تو ایسے غضب کی طاقت کس میں ہے؟ تیرا دعوی محبت اگر باطل ہے تو یاد کر اس دن کو جب آسمان پگھلائے ہوئے تانبے کی طرح، اور پہاڑ دھنی ہوئی روئی کی طرح ہوں گے - صولت جباری، اور دبدبہ قہاری اس زور پر ہو گا کہ مقربین گھٹنوں کے بل گرے ہوں گے - میری یہ کیفیت ہے کہ اپنے نفس کی اصلاح ہی دشوار ہے - تیرا مجھ سے کیا بھلا ہو گا؟ - اور اگر تیرا ادعا محبت سچا

Marfat.com

ہے تو ایسا طبیب بتا دیتا ہوں، جو ہر درد کی خود دوا ہے، ہر مرض کا خود علاج ہے، وہ ذات اللہ جل شانہ کی ہے۔ اسی کی طرف سچے دل سے لوٹ جا ـــــ نصیحت کے لئے یہ آیت قرآنیہ کافی ہے۔

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۝ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ۝ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ۝ ۱۰۲

اور انہیں ڈراؤ اس نزدیک آنے والی آفت کے دن سے جب اگلوں کے پاس آجائیں گے غم میں بھرے اور ظالموں کا نکوئی دوست نہ کوئی سفارشی جس کا کہنا مانا جائے اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے۔

اس آیت سے کسی کو مفر نہیں ـــــ فقط

اس خط کے پانے کے بعد عورت ایک بار پھر اس کی راہ میں آئی ـــــ نوجوان نے لوٹ جانے کا ارادہ کیا تاکہ اس پر نگاہ نہ پڑے ـــــ اس نے آواز دی۔

کیوں روٹھے جاتے ہو ـــــ اب اس کے بعد پھر مجھے کبھی نہ دیکھو گے، میں خدا سے دعا کرتی ہوں کہ میری مشکل آسان کرے۔ اسی کے قبضے میں تمہارا دل ہے۔ آج مجھے پھر کوئی آخری نصیحت کا تحفہ دیدو، نوجوان میری نصیحت اتنی ہی ہے کہ نفس کے وبال سے خود کو بچانا اور یہ آیت یاد رکھنا

وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ ۱۰۳

اور وہی ہے جو رات کو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ دن میں کماؤ، پھر تمہیں دن میں اٹھاتا ہے کہ ٹھہرائی ہوئی میعاد پوری ہو، پھر اسی کی طرف پھرنا ہے ـــــ پھر وہ بتادے گا جو کچھ تم کرتے ہوتھے۔

اس نصیحت کو سنکر عورت روتی بلکتی، زخمی دل، اور سلگتے سینے کے ساتھ واپس چلی گئی۔ اور یاد خدا میں ایسی گوشہ گیر ہوئی کہ چند روز بعد کنج تاریک سے اس کا جنازہ برآمد ہوا۔

کوفی نوجوان اس کی پر اشتیاق موت پر آنسو بہایا کرتا تھا، اور کہا کرتا تھا کہ میں نے تو اسے نفس کی شیدا اور اسیر ہوس خیال کیا تھا ـــــ اب ایسا گمان گزرتا ہے کہ کہیں اس کے خون

Marfat.com

ناحق کا جرم مجھ پر نہ عائد ہو جائے۔ میں نے اسے بلا سمجھ کر دفع کیا تھا مگر کہیں وہ میرے حق میں دعویدار نہ بن جائے کھڑی ہو جائے ــــــ اس واقعہ کا متن احمد بن سعید نے اپنے والد سے نقل کیا ہے[۱۰۴]

حضرت علاء بن زیاد فرماتے ہیں۔

اپنی نگاہ عورت کی چادر پر نہ ڈال، کیونکہ نظر دل میں شہوت کے بیج بوتی ہے اور انسان جب عورت پر نگاہ ڈالتا ہے تو کم ایسا ہوتا ہے کہ دوبارہ نہ دیکھے۔ اگر خوبصورتی کا خیال ذہن میں ہوگا تو اندر سے دوبارہ دیکھنے کی رغبت ابھرے گی، اس وقت دل میں یہ مضبوط کرلے کہ دوبارہ دیکھنا حماقت ہے کیونکہ یہ دو حال سے خالی نہیں ــــــ اگر نفس کے ہاتھوں بہک کر دوبارہ دیکھا اور صورت اچھی لگی تو نفس شہوت کا اقتضا کرے گا اور یہ ہوگا نہیں تو حسرت و حرمان کے سوا کیا ہاتھ آیا؟ ــــــ اور اگر صورت بری لگی تو جس لذت نگاہ کے لئے یہ اقدام کیا وہ حاصل نہ ہوئی تو گناہ بے لذت میں مبتلا ہوگا[۱۰۵]

اور اگر حسب فرمانِ شرع آنکھوں کو نامحرم کے دیکھنے سے باز رکھا جائے تو بہت سی آفتیں دل سے جاتی رہتی ہیں۔

مسلم نے حضرت جریر بن عبداللہ سے روایت کیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اجنبی عورت پر نگاہ کرنے کے بارے میں پوچھا

فَقَالَ اصْرِفْ بَصَرَكَ — حضور نے ارشاد فرمایا، تم اپنی نگاہ پھیر لو۔

حضرت بریدہ کہتے ہیں حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا۔

یا علی لا تتبع النظرة النظرة فانما لك الاولیٰ ولیست لك الآخرة۔	اے علی! کسی اجنبی عورت پر اچانک نگاہ پڑ جائے تو نظر پھیر لو، دوسری نگاہ اس پر نہ ڈالو، پہلی نگاہ تو تمہاری ہے اور دوسری نگاہ تمہاری نہیں ہے۔

بلا ارادہ پہلی نظر معاف ہے۔ مگر دوبارہ دیکھنا ارادۂ نفسانی اور وسوسۂ شیطانی کی وجہ سے ہے اس لئے وہ گناہ ہے

Marfat.com

حدود شرائع سابقہ میں

ماضی کی تاریخوں میں الٹ پلٹ کر دیکھئے تو ایک چیز واضح نظر آئے گی کہ ہر قوم و ملت جب تک انسانی فطرت پر رہی — زنا جبلی طور پر ان کے نزدیک ایک نہایت قبیح جرم رہا —— متمدن اقوام سے لیکر جنگلوں اور بیابانوں میں آباد قبیلے اس امر پر گواہی دیں گے۔ اور اس کے لیے سخت سے سخت سزاؤں کا ثبوت فراہم ہوگا —— آگ میں جلا دینا، زندہ زمین میں گاڑ دینا، بوٹیاں اور پرخچے اڑا دینا، بیابانی اقوام کی تہذیب میں ملتا ہے۔ اسی طرح فطرت سے مساس رکھنے والے مذاہب میں سے کوئی ایسا قابل ذکر طبقہ نہیں، جو زنا کی قباحت اور اس کی قابل نفرت حیثیت کو تسلیم نہ کرتا ہو، اور اس کے اندر زنا کے جرم کی سزا نہ ہو —— یہ اور بات ہے کہ ادیان و ملل جب فاسد تمدن کی چمک دمک میں آئے تو اپنا فطری وقار کھو بیٹھے اور جوں جوں نفسانی و شیطانی نظام کا تسلط بڑھتا گیا فطرت کی گرفت کمزور ہوتی گئی۔ تا آنکہ جرم کو فیشن کا لباس مل گیا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

واعلم انہ کان فی شریعۃ من قبلنا القصاص فی القتل والرجم فی الزنا والقطع فی السرقۃ فھذہ الثلاث کانت متوارثۃ فی الشرائع السماویۃ واطبق علیھا جماھیر الانبیاء والامم [۱۰۶]

شرائع سابقہ میں قتل کی سزا قصاص، زنا کی سزا سنگساری اور سرقہ کی سزا ہاتھ کاٹنا مقرر تھی، یہ تینوں سزائیں شرائع سماویہ میں متوارث چلی آتی ہیں تمام انبیاء (علیہم الصلوات والتسلیم) اور ان کی امتوں کا اس پر اجماع و اتفاق ہے۔

شاہ صاحب آگے چل کر لکھتے ہیں۔

اور یہود کی جب شوکت جاتی رہی، اور سنگساری پر ان کا بس نہ چلا تو انہوں نے تجبیہ اور تسحیم ایجاد کیا۔ (تجبیہ زانی اور زانیہ کو گدھے پر الٹا سوار کر کے لوگوں میں پھرا کر رسوا کرنا —— اور تسحیم منہ کالا کرنے کو کہتے ہیں۔)

موجودہ یہودی ماخذ میں زنا کا ذکر یوں ملتا ہے۔

اگر کوئی شخص کسی کنواری کو جس کی منگنی نہ ہوئی ہو، پھسلا کر اس سے مباشرت کرے تو وہ ضرور ہی اُسے

مہر دے کر اس سے بیاہ کرے۔ لیکن اگر اس کا باپ ہرگز راضی نہ ہو کہ وہ اس لڑکی کو اُسے دے تو وہ کنواریوں کے مہر کے موافق اسے نقدی دے ۱۰۸

اسی حکم کو کتاب استثنا میں کچھ دوسرے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔ اور متعین کر دیا گیا ہے کہ لڑکی کے باپ کو پچاس مثقال چاندی بطور تاوان ادا کی جائے ۱۰۸

اور اگر کوئی شخص یہی جرم کاہن (مذہبی رہنما) کی بیٹی سے کرے تو اسے پھانسی دی جائے گی، یا اسے زندہ جلا دیا جائے گا ۱۰۹

جو شخص دوسرے کی بیوی سے یعنی اپنے ہمسائے کی بیوی سے زنا کرے، تو وہ زانی اور زانیہ ضرور مار دیئے جائیں ۱۱۰

اگر کوئی مرد کسی شوہر والی عورت سے زنا کرتے ہوئے ملے تو وہ دونوں مار ڈالے جائیں ۱۱۱

اگر کوئی کنواری لڑکی کسی سے منسوب ہو گئی، اور کوئی دوسرا اسے شہر میں پا کر اس سے صحبت کرے، تو تم ان دونوں کو اس شہر کے پھاٹک پر نکال لانا، اور سنگسار کر دینا کہ وہ مر جائیں ــــ لڑکی کو اس لئے کہ وہ شہر میں ہوتے ہوئے نہ چلائی، اور مرد کو اس لئے کہ اس نے اپنے ہمسائے کی بیوی کو بے حرمت کیا۔ پر اگر اس آدمی کو وہی لڑکی جس کی نسبت ہو چکی ہو کسی میدان یا کھیت میں مل جائے اور وہ آدمی جبراً اس سے صحبت کرے تو فقط وہ آدمی ہی جس نے صحبت کی مار ڈالا جائے، پر اس لڑکی سے کچھ نہ کرنا ۱۱۲

یوحنا باب ۸، آیت ۱، ۱۱ میں ہے۔

حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی خدمت میں ایک عورت کو لوگ مارتے گھسیٹتے لائے اور آپ سے کہا کہ یہ زانیہ ہے، اس پر سزا نافذ کیجئے ــــــ آپ نے حاضرین سے فرمایا، کہ تم میں سے جو پاک دامن ہو وہ آگے بڑھ کر اسے پتھر مارے۔ یہ سنکر ایک ایک کر کے سب وہاں سے چھنٹ گئے صرف آپ اور وہ عورت رہ گئی۔ آپ نے اسے نصیحت فرمائی، توبہ و استغفار کی تلقین کی اور رخصت کر دیا ۱۱۳

مسیحیوں نے اس واقعہ اور اسی قبیل کے چند اور اقوال کو بنیاد بنا کر جرم زنا کے سلسلہ میں حضرت عیسیٰ مسیح کی طرف غلط نظریات منسوب کئے ہیں۔ اور حد کے بجائے زنا کی سزا کے

بارے میں الگ راہ نکالی ہے —— ان لوگوں کے خیال میں غیر شادی شدہ مرد کا، غیر شادی شدہ عورت سے زنا کرنا گناہ تو ہے مگر ایسا گناہ نہیں جس پر ان میں سے کسی کو کوئی سزا دی جائے —— ہاں! اس صورت میں جرم ضرور ہے کہ زانی مرد و عورت میں سے کوئی شادی شدہ ہو، یا دونوں شادی شدہ ہوں۔ مگر اس کی سزا اس کے سوا کیا ہے؟ کہ زانیہ کا شوہر زانی سے تاوان وصول کرے۔ اور پھر اگر وہ اپنی زانیہ بیوی سے علیحدگی اختیار کرتا ہے تو زندگی بھر راہب بنکر رہے اور یہی عمل اگر زانی کی بیوی کرتی ہے کہ بدکار شوہر سے علیحدگی چاہتی ہے تو نتیجۃً اسے عمر بھر راہبہ بنکر رہنا ہوگا۔

اس جائزے سے اندازہ ہوتا ہے کہ زنا کی قباحت انسانی ارتقا کے اوّلین دور ہی سے تہذیب فطرت کا جز رہی ہے اور مخلوق خدا کو سیدھی راہ پر لگانے والے انبیاء و مرسلین و مصلحین امت نے اپنی اپنی قوموں اور ملتوں کو اس بدترین جرم سے بچانے کا جتن بھی کیا۔ مگر خدا دشمن طبقہ ان خدائی پیغام رسانوں کی تعلیمات میں قطع و برید، رد و بدل اور ترمیم و تنسیخ کر کے اسے اپنے سانچے میں ڈھالنے کی انتھک کوشش بھی کرتا رہا ہے۔ حالت بایں جا رسید کہ الہامی تعلیمات کا چہرۂ زیبا گرد و غبار میں اٹ کر رہ گیا۔

قدیم تہذیبوں میں جرم و سزا

تہذیب یونان، تہذیب روما، قدیم مصری تہذیب اور ہندوستان کی قدیم تہذیب میں جہاں جہاں آپ تلاش کریں گے زنا ایک بھیانک جرم کی شکل میں دکھائی دیگا —— اور ہر قوم نے اپنے دور عروج میں اس پر سخت سزائیں دی ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ ان تہذیبوں میں کسی دوسرے کی بیوی سے زنا کو ہی جرم شدید سمجھا جاتا تھا۔

اہل مصر اپنے دور میں زانی اور زانیہ کو اس طرح سزا دیتے تھے کہ زانی کو لاٹھیوں سے مارتے مارتے ختم کر ڈالتے تھے۔ اور زانیہ عورت کی ناک کاٹ لیا کرتے تھے۔ اور اسی انداز کی سزائیں بابل، اشور اور قدیم ایران میں مقرر تھیں —— قدیم ہندوستان میں زانی کو لوہے کے پلنگ پر لٹا کر باندھ دیتے تھے اور اسے آگ میں جلا ڈالتے تھے اور عورت کو کتوں سے نچوا بھنبھوڑوا کر تکا بوٹی کروا دیتے تھے۔ رومی اور یونانی قوانین مردوں کو یہ اختیار دیتے تھے کہ

اگر وہ اپنی بیویوں کو کسی سے زنا کرتے دیکھ لیں تو وہ انہیں قتل کر سکتے ہیں ——— ورنہ اس جرم کے بدلے میں زانی سے مالی جرمانہ وصول کر سکتے ہیں۔ مگر بعد میں چل کر قیصر آگسٹس نے اس میں ترمیم کی۔ اور قانون بنایا کہ زانی مرد کی آدھی جائداد ضبط کر کے اسے ملک بدر کر دیا جائے۔ اور عورت کا آدھا مہر ساقط، اور اس کی بھی ایک تہائی جائداد ضبط کر لی جائے پھر اسے بھی بے وطن کر دیا جائے ——— اس کے بعد جب قسطنطین کا دور آیا تو اس نے اس کی جگہ نیا قانون دیا۔ کہ زانی اور زانیہ دونوں کو موت کی سزا دی جانے لگی۔ اسی طرح دوسرے بادشاہوں کے ادوار میں سزائے زنا ردو بدل ہوتی رہی۔

ہندو دھرم جو ذات پات کی خانہ گری میں یکتا ہے، اس نے بھی زنا کی قباحت کو تسلیم کیا ہے اس کے لئے سزائیں مقرر کی ہیں۔ مگر وہی نیچ اونچ کا فرق اس کے قانون کی اس دفعہ میں بھی نمایاں ہے۔

منو نے اپنی دھرم شاستر میں لکھا ہے۔

اپنی ذات کی کنواری لڑکی سے زنا کرنے والا اگر اس کی رضامندی سے زنا کرتا ہے تو اس پر کوئی سزا نہیں۔ لڑکی کا باپ اگر چاہے تو زانی اسے معاوضہ دے کر اس لڑکی سے شادی کر لے، ہاں اگر لڑکی کسی اونچی ذات سے تعلق رکھتی ہو اور مرد نیچ ذات کا ہو تو لڑکی کی سزا یہ ہے کہ اسے گھر سے نکال دینا چاہئے اور مرد کے اعضا کاٹ ڈالنا چاہئے ۱۱۴

اگر لڑکی برہمن ذات کی ہو تو یہ سزا زندہ جلائے جانے کی سزا میں تبدیل کی جا سکتی ہے ۱۱۵

انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس / ایڈیٹ بائی / جیمس ہیسٹیکنس کرائمز اینڈ پنشمنٹ کے تحت اسی موضوع پر طویل معلومات کے ساتھ یہ بھی درج ہے۔

دور قدیم میں قتل خطا، اور قتل عمد، نیز دیگر جنایات میں فرق نہیں کیا جاتا تھا۔ پھر بھی اپنے قبیلے سے باہر چوری یا قتل معیوب تصور نہیں کیا جاتا تھا بلکہ بعض حالات میں اچھا جانتے تھے۔ البتہ اگر انتقام کا خدشہ ہوتا تو برا سمجھا جاتا تھا۔ آگے چل کر جب اخلاقیات کا تصور پیدا ہوا تو قبیلے کے اندر اور باہر ہر جگہ اس کی برائی تسلیم کر لی گئی۔ (اسی میں آگے چل کر لکھا ہے) ملزم کی دولت مندی اور تنگدستی کی وجہ سے سزا میں فرق کیا جاتا تھا۔ البتہ بعد کے جرائم میں قتل کی سزا دی جاتی

Marfat.com

تھی۔ دوسری بار چوری کرنے میں انگلیاں کاٹ لی جاتی تھیں۔ اور تیسری بار چوری کرنے میں ہاتھ اور ہونٹ کاٹ دیئے جاتے تھے۔ اور چوتھی بار چوری کرنے میں جان سے مار ڈالتے تھے۔ بعض قبائل میں جھوٹی گواہی دینے پر زبان کاٹ دی جاتی تھی، لیکن یہ عام دستور تھا کہ اعضاء کو نقصان پہونچانے میں قصاص بالمثل کا رواج تھا۔

بعض قبائل میں جادو، خون، محرمات کے ساتھ زنا، دین سے انحراف، بغاوت، زنا، اور چوری کی سزا جان سے مار ڈالنا تھی۔ قتل کی سزا کے مختلف طریقے رائج تھے۔ جن میں بعض نہایت تحقیر آمیز اور خوفناک تھے۔ مثلاً سینے میں نیزہ مار کر ہلاک کرنا۔ آگ میں جلا ڈالنا، اوپر سے گرا دینا وغیرہ ......

عورتوں کی بے حرمتی اور ان کے حقوق کی پامالی کے بارے میں اسی میں ہے۔

.... قبائل میں عورت کو مرد کی جائداد سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے زنا کو ایک قسم کی چوری خیال کرتے تھے۔ اور بعض قبائل میں تو غیر عورت کو صرف ہاتھ لگانے کی سزا موت ہوا کرتی تھی۔ بعض قبائل میں زنا کے مجرم مرد کو مقطوع کر دیتے تھے، اور عورت زانیہ کے چہرے کو مسخ کر دیتے تھے اور بار بار زنا کے جرم میں ملوث عورت کو قتل کر دیا جاتا تھا.......

انسائیکلوپیڈیا کا مضمون نگار اس سلسلے میں چین کے قدیم قوانین کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے چینی تہذیب میں قتل، زنا، چوری کے لئے مستقل قوانین کا نفاذ تھا۔ کوڑے مارنے کی سزا بھی رائج تھی، جو بید سے دی جاتی تھی۔ چینی لوگ بید مارنے میں اتنے ماہر تھے کہ اگر چاہتے تو تین ہی کوڑے میں مجرم کی کھال ادھیڑ ڈالتے ____ اور اگر نہ چاہتے تو ہزار کوڑوں سے بھی جسم کو کوئی نقصان نہ پہونچتا تھا۔ قتل، ڈاکہ، بغاوت، جعلی سکے بنانے اور آگ لگانے کی سزا موت مقرر تھی۔ بارہ سال سے کم عمر لڑکیوں سے زنا کرنے اور نمک اسمگل کرنے کی سزا بھی موت تھی۔ سزا کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ مجرم کو پنجرے میں بند کر دیا کرتے تھے۔ مقتدر لوگوں کو سخت سزائیں نہیں دی جاتی تھیں۔ عورتوں کو قید و بند کی سزا نہیں دی جاتی تھی، البتہ شادی شدہ عورت زنا کرتی تو شوہر کو اجازت تھی کہ اسے قتل کر دے[۱۱۶]

قوموں اور ملتوں پر جب تک الہامی اور آسمانی حقیقی تعلیمات کا اثر رہا، ان میں جرم کی قباحت

پہچاننے اور سزاؤں میں شرائع کے مطابق فیصلوں کا عزم زندہ رہا ———— حضرت خاتم المرسلین سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے وقت شرائع سابقہ اور انبیائے ماسبق کی تعلیمات کا حقیقی اجالا دنیا میں کہیں موجود نہیں تھا۔ آسمانی کتابیں اور صحائف محرف کی جاچکی تھیں۔ اور خدائی قوانین جو پیغمبروں کے ذریعہ عطا ہوئے تھے فاسد تہذیبوں کے انبار میں دب چکے تھے۔ اس لئے ضرورت تھی اس بات کی کہ سنتِ ابراہیمی، شریعتِ موسوی، اور پیغام عیسیٰ مسیح نیز جملہ انبیاء و مرسلین کی تعلیمات کو تکمیلی رنگ میں پیش کر کے رہتی دنیا تک کے لئے امن وسلامتی کی راہ دکھانے والی ذات جلوہ گر ہو، چنانچہ رحمۃ للعالمین بن کر سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تشریف لائے جن پر خدا کی آخری کتاب قرآن نازل ہوئی، آخری اور کامل دین، دینِ اسلام قیامت تک کے لئے جن وانس کے واسطے جامع الاصول بنایا گیا۔

یہود ونصاریٰ نے الٰہی قوانین کو مسخ کر ڈالا تھا۔ حضور خاتم پیغمبراں صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں از سر نو زندہ کیا۔ سنن ابن ماجہ میں حضرت براء سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک یہودی کے پاس سے گذرے، جس کا منہ کالا کر کے کوڑے مارے گئے تھے۔ آپ نے یہود کو بلا کر دریافت کیا، کیا تم زانی کی حد اپنی کتاب میں اس طرح پاتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہاں! آپ نے ان کے علماء میں سے ایک شخص کو بلایا اور فرمایا۔ تمہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ (علیہ السلام) کو توراۃ عطا کی۔ کیا تم اپنی کتاب میں زانی کی حد اس طرح پاتے ہو؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ اگر آپ مجھے قسم نہ دیتے تو میں آپ کو نہ بتاتا۔

نَجِدُ حَدَّ الزَّانِي فِي كِتَابِنَا الرَّجْمَ ہم اپنی کتاب میں زانی کی حد رجم پاتے ہیں۔

لیکن جب ہمارے معزز لوگوں میں زنا کی کثرت ہونے لگی، تو جب معزز انسان زنا کرتا تو ہم اسے چھوڑ دیتے۔ اور کمزور زنا کرتا تو اس پر حد جاری کرتے۔ آخر ہم نے مل کر یہ مشورہ کیا کہ کوئی ایسا طریقہ ہونا چاہئے جو شریف و رذیل پر یکساں جاری ہو سکے۔ تو ہم نے رجم کی جگہ منہ کالا کرنا اور کوڑے مارنا شروع کیا۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَوَّلُ مَنْ اَحْيَا اَمْرَكَ یا اللہ! جس قانون کو انہوں نے مردہ کر دیا تھا، میں

اِذَا مَا نُوْهُ وَ اَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ ۱۱۷ — اسے سب سے پہلے زندہ کرتا ہوں۔ اور آپ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا۔

قصاص کے احکام توریت میں موجود تھے۔ قرآن مجید نے بھی اس کی شہادت دی ہے۔

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ۱۱۸ — اور ہم نے توریت میں ان پر واجب کیا کہ جان کے بدلے جان آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں بدلہ ہے۔

انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس میں ہے۔

یہودیوں میں قصاص تھا، دیت نہیں تھی۔ جان کے بدلے جان، کان کے بدلے کان، آنکھ کے بدلے آنکھ، دانت کے بدلے دانت، ہاتھ کے بدلے ہاتھ، اور پاؤں کے بدلے پاؤں کا قانون رائج تھا۔ قتل عمداً اور قتلِ خطا میں فرق نہیں کیا جاتا تھا ۱۱۹

تہمت

ایمان اور شرافت کے ماحول میں عصمت وعزت بڑی چیز ہوتی ہے۔ پاکیزہ خصال زندگیوں کے لئے صاف وشفاف اجلے دامن جیسی ہوتی ہے۔ اب اگر اس پر کوئی بد باطن الزام تراشی کر کے گند اظاہر کرنے کی جسارت کرے تو یہ بدترین فعل ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں کسی بھی مسلمان عاقل بالغ پاک دامن مرد یا عورت پر زنا جیسے گھناؤنے فعل کی تہمت لگانے کو قذف کہتے ہیں ۱۲۰

یہ ناپاک جسارت رب تعالیٰ کو بھی سخت ناپسند ہے۔ اسی لئے سُبُوح وقدوس پروردگار نے اپنے پارسا بندوں بندیوں پر ایسا گھناؤنا الزام باندھنے والوں کے لئے اسی کوڑوں کی سزا مقرر فرمائی ہے۔

سورہ نور میں ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا — اور جو پارسا عورتوں کو عیب لگائیں، پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں تو انہیں اسی کوڑے لگاؤ اور ان کی گواہی کبھی نہ مانو ——— اور وہی

تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ۱۲۱

فاسق ہیں۔ مگر جو اس کے بعد توبہ کرلیں، اور سنور جائیں تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ——

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آیت کریمہ میں اگرچہ صرف عورت پر الزام لگانے کی سزا کا ذکر ہے۔ مگر کسی مرد پر بھی ایسا الزام لگایا جائے تو اس کی بھی یہی سزا ہے۔ یہاں محصنٰت کا لفظ ذکر کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ شان نزول کی بنیاد عورت تھی۔ کسی پارسا پاک دامن پر زنا کی تہمت لگانے والوں کو یہ تین بھاری سزائیں دی جائیں گی۔

① اسی کوڑے لگائے جائیں گے۔ ② اسے مردود الشہادہ قرار دیدیا جائے گا۔

③ وہ فاسق شمار ہو گا۔

حضرت علامہ نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

حد قذف مطالبہ پر مشروط ہے جس پر تہمت لگائی گئی ہے اگر وہ مطالبہ نہ کرے تو قاضی پر حد قائم کرنا لازم نہیں۔

مسئلہ: مطالبہ کا حق اسی کو ہے جس پر تہمت لگائی گئی ہے۔ اگر وہ زندہ ہو، اور اگر مر گیا تو اس کے بیٹے پوتے کو بھی ہے۔

مسئلہ: غلام اپنے مولا پر اور بیٹا باپ پر قذف یعنی اپنی ماں پر زنا کی تہمت لگانے کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔

مسئلہ: قذف کے الفاظ یہ ہیں۔ وہ صراحۃً کسی کو کہے اے زانی، یا یوں کہے تو اپنے باپ سے نہیں ہے، یا اس کے باپ کا نام لیکر کہے کہ تو فلاں کا بیٹا نہیں ہے، یا اس کو زانیہ کا بیٹا کہہ کر پکارے، اور ہو اس کی ماں پارسا تو ایسا شخص قاذف ہو جائے گا۔ اور اس پر تہمت کی حد آئے گی۔

مسئلہ: اگر غیر محصن کو زنا کی تہمت لگائی، مثلاً کسی غلام کو یا کافر یا ایسے شخص کو جس کا کبھی زنا کرنا کبھی ثابت نہ ہو تو اس پر حد قذف ثابت نہ ہو گی، بلکہ اس پر تعزیر واجب ہو گی۔ اور یہ تعزیر تین

Marfat.com

سے انتالیس[۳۹] تک حاکم شرع کی تجویز کے مطابق کوڑے لگانا ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے زنا کے سوا اور کسی فجور کی تہمت لگائی۔ اور پارسا مسلمان کو اے فاسق، اے کافر، اے خبیث، اے چور، اے بدکار، اے مخنث، اے بددیانت، اے لوطی، اے زندیق، اے دیوث، اے شرابی، اے سود خوار، اے بدکار عورت کے بچے، اے حرام زادے، اس قسم کے الفاظ کہے تو بھی اس پر تعزیر واجب ہوگی [۱۳۲]

ایمانی اور اسلامی حیا ایک پاکیزہ ترین شئی ہے جس کی جلوہ گری دین کی اساسوں میں شامل ہے اور بے حیائی، فحش کاری، شیطانی ہتھکنڈے ہیں، جو افراد اور قوم کو تباہی تک پہونچا دیتے ہیں آپ نے غور کیا کہ حد قذف کے ذریعہ رب کائنات انسانی معاشرہ میں پاکیزگی قلب و زبان کو کن نورانی جھروکوں کو وا کرنا چاہتا ہے۔ اور پاکباز، نیک خصلت، ستھری زندگی کے معاشرہ میں الزام و اتہام کی نجس نالیاں کھولنے والوں کو اسّی تازیانوں کی سزا دے کر اذہان و افکار کو کس رخ پر لگانا چاہتا ہے؟ ——— اسی راہ پر جو اسلام کا مقصود، امن و سلامتی، اور انسان کو انسانیت عظمیٰ پر پہونچانے والی ہے۔

آیئے اس سلسلے میں ایک اور آیت قرآنیہ تلاوت کریں، رب العلمین جل مجدہٗ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ
الْفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ
عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ
وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ [۱۳۳]

جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ پھیلے بے حیائی ان لوگوں میں جو ایمان لائے، ان کے لئے دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ تعالیٰ (حقیقت) کو جانتا ہے تم نہیں جانتے۔

کسی پر لگائے ہوئے الزام کی تشہیر، جس کا کوئی تحقیقی ثبوت نہ ہو یہ بھی رب تعالےٰ کو حد درجہ ناپسند ہے۔ اور فحش کاری اور بے حیائی کی باتوں کو مشتہر کرنا بھی ایمان والوں کا طریقہ نہیں۔ رب تعالےٰ ایسے لوگوں کو دنیا و آخرت میں دردناک عذاب دے گا۔

موجودہ دور کی نام نہاد آزادی کے ماحول میں رہ کر لوگ انسانیت کی صحیح قدروں کو فراموش کرتے جارہے ہیں۔ انسان کا انسان سے باہمی خدا واسطے کا تعلق بے وقعت سمجھا جانے لگا ہے۔ زبان، تحریر، اور نت نئے طریقوں سے فاسد و مفسد جذبات کو ابھارنے اور عریاں فحش اور ننگے

کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کا نام فیشن پڑ گیا ہے۔ مگر الٰہی تعلیمات پر گہری نظر ڈالئے تو یہ سارے مہلک اور تباہ کن اعمال ہیں۔ جو انسان کو انسانی عظمت سے گرانے کے لئے ہیں۔ یہ سب وہی طور طریقے ہیں۔ جنہیں قرآنی زبان میں خطوات الشیطٰن، یعنی شیطانی نقوش قدم قرار دیا گیا ہے

بخاری و مسلم میں روایت ہے۔ رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

سات مہلک چیزوں سے بچو، اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، جادو کرنا، کسی بے گناہ کو قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، میدانِ جہاد سے بھاگ آنا، پاک دامن انجان ایمان دار خواتین پر جھوٹی تہمت لگانا۔

حضرت حذیفہ راوی ہیں۔ رسولِ خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

کسی پاک دامن عورت پر بہتان لگانا سو سال کی نیکیوں کو برباد کر دیتا ہے۔ (رواہ الطبرانی)

پاک دامنوں پر الزام و اتہام رب تعالےٰ کو اس قدر ناپسند ہے کہ تہمت لگانے والوں کو دنیا و آخرت میں عذاب شدید کی وعید سناتا ہے، اور اس روز قیامت سے ڈراتا ہے جب اس گھناؤنے مجرم کی زبانیں اور ہاتھ پاؤں خود اس کے خلاف گواہی دیں گے۔ اور ان کے جرم کی دردناک سزا سنائی جائے گی۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَرۡمُوۡنَ الۡمُحۡصَنٰتِ الۡغٰفِلٰتِ الۡمُؤۡمِنٰتِ لُعِنُوۡا فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ وَلَہُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ۝ یَّوۡمَ تَشۡہَدُ عَلَیۡہِمۡ اَلۡسِنَتُہُمۡ وَاَیۡدِیۡہِمۡ وَاَرۡجُلُہُمۡ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ۝ یَوۡمَئِذٍ یُّوَفِّیۡہِمُ اللّٰہُ دِیۡنَہُمُ الۡحَقَّ وَیَعۡلَمُوۡنَ اَنَّ اللّٰہَ ہُوَ الۡحَقُّ الۡمُبِیۡنُ ۝ ۲۴۱۸

جو لوگ تہمت لگاتے ہیں پاک دامن عورتوں پر جو انجان ہیں ایمان والیاں ہیں۔ ان پر پھٹکار ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کے لئے عذاب عظیم ہے، وہ یاد کریں اس دن کو جب گواہی دیں گی ان کے خلاف ان کی زبانیں، ان کے ہاتھ، اور ان کے پاؤں ان اعمال پر جو وہ کیا کرتے تھے۔ اس روز پورا پورا دے گا اللہ تعالےٰ ان کا بدلہ جس کے وہ حقدار ہیں۔ اور وہ جان لیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی ٹھیک فیصلہ کرنے والا ہر بات واضح کرنے والا ہے۔

Marfat.com

بیحیائی اور اس کی اشاعت

انسانی معاشرہ میں برائی اور فحاشی کے جراثیم پھیلانا بدترین جرم ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کسی شہر میں پانی کی سپلائی کا ایک ہی ذخیرۂ آب ہو اور اس میں کوئی زہر گھول دے۔ اس ذخیرۂ آب سے پانی حاصل کرنے والے جہاں سب نقصان اور خسارے میں پڑیں گے، خود زہر گھولنے والا بھی محفوظ نہیں رہ سکتا ——— آج ہم دیکھتے ہیں کہ جنسی کتابوں رسائل اور فلمی اشتہاروں کو بہت فروغ مل رہا ہے۔ انسانی جذبات کے سوداگر یہ سب کاروبار حصول دولت کے لئے کرتے ہیں اور معاملہ یہاں تک پہونچا ہوا ہے کہ نفسانیت کے شعلے بھڑک بھڑک کر شہروں اور ملکوں کو اپنی لپیٹ میں لے رہے ہیں۔

حیاسوز تصویروں، کتابوں اور فلموں کے یہ سوداگر دراصل انسانی نسل کی تباہی کے محرک ہیں۔ اس لئے کہ جس طبقہ میں خواہشات نفسانی کی تکمیل کے سوا اور کوئی مقصدیت اخلاق کی بنیادوں پر باقی نہیں رہتی زندگی کے میدان میں وہ بالکل کھوکھلا ہو جاتا ہے۔ خدا اور شیطان کی دو مختلف النوع راہوں میں یہ شیطانی راہ ہے۔ بیحیائی کی تحریک شیطانی تحریک ہے۔

رب تعالےٰ مسلمانوں کو خبردار فرماتا ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ

اے ایمان والو! نہ چلو شیطان کے نقش قدم پر اور جو چلتا ہے شیطان کے نقش قدم پر تو وہ حکم دیتا ہے (اپنے پیروؤں کو) بیحیائی کا اور برے کام کا،

اور شیطانی داعیہ بعض اوقات اتنا مضبوط ہو کر اٹھتا ہے کہ دنیا کی مقدس شخصیتوں کو بھی اپنی کینگی کا نشانہ بنانے سے نہیں چوکتا۔ چنانچہ تاریخ اسلام اور خود قرآن پاک شاہد ہے کہ مقدس ترین رسول سیدنا محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے اہل بیت پر بھی بدباطنوں نے کیچڑ اچھالی۔ اور اس منافقانہ تحریک نے بڑھ کر کئی نیک صحابہ کے ذہنوں کو بھی خراب کیا اور اپنا ہمنوا بنایا ——— قابل غور بات ہے کہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن جن کے مزکی و مطہر دامن سے دنیا کو طہارت و پاکیزگی کی خیرات تقسیم ہوئی۔ جن کے دودھ سے زیادہ اجلے آنچل میں انجم تاباں کی چمک ہے۔ اور قیامت تک ہونے والی مریم صفت مومنات جن کی کنیزیں ہوں گی۔ ان پر تہمت لگانے کی جرأت

Marfat.com

کتنی عظیم تھی۔ مگر جن بدباطنوں نے یہ غلیظ جسارت کی وہ دنیا و آخرت میں رسوا ہوئے۔ اور ام المومنین سیدہ عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ عنہا کی طہارت و پاکیزگی کا خطبہ کلام اللہ کی زبان سے ہمیشہ پڑھا جاتا رہے گا۔ ابن ماجہ باب حدالقذف میں خود انہی کی روایت موجود ہے۔ فرماتی ہیں۔

جب میری برائت میں آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لئے منبر پر کھڑے ہوئے اور اس واقعہ کا ذکر کیا اور قرآن کی آیات تلاوت کیں، پھر نیچے اترے۔ اور دو مردوں اور ایک عورت پر حدقذف جاری کرنے کا حکم دیا۔ تو ان پر حد لگائی گئی ۱۲۶ھ

حجۃ اللہ البالغہ میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قذف کے داعئے اور اس کی حد کی حکمت پر یوں روشنی ڈالتے ہیں۔

تہمت میں دو باتوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ ایک تو دین کے اندر ضعف، دوسرے مقذوف (جس پر تہمت لگائی جائے) کے ساتھ عداوت، اور ان دونوں صفتوں کا مسلمان کی ایک جماعت میں جمع ہونا بعید ہے۔ شاید اسی لئے عادل پر اکتفا نہیں کیا گیا۔ اس لئے کہ عدالت تمام حقوق میں معتبر ہے۔ پس تعارض کا کوئی کا اثر نظاہر ہوتا اور کثرت کا نصاب شہادت سے دوچند کے ساتھ منضبط کیا گیا۔ اور حد قذف اسی درے مقرر کئے گئے اسلئے کہ زنا سے بہرحال اس کا گناہ کم ہے ۱۲۷ھ اس میں بھی جسمانی اور نفسانی دونوں قسم کی تکلیفیں اس طرح جمع ہوگئیں کہ درے کے بعد ہمیشہ کے لئے اس کی شہادت کا عدم قبول قرار پایا (یعنی ہمیشہ کے لئے مردود الشہادۃ ہوگیا)۔

چوری

اسلام امن وسلامتی کا جو نظام قائم کرتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہر شخص ایک دوسرے پر پورا پورا اعتماد کرے اور کسی کی بدنیتی اور رخنہ اندازی سے دوسرے کا سکون غارت نہ ہو۔ ہر ایک کی عزت وآبرو، جان مال، سب کچھ محفوظ رہے۔ اور ہر شہری فارغ البال ہوکر بے خوفی کے ساتھ تعمیر انسانیت اور خدمت خلق میں منہمک ہوسکے۔ چور جس نے ایسے ماحول میں خبث باطن کا ثبوت دیتے ہوئے دوسرے کے محفوظ مال پر نیت خراب کی۔ گویا اس نے کامل ترین نظام کے قیام میں رخنہ ڈالا اور اعتماد کو مجروح کیا۔ لہذا دو جہتوں سے اس پر عبرت ناک سزا کا مطالبہ وارد ہوتا ہے۔ ایک تو اس شخص یا ادارہ یا محکمہ کی جانب سے جس کی اس نے چوری کی ہے۔ دوسرے انتظامیہ کی جانب سے جو نظام اسلامی کے نفاذ پر متعین ہے۔ مستغیث کے جذبات کی

تسکین کے لئے پہلی چیز تو یہ ہونی چاہئے تھی کہ اس کا تلف شدہ مال واپس آئے، اور دوسری شئی جس کا وہ اور اس جیسا ہر معزز شہری خواہشمند ہوگا یہ کہ ہم میں سے اب کسی پر دوبارہ ایسی افتاد نہ پڑے اور کوئی اس الجھن کا شکار نہ ہو۔ اس کے لئے ضروری ہوا کہ مجرم کو ایسی سزا دی جائے جو اس کے لئے ہمت شکن اور اس جیسا مزاج رکھنے والوں کے لئے عبرت ناک ہو۔ اسلامی حدود اور تعزیرات کے فلسفہ پر معترضانہ نگاہ ڈالنے والوں کو یہ نکتہ کبھی فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ کسی بھی حد کا نفاذ صرف دار الاسلام ہی میں ہو سکتا ہے ـــــ جہاں مسلمان اقلیت میں ہوں، یا جہاں اکثریت میں ہونے کے باوجود من کل الوجوہ قوانین اسلامیہ نافذ نہیں ہیں ـــــ اور مسلمانوں کا کوئی امام نہیں ہے، وہاں حد کا نفاذ نہیں ہوتا۔

علمائے اسلام میں سے احمد، اور اسحٰق بن راہویہ اور اوزاعی وغیرہم نے واضح طور پر لکھا ہے کہ مسلمانوں پر حد دشمنوں کی سرزمین پر جاری نہ کی جائے اور یہی قول ابوالقاسم خرقی نے اپنی مختصر میں نقل کیا ہے۔

فَقَالَ لَا يُقَامُ الْحَدُّ عَلٰى مُسْلِمٍ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ۔ رواہ ابو داؤد وقال ابو محمد المقدسی وھو اجماع الصحابۃ۔

اور کہا کہ مسلمانوں پر حد دشمن کے ملک میں جاری نہ کی جائے گی۔ یہ روایت ابو داؤد کی ہے۔ اور ابو محمد مقدسی نے کہا کہ اس پر اجماع صحابہ ہے۔

موجودہ زمانے میں چوری مہم جوئی کا ایک دلچسپ عنوان بن گئی ہے، جس پر کتابوں رسائل اور فلموں کو لوگ بڑی دلچسپی سے دیکھتے دکھاتے ہیں۔ ہیرے جواہرات کی چوری، بینکوں میں چوری، اور مختلف انداز سے چوریوں کا ایک طویل سلسلہ چل رہا ہے۔ ایسے ماحول میں اس لعنت سے محض احتیاطی سائنسی آلات، پولیس اور خفیہ پولیس کی تدابیر سے مطمئن ہونے کے بجائے اگر اسلامی اور الہامی تعلیمات کی روشنی میں چوروں کی سزاؤں کا اہتمام کیا جائے تو یقیناً نجات کی راہ نکل سکتی ہے ـــــ چوری جیسی عادت بد سے لوگوں کو بچانے، اور چوری کی وارداتوں سے ملکوں، شہروں اور افراد کو محفوظ رکھنے کا اسلامی قانون ملاحظہ کیجئے۔

قرآن مجید کا ارشاد ہے۔

Marfat.com

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ ۱۲۸

اور جو مرد یا عورت چور ہو تو ان کا ہاتھ کاٹو ان کے کئے کا بدلہ، اللہ کی طرف سے سزا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

سرقہ لغوی لحاظ سے تو ہر چوری کو کہتے ہیں۔ مگر شریعت اسلامیہ میں غیر کے مال کو کسی خاص جگہ سے کسی خاص مقدار میں چرانے کو ہی سرقہ کہیں گے۔ تفسیر قرطبی میں ہے کہ اہل عرب سارق اس کو کہتے ہیں جو پوشیدہ طور پر کسی محفوظ جگہ میں پہونچ کر وہاں سے ایسا مال لے جائے جو مال اس کا اپنا نہیں۔ چور بھی کوئی پاگل، مجنون یا نابالغ نہ ہو۔ قحط زدگی یا کسی دوسری جائز خارجی بنیاد پر کسی کی کوئی چیز لے لی ہو، بلکہ وہ عاقل و بالغ ہو مال مسروقہ کے کل یا جزء کا مالک نہ ہو، مال مسروقہ کی قیمت ایک دینار یا دس درہم سے کم نہ ہو، اور جہاں سے چوری ہوئی وہ محفوظ جگہ ہو، مثلاً مکان، دکان یا وہاں پہرہ دار مقرر ہوں۔ اس قسم کی اور بہت سی شرائط سے گزرنے کے بعد (جنکی تفصیلات کتب فقہ میں دیکھی جاسکتی ہیں) چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ مال مسروقہ کی مالیت جو احادیث سے مستفاد ہے اس کے سلسلے میں فقہائے کرام نے مختلف رائیں قائم کی ہیں۔ امام شافعی کے نزدیک کم ازکم چوتھائی دینار کا مال ہونا چاہئے امام مالک تین درہم، اور حنفیہ دس درہم کی مالیت چوری کرنے والے کو قطع ید کا حکم دیتے ہیں۔ حنفیہ کا قول مبنی بر احتیاط ہے۔

اس بارے میں حضرت علامہ الشاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں۔

چوری کے سلسلہ میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چور کا ہاتھ ربع دینار سے کم میں کاٹا جائے گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مال مسروقہ اتنا ہو کہ ایک ڈھال کی قیمت ہوسکے، تو ہاتھ قطع کرنا چاہئے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈھال کے چرانے میں جس کا دام تین درہم تھا، چور کا ہاتھ قطع کیا، اور حضرت عثمان نے ایک ترنج جسکی قیمت تین درہم تھی ہاتھ قطع کروایا تھا۔ اور اصل یہ ہے کہ یہ تینوں مقداریں آپ کے زمانے میں ایک چیز پر منطبق تھیں۔ پھر آپ کے بعد اختلاف ہوا۔ بعض ربع دینار کے قائل ہوئے، بعض تین درہم کے، اور بعض نے اس مقدار کا اس طرح پر انضباط کیا کہ ان دونوں مقداروں میں کسی مقدار تک مال پہونچ جائے۔ اور میرے نزدیک یہی ظاہر ہے اور اس مقدار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادنیٰ و اعلیٰ چیز میں فرق کر کے

Marfat.com

مقرر فرمایا ہے۔.......... کیونکہ مختلف بلاد میں ایک چیز کا نرخ مختلف ہوتا ہے۔ نیز اختلاف بلاد کے لحاظ سے نفاست وخساست میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ تو جو شئے ایک قوم کے نزدیک مباح وادنیٰ ہے، دوسروں کے نزدیک قابل قدر ہے لہٰذا ثمن کے لحاظ سے اندازہ کا لحاظ ضروری ہوا۔

اور کھڑے درخت کی لکڑی میں چور کا ہاتھ قطع کرنا ممنوع ہے۔ خواہ قیمت دس درہم ہو، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو پھل معلق ہیں ان میں قطع نہیں۔ اور نہ ان مویشیوں میں قطع ید ہے جو پہاڑوں میں رہتے ہیں۔ لہٰذا جب مویشی اپنے باڑے میں آجائیں اور جب پھلوں کو توڑ کر ڈھیر لگا دیا جائے اور ان کی قیمت ڈھال کی قیمت کو پہونچ جائے، تو ان کے چرانے والے کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ میرا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے جتلا دیا ہے کہ قطع ید میں مال مسروقہ محفوظ ہونا شرط ہے۔ اور صحابہ سے مروی ہے کہ غلام اگر اپنے مولا کا مال چرائے تو فرماتے ہیں انما ھو مالك بعضه فی بعض کہ وہ تیرا ہی مال ہے بعض بعض کے اندر۔

تمام حدود کی طرح چوری کی حد کا معاملہ بھی ہے کہ معاملہ جب قاضی شرع کے پاس ثابت ہو گیا تو اس پر حد جاری کرنا ضروری ہو گیا۔ سنن ابن ماجہ میں حدیث آئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن صفوان مسجد میں سوئے، اور اپنی چادر سر کے نیچے رکھ لی۔ کسی نے سر کے نیچے سے چادر چرالی۔ چور پکڑا گیا، حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ آنحضور نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ صفوان نے عرض کی یا رسول اللہ! صلے اللہ علیہ وسلم میں نہیں چاہتا کہ اس کا ہاتھ کاٹا جائے۔ حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تم نے میرے پاس لانے سے پہلے ایسا کیوں نہ کیا؟ ۱۳۰

بعض کم اندیش قطع ید کی سزا کو غیر مہذب اور ستم رانی گردانتے ہیں۔ اور کچھ لوگ ایسا خیال کرتے ہیں کہ اسلام میں چھوٹی موٹی چیزوں کے لے لینے یا حقیقی مجبوری کی حالت میں دست درازی کرنے والوں کی رعایت بھی نہیں دی گئی ہے۔ ایسا ہرگز نہیں۔ اسلام کے احکام کا نفاذ حالات اور ماحول کی پوری رعایت کرتا ہے۔ چور کا قطع ید بھی اس سے دراصل ہمدردی ہی ہے جس کا

Marfat.com

ایمان سے لبریز سینوں نے خود اقرار کیا ہے ——— آئیے دیکھئے دورِ نبوی میں ایک شخص چوری کا جرم کر بیٹھتا ہے، اور پھر احساسِ جرم سے شرمندہ ہو کر حضور کی خدمت میں آتا ہے، اور کہتا ہے۔

یا رسول اللہ! میں نے فلاں شخص کا اونٹ چوری کر لیا ہے، مجھے پاک کر دیجئے۔ حضور نے ان لوگوں کے پاس آدمی بھیجا انہوں نے کہا ہاں ہمارا اونٹ گم ہوا ہے۔ حضور نے مجرم (عمرو بن سمرہ) کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ ان کا ہاتھ کاٹا گیا۔ ثعلبہ (راوی حدیث) کہتے ہیں، جب ان کا ہاتھ کٹ کر گرا تو میں انہیں دیکھ رہا تھا وہ کہہ رہے تھے۔

الحمد للہ الذی طھرنی منک — خدا کا شکر ہے اس نے تجھ سے مجھے پاک کر دیا۔ تو

اردت ان تدخلی جسدی النار [۱۳۱] — چاہتا تھا کہ میرے پورے بدن کو دوزخ میں لیجائے

مجبوری کے حالات میں اگر کوئی کسی کی کوئی ایسی چیز لے جس سے وہ اپنی زندگی بچانے کا ارادہ کرتا ہے، یا ایسی ہی کوئی حقیقی حاجت ہے تو ایسے میں اس سزا کا نفاذ نہیں ہوتا چنانچہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں جب قحط پڑا اور لوگ بھوک پیاس سے پریشان ہونے لگے، چوروں پر حد نہیں جاری کی ——— اسی طرح دورِ نبوی کا واقعہ ہے۔

عباد بن شرحبیل بیان کرتے ہیں جب مجھے قحط نے ستایا تو میں مدینے کے ایک باغ میں گھس گیا، پھل توڑے، کھائے، اور باندھ کر لے چلا۔ باغ کے مالک نے مجھے پکڑ لیا اور مار پیٹ کر میرا کپڑا چھین لیا ——— مجھے لیکر حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، آپ سے سارا ماجرا سنایا تو آپ نے اس سے فرمایا۔

مَا عَلَّمْتَہٗ اِذَا کَانَ جَاھِلًا وَلَا — اگر وہ جاہل تھا تو تم نے اسے سکھا نہیں دیا؟ اور

اَطْعَمْتَہٗ اِذَا کَانَ سَاغِبًا — بھوکا تھا تو اسے آسودہ نہیں کر دیا؟۔

آپ نے اس (باغ کے مالک انصاری) سے عباد کا کپڑا واپس دلایا، اور مجھے اپنے پاس سے ایک یا آدھا وسق کھانے کی چیزیں عطا فرمائیں [۱۳۲]

اسی طرح کا ایک واقعہ ابو داؤد اور ترمذی نے رافع بن عمرو سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے کہا،

میں ایک انصاری کے باغ سے ڈھیلے مار مار کر کھجوریں گرا رہا تھا۔ ان لوگوں نے مجھے پکڑ کر حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور نے پوچھا تم نے ایسا کیوں کیا؟۔ میں نے عرض کیا۔ حضور بھوک سے مجبور ہو کر، فرمایا ڈھیلے تو نہ مارا کرو۔ ہاں جو کھجوریں ٹپکتی رہتی ہیں وہ کھا لیا کرو، خدائے تعالےٰ تمہیں آسودہ کرے ۱۳۳

اِن دونوں واقعات میں حضور نے قطع ید کرنے کے بجائے اُن کی مجبوری کا پورا پورا احساس کر کے ان کے ساتھ ہمدردی بھی فرمائی۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مقدمہ پیش ہوا ــــــــ حاطب کے غلاموں نے مزنیہ کے ایک آدمی کی اونٹنی چرالی اور اسے ذبح کر کے کھا گئے۔ بیان سننے کے بعد سیدنا فاروق اعظم نے قطع ید کا حکم دیا۔ پھر تأمل کے بعد حضرت حاطب سے کہا، میرا خیال ہے تم غلاموں کو ٹھیک سے کھانے کو نہیں دیتے؟ یاد رکھو! میں تم پر اتنا زیادہ تاوان لگاؤں گا جو گراں پڑے گا۔ پھر اونٹنی والے سے اونٹنی کی قیمت دریافت فرمائی۔ اس کے جواب دینے سے قبل ہی اونٹنی چار سو درہم کی فرض کر کے اس کا دوگنا آٹھ سو درہم ادا کرائے۔ ۱۳۴

ان اصولی واقعات سے یہ روشنی ملتی ہے کہ جہاں تک ممکن ہوتا ہے حد کو دفع کرنے کی بھی شریعت میں پوری کوشش کی جاتی ہے۔ ہاں اگر کوئی مجرم عادی وسائل حیات مہیا ہونے کے باوجود سرکشی پر آمادہ ہو تو اس پر حد ضرور جاری ہوگی۔

شریعتِ موسوی میں چور کی سزا

شریعت موسوی میں چور کی سزا اسلامی سزا سے بھی آگے بڑھی ہوئی ملتی ہے۔ وہاں نقب زن کی جان سے امان اٹھ جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص چور کو مار ڈالے تو اس کے خون کا بدلہ نہیں لیا جائے گا۔ کتاب الخروج میں ہے۔

اگر چور سیند مارتے ہوئے دیکھا جائے اور کوئی اسے مار بیٹھے اور وہ مرجائے تو اس کے لئے خون نہ کیا جائے گا ۱۳۵

کتاب استثنار میں ایک جگہ ہے۔

اگر کوئی شخص اپنے بھائیوں بنی اسرائیل میں سے کسی کو چرانے میں پکڑا جائے، اور اس کا

Marfat.com

بیوپار کرے یا اسے بیچ ڈالے تو چور مار ڈالا جائے اور تو شر کو اپنے درمیان سے دفع کرنا[۱۳۶]
یہ حوالے اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ ترمیم و تنسیخ سے ملوث ہونے کے باوجود بائیبل کے اندر بھی چوری کی سزا کا اسلامی سزا سے سخت معیار دکھائی دیتا ہے۔ اگرچہ یہود اور نصاریٰ کا ان احکام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ——— اور اسلامی سزاؤں اور حدود الٰہیہ جو قرآن سے ثابت ہیں ان پر سب سے زیادہ واویلا مچانے والے موجودہ بائبل کے یہ علمبردار ہی ہیں۔

رہزنی و بغاوت

رہزنی کی سزا کا ذکر قرآن مجید میں یوں ہوا ہے

إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ [۱۳۷]

وہ کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے، اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں ان کا بدلہ یہی ہے کہ گن گن کر قتل کئے جائیں یا سولی دیئے جائیں، یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں، یا زمین سے دور کر دیئے جائیں۔ یہ دنیا میں ان کے لئے رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب،

فقہائے اسلام نے مفسرین نے محاربین سے مراد اس ہتھیار بند گروہ کو لیا ہے جو خوب تیار ہو کر دارالاسلام کے لوگوں کو لوٹنے کے لئے ان کے ٹھکانوں، قافلوں، تجارت گاہوں وغیرہ پر حملہ کرتے ہیں۔ یہ حکم ہر اس گروہ کا ہے جو ایسی حرکت کرے خواہ وہ مسلم ہو، یا غیر مسلم (فقہاء حنفیہ شہر یا اس کے قرب میں ہونے والے حملوں کو اس میں داخل نہیں مانتے) ان کے لئے قرآن نے چار سزائیں سنائی ہیں۔

ظاہر بات ہے کہ ملکی ترقی اور خوشحالی کے لئے امن و سلامتی کا ماحول ہونا ضروری ہے۔ آمد و رفت نقل و حمل میں کوئی خطرہ نہ ہو۔ مال و دولت اموال تجارت ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے یا سفر کرنے میں حفاظت کا اطمینان ہو ——— اور اسلامی ریاست جہاں

Marfat.com

مسلمان تو مسلمان ذمی کی جان و مال عزت و آبرو بھی خدائی امانت ہوتی ہے۔ اگر کوئی گروہ اسے نقصان پہونچانے پر کمربستہ ہوتا ہے تو یقیناً وہ خدا اور رسول سے جنگ مول لیتا ہے اسی لئے قرآن نے فرمان جاری کیا کہ ایسے لوگوں کو عبرت ناک سزا دو، اور یہ کام اسلامی ریاست کے ذمہ داروں کا ہے۔

(۱) قتل کیا جائے۔ (۲) سولی دی جائے (۳) دایاں ہاتھ اور بایاں کاٹ دیا جائے، (۴) یا قید کر دیا جائے۔ جمہور کا خیال یہ ہے کہ سزا جرم کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ اس لئے اگر انہوں نے قتل کیا تو وہ قتل کئے جائیں گے۔ اور اگر قتل بھی کیا اور مال بھی لوٹا تو سولی دیئے جائیں گے۔ اور اگر محض مال لوٹا تو ان کا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹ دیا جائے گا۔ اور اگر صرف دہشت گردی کی نہ کسی کو قتل کیا نہ مال لوٹا تو انہیں قید کیا جائے گا (روح المعانی) سعید ابن مسیب، عمر بن عبدالعزیز، مالک اور نخعی کا خیال ہے کہ مذکورہ چاروں سزاؤں میں سے امام وقت کو اختیار ہے کہ جو وقت کے مناسب سمجھے وہ حد جاری کرے۔ (قرطبی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

عُرینہ کے کچھ لوگ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مدینہ آئے مگر مدینہ کی ہوا انہیں راس نہ آئی۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تم ہمارے صدقے کے اونٹوں میں چلے جاؤ، اور ان کا دودھ اور پیشاب پیو تو اچھے ہو جاؤ گے۔ الغرض انہوں نے ایسا ہی کیا اور تندرست ہو گئے، تندرست ہونے کے بعد وہ مرتد ہو گئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کر دیا۔ اور آپ کے اونٹوں کو پکڑ کرلے گئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے پکڑنے کو آدمی بھیجے، جو انہیں پکڑ کر لائے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے۔ انکی آنکھوں میں سلائی پھیری گئی۔ اور انہیں حرہ میں ڈال دیا گیا، وہیں وہ مر گئے ۱۳۸

سزائے راہزن کے سلسلے میں شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں۔

محاربت کا مدار ایک جماعت منظومہ سے قتال پر ہوتا ہے۔ اور چوری کی حد سے اس حد کے متفرد کرنے کا سبب قوی تر ہے۔ بنی آدم کی بھیڑیں خواہ مخواہ کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جن میں خصلت سبعی کا غلبہ ہوتا ہے اور ان میں سخت جرأت و قتال کا مادہ ہوتا ہے۔ جانی بربادی

اور غارت گری میں بیباک ہوتے ہیں۔ اور اس کی برائی چوری کی برائی سے زیادہ ہے کیونکہ لوگ اپنے اموال چوروں سے کسی طرح محفوظ بھی کر لیتے ہیں۔ مگر راستہ چلتے راہزنوں سے محفوظ نہیں رکھ سکتے۔ اور ایسے میں حکام اور اہل انتظام اس وقت بآسانی ان کی مدد بھی نہیں کر سکتے۔ اور ڈاکوؤں کو جو ارادہ انہیں اپنے کام (ڈاکہ زنی) پر آمادہ کرتا ہے، وہ سخت تر ہوتا ہے کیونکہ ڈاکو وہی شخص بنتا ہے جو دلیر اور قوی الجثہ ہو۔ نیز ان سب کا باہم اتفاق رہتا ہے (چوروں کے برخلاف) لہذا لازم ہوا کہ راہزن کی سزا چور سے سخت تر مقرر ہو، اور اکثر کے نزدیک سزائیں ترتیب کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ اور وہ قول اس حدیث کے موافق ہے ـــــــ لا یقتل المومن الا باحدی ثلث الخ[۱۳۹]

مکمل نظام اسلامی کا شعور رکھنے والا ان سزاؤں کو بھی سخت اور ظالمانہ نہیں کہہ سکتا جس نظام رحمت میں انسانوں، حیوانوں، چرند و پرند اور درختوں کے حقوق کی نگہداشت اور تمام انسانی طبقات کے جائز حقوق کی نگرانی کا بندوبست کیا گیا ہے وہاں کچھ بغاوت پیشہ لوگ سراپا امن و محبت ماحول کو پراگندہ کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں تو انہیں کیسے برداشت کیا جا سکتا ہے۔

اخلاقی تعمیر اور انسانی روابط کو آخرت کی سرفرازی کا سودا قرار دینے والے مذہب نے سرکشوں کو قرار واقعی سزا دے کر پورے ماحول کو پاکیزگی بخشنے کا جو انتظام کیا ہے وہی فطری اور مؤثر ہے۔ اسلام ہمیشہ مجرم کو نہتا کرتا ہے، اور جرم کو اس کی جڑوں کے ساتھ اکھیڑتا ہے۔ اور آج کی متمدن دنیا میں جرائم کی زیادتی لیڈران ممالک کے لئے دردِ سر بن رہی ہے مگر بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جن علاجوں سے بیماریاں اور بڑھتی ہی جائیں انہیں پر اصرار کئے جانا مریضوں سے ہمدردی ہے یا دشمنی؟ جرائم کی بہتات نے تمدنی اور ملکی ڈھانچوں کو لرزا کر رکھ دیا ہے۔ مگر خدا کے بندے خدائی قوانین کی طرف دھیان دینا گوارا نہیں کر رہے ہیں ـــ کسی ایک قاتل اور سفاک ظالم کے ساتھ ہمدردی ایک انسان کے مقابلے میں کبھی کبھی پورے پورے شہر اور ملک سے دشمنی بن جاتی ہے۔ اور اسلام ادھر ایک مجرم کو قرار واقعی سزا تک پہونچاتا ہے تو ادھر ہزاروں سروں سے سرکشی چوری ڈاکہ زنی کی ہوا خود بخود اڑتی نظر آتی ہے

قتل انسانی جان خداوند قدوس کی عظیم ترین امانت ہے۔ اس موضوع پر کتاب کے باب اول میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ قرآن مجید نے عقوبات کی خود وضاحت فرمائی ہے۔ ان آیات اور نبی اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی احادیث کریمہ سے استفادہ کرکے فقہائے اسلام نے قوانین ترتیب دیے ہیں۔

قصاص کے بارے میں رب تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ذَلِكَ تَخْفِيفٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدَى بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ ۱۸۰

ایمان والو! تم پر فرض ہے کہ جو ناحق مارے جائیں انکے خون کا بدلہ لو، آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت تو جس کے لئے اسکے بھائی کی طرف سے کچھ معافی ہو، تو بھلائی سے تقاضا ہو اور اچھی طرح ادا، یہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارا بوجھ ہلکا کرنا ہے اور تم پر رحمت تو اس کے بعد جو زیادتی کرے اس کے لئے درد ناک عذاب ہے، اور خون کا بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے اے عقلمندو! کہ تم کہیں بچو۔

قرآن مجید میں قصاص کا مسئلہ کئی آیتوں میں بیان ہوا ہے۔ اس آیت میں قصاص و عفو دونوں کے مسئلے ہیں اور اللہ تعالےٰ کے اس احسان کا بیان ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو قصاص و عفو میں مختار بنایا۔ چاہیں تو قصاص لیں، چاہیں تو معاف کر دیں۔

اس آیت کریمہ سے ہر قاتل بالعمد پر قصاص کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔ خواہ اس نے آزاد کو قتل کیا ہو یا غلام کو، مسلمان کو یا کافر کو، مرد کو یا عورت کو، کیونکہ قتلیٰ جو قتیل کی جمع ہے وہ سب کو شامل ہے۔ ہاں جس کو دلیل شرعی خاص کرے وہ مخصوص ہو جائے گا۔ (احکام القرآن)

اسی آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو قتل کرے گا وہی قتل کیا جائے گا۔ اس جاہلانہ ستم رانی کے خلاف جو قدیم زمانے میں دنیا کے کچھ حصوں خاص طور پر عربوں میں رائج تھی کہ ایک کے بدلے دو کو یا غلاموں کے بدلے آزادوں کو یا عورتوں کے بدلے مردوں کو یا بجائے قاتل

دوسرے بے گناہوں کو تہ تیغ کیا کرتے تھے، اسلام نے اس ظالمانہ بربریت کا خاتمہ کر دیا۔

خونِ ناحق کی ممانعت کے سلسلہ میں سورۂ اسریٰ میں ہے۔

لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا ۱۴۱	اور کوئی جان جس کی حرمت اللہ نے رکھی ہے، ناحق نہ مارو، اور جو ناحق مارا جائے تو بیشک ہم نے اس کے وارث کو قابو دیا ہے، تو وہ قتل میں حد سے نہ بڑھے۔ ضرور اس کی مدد ہونی ہے

خزائن العرفان میں ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ قصاص لینے کا حق ولی کو ہے۔ اور وہ بہ ترتیب عصبات ہیں۔ اور جس کا ولی نہ ہو اس کا ولی سلطان ہے۔ اس سے یہ بھی تبادر ہوا کہ زمانہ جاہلیت کی طرح ایک مقتول کے عوض کئی کئی کو یا بجائے قاتل کے اس کی قوم و جماعت کے اور کسی شخص کو نہ قتل کرے ۱۴۲

دنیا میں اگر انسانی عزت و آبرو، مال و دولت یا جو کچھ بھی ہے ہر ایک سے افادہ و استفادہ کی صورت یہی ہے کہ انسانی جان محفوظ ہو۔ زندہ انسان ہی دنیا میں خیر و فلاح کی مساعی کر سکتا ہے اور شر و فساد کے خلاف جہاد کر سکتا ہے۔ نیز امن عالم اور تعمیر انسانیت کا کام کر سکتا ہے۔

انسانی خون کا احترام

اسلام نے انسانی جان کے ضیاع کو بدترین جرم قرار دیا ہے آیئے انسان کے خون کی عزت و احترام جاننے کے لیے ہم سنن نسائی کے ایک مستقل باب تعظیم الدم کی کچھ احادیث کریمہ زیب نظر کریں۔ اس سے قبل مناسب ہے کہ سورۂ نساء کی وہ آیات تلاوت کر لی جائیں، جن میں خطأً قتل کی دفعات اور خونِ مسلم کا احترام، نیز بلا وجہ اہل ایمان کی خوں ریزی پر غضب خداوندی و عذاب شدید بیان فرمایا گیا ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلٰى	اور مسلمان کو (حق) نہیں پہنچتا کہ مسلمان کا خون کرے مگر ہاتھ بہک کر، اور جو کسی مسلمان کو نادانستہ قتل کرے تو اس پر ایک مملوک مسلمان کا آزاد کرنا ہے

Marfat.com

أَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا فَاِنْ كَانَ
مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ
فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَاِنْ كَانَ
مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ
مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ
فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ
مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ وَكَانَ
اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا
مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا
وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ
لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝ ۱۴۳

اور خون بہا کہ مقتول کے لوگوں کو سپرد کیا جائے۔ مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں، پھر اگر وہ اس قوم سے ہو جو تمہاری دشمن ہے اور خود مسلمان ہے تو صرف ایک مسلمان مملوک کا آزاد کرنا۔ اور اگر وہ اس قوم میں ہو کہ تم میں ان میں معاہدہ ہے تو اسکے لوگوں کو خوں بہا سپرد کیا جائے اور ایک مسلمان مملوک آزاد کرنا، تو جس کا ہاتھ نہ پہونچے (قابو نہ ہو) وہ لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے یہ اللہ کے یہاں اس کی توبہ ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لئے تیار رکھا بڑا عذاب۔

بلا وجہ شرعی کسی بھی مسلمان کا قتل سخت ترین گناہ ہے۔ اس کا بدلہ جہنم ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا۔ دنیا کا برباد ہونا اللہ کے نزدیک قتل مسلم کے مقابلہ میں ہلکا ہے۔ مسلمان کے خون کی حرمت وعزت کعبہ سے زیادہ ہے۔ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔ اور اس کے قتل کو حلال سمجھنا کفر ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَتْلُ مُؤْمِنٍ
اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا۔

سیدنا حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اللہ کے نزدیک مسلمان کا ناحق قتل کرنا تمام دنیا کے تباہ ہونے سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔

امام نسائی فرماتے ہیں اس حدیث شریف کی اسناد میں ابراہیم بن مہاجر قوی نہیں ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ

سیدنا حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَزَوَالُ الدُّنْيَا اَهْوَنُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ۔

ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مقدس ہے دنیا کا تباہ ہو جانا اللہ کے نزدیک مسلمان کے ناحق قتل کرنے سے زیادہ حقیر ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَتْلُ الْمُؤْمِنِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا۔

جناب حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا مسلمان کا قتل کرنا اللہ کے نزدیک دنیا کے تباہ ہونے سے بڑا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَتْلُ الْمُؤْمِنِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا۔

جناب حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا مسلمان کا قتل کرنا اللہ کے نزدیک دنیا کے تباہ ہونے سے بڑا ہے۔

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتْلُ الْمُؤْمِنِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا۔

سیدنا حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام دنیا کے برباد ہونے سے بڑا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلٰوةُ وَاَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ فِي الدِّمَاءِ

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بندے سے سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور سب سے پہلے لوگوں کے خون کا فیصلہ کیا جائے گا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَوَّلُ مَا يُحْكَمُ بَيْنَ النَّاسِ فِي الدِّمَاءِ

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے پہلے لوگوں کے قتل کا فیصلہ ہوگا،

عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِي الدِّمَاءِ

سیدنا حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ نے فرمایا قیامت کے روز سب سے پہلے لوگوں کے خون کا فیصلہ کیا جائے گا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَوَّلُ مَا يُقْضٰى

سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی

Marfat.com

بَيْنَ النَّاسِ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فِي الدِّمَاءِ

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ مَا يُقْضٰى فِيْهِ بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ فِي الدِّمَاءِ۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَجِيْءُ الرَّجُلُ آخِذًا بِيَدِ الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ هٰذَا قَتَلَنِيْ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ لِمَ قَتَلْتَهٗ فَيَقُوْلُ قَتَلْتُهٗ لِتَكُوْنَ الْعِزَّةُ لَكَ فَيَقُوْلُ فَإِنَّهَا لِيْ۔ وَيَجِيْءُ الرَّجُلُ آخِذًا بِيَدِ الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ إِنَّ هٰذَا قَتَلَنِيْ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لِمَ قَتَلْتَهٗ فَيَقُوْلُ لِتَكُوْنَ الْعِزَّةُ لِفُلَانٍ فَيَقُوْلُ إِنَّهَا لَيْسَتْ لِفُلَانٍ فَيَبُوْءُ بِإِثْمِهٖ۔

ہے کہ قیامت کے روز سب سے پہلے لوگوں کے خون کا فیصلہ کیا جائے گا۔

سیدنا حضرت عمرو بن شرجیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے قیامت کے دن لوگوں کے خون کا فیصلہ کیا جائے گا۔

سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے پہلے لوگوں کے خون کا فیصلہ کیا جائے گا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے روز ایک شخص دوسرے شخص کا ہاتھ پکڑ کر لائے گا اور کہے گا کہ اے پروردگار! اس نے مجھے قتل کیا تھا، اللہ تعالیٰ قاتل سے فرمائے گا تو نے اسے کیوں قتل کیا تھا؟ وہ کہے گا اے اللہ میں نے اس کو جہاد میں (کافر سمجھتے ہوئے) تیرا نام بلند کرنے کے لئے قتل کیا تھا تاکہ تیری عزت ہو، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا، بے شک عزت میرے لئے ہے۔ اور ایک شخص دوسرے شخص کا ہاتھ پکڑ کر لائے گا اور کہے گا اس نے مجھے قتل کیا تھا، اللہ رب العزت ارشاد فرمائے گا تو نے اسے کیوں قتل کیا تھا؟ وہ کہے گا فلاں امیر یا بادشاہ کی حکومت جمانے کے لئے پھر اللہ رب العزت فرمائے گا فلاں شخص کے لئے عزت نہیں، بعد ازاں وہ اس کا گناہ سمیٹ لے گا۔

Marfat.com

یعنی قاتل پر مقتولوں کے سب گناہ ڈالے جائیں گے۔ مقصود یہ ہے کہ سب قاتل پکڑے جائیں گے مگر وہ شخص بری ہوگا جس نے اعلاء کلمۃ اللہ اور جہاد میں کافروں کو قتل کیا۔

عَنْ جُنْدُبٍ حَدَّثَنِيْ فُلَانٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَجِيءُ الْمَقْتُوْلُ بِقَاتِلِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُ سَلْ هٰذَا فِيْمَ قَتَلَنِيْ فَيَقُوْلُ قَتَلْتُهٗ عَلٰى مُلْكِ فُلَانٍ قَالَ جُنْدُبٌ فَاتَّقِهَا۔

سیدنا حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھ سے فلاں فلاں شخص نے بیان کیا کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مقتول قیامت کے روز اپنے قاتل کو لیکر آئے گا اور عرض کریگا اے پروردگار اس سے پوچھ کہ اس نے مجھے کیوں قتل کیا وہ کہے گا میں نے اس کو فلاں شخص کی امداد اور سلطنت کے لئے قتل کیا جندب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اس سے بچو، کیوں کہ ایسا خون معاف نہیں ہوگا۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ اَمَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ لَيْلٰى اَنْ اَسْاَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ هَاتَيْنِ الْاٰيَتَيْنِ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ لَمْ يَنْسَخْهَا شَيْءٌ وَعَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ قَالَ نَزَلَتْ فِيْ اَهْلِ الشِّرْكِ۔

سیدنا حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے جناب حضرت عبد الرحمٰن ابن ابی لیلی رضی اللہ عنہ نے حکم فرمایا کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ان دونوں آیات کے متعلق دریافت کروں وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ میں نے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اسکو کسی آیت نے منسوخ نہیں کیا پھر اس آیت کو وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ آپ نے فرمایا کہ یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی۔

تو یہ اب سابقہ آیت کے خلاف نہ ہوگی، کیوں کہ وہ مسلمانوں کے حق میں ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ قَوْمًا كَانُوْا قَتَلُوْا فَاَكْثَرُوْا وَزَنَوْا فَاَكْثَرُوْا وَانْتَهَكُوْا فَاَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عرب کی ایک قوم نے بہت خون کئے اور بہت بدکاری کی اور پردہ دری کی، وہ حضور اقدس

Marfat.com

يَا مُحَمَّدُ اِنَّ الَّذِيْ تَقُوْلُ وَتَدْعُوْا اِلَيْهِ لَحَسَنٌ لَوْ تُخْبِرُنَا اَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ اِلٰى فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ قَالَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ شِرْكَهُمْ اِيْمَانًا وَزِنَاهُمْ اِحْصَانًا وَنَزَلَتْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ۔ الآية

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ آپ فرماتے ہیں اور جس چیز کی طرف آپ بلاتے ہیں وہ بہت اچھا ہے تاہم یہ ارشاد فرمائیے کہ ہم نے جو کام کئے ہیں کیا ان کا کچھ کفارہ بھی ہے (یعنی معاف ہوسکتے ہیں) تو اللہ رب العزت نے یہ آیت نازل فرمائی وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ سے فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ تک، یعنی وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے تو انکی برائیوں کو اللہ رب العزت نیکیوں میں بدل دے گا، اور زنا کو پاکی سے، اور یہ آیت نازل ہوئی۔ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ آخر تک، یعنی اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے —— اللہ رب العزت کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَاسًا مِّنْ اَهْلِ الشِّرْكِ اَتَوْا مُحَمَّدًا فَقَالُوْا اِنَّ الَّذِيْ تَقُوْلُ وَتَدْعُوْا اِلَيْهِ لَحَسَنٌ لَوْ تُخْبِرُنَا اَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً فَنَزَلَتْ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ وَنَزَلَ قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ۔

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مشرکین میں سے کچھ لوگ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آئے اور عرض کیا آپ جو کچھ ارشاد فرماتے ہیں اور جس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں وہ تو بہت اچھا ہے تاہم یہ ارشاد فرمائیے کہ ہم نے جو کام کئے ہیں کیا ان کا کچھ کفارہ بھی ہے (یعنی معاف ہوسکتے ہیں۔ تو اللہ رب العزت نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ یعنی وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہیں پکارتے تو انکی برائیوں کو اللہ رب العزت نیکیوں میں بدل دیگا اور زنا کو پاکی سے، اور یہ آیت نازل ہوئی۔ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ آخر تک، یعنی اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔

Marfat.com

عَنْ زَيْدٍ اَنَّه قَالَ نَزَلَتْ وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا اَشْفَقْنَا مِنْهَا فَنَزَلَتِ الْاٰيَةُ الَّتِيْ فِي الْفُرْقَانِ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ۔

سیدنا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا تو ہمیں خشیہ لاحق ہوا کہ مسلمان کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم ہے بعدازاں یہ آیت نازل ہوئی وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ۔

سورۂ فرقان کی آیت اتری تو ہمارا ڈر کم ہوا، کیونکہ آیت ہذا سے قاتل کی توبہ کا مقبول و منظور ہونا معلوم ہوتا ہے۔ تاہم یہ روایت اگلی دونوں روایات کے مخالف ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا بعد میں نازل ہوئی۔ اسی لئے سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت معارضہ سے سالم رہی۔ اور اسی پر اعتماد ہے [۱۴۴]

قصاص کا نفاذ بھی اور حدود کی طرح اسلامی مملکت کے سربراہ کا ذمہ ہے۔ اور قصاص کی فرضیت قاتل ہی پر ہے کسی دوسرے پر نہیں، سورہ بقرہ کی آیات ۱۷۸ و ۱۷۹ مذکورہ بالا میں رب تعالےٰ نے اسی کا حکم فرمایا ہے۔

حضرت امام ابوبکر جصاص رازی احکام القرآن میں فرماتے ہیں۔

جاہلیت میں لوگ قاتل کے بجائے غیر قاتل کو قتل کر دیتے تھے، اللہ تعالےٰ نے ان کو اس سے منع فرما دیا۔ اسی مضمون کی وہ روایت بھی ہے جس میں رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک روز قیامت ظالم ترین شخص تین ہوں گے۔

(۱) وہ جو قاتل کے بجائے کسی اور کو قتل کرے (۲) وہ جو حرم میں کسی کی جان لے

(۳) وہ جو عہدِ جاہلیت کا انتقام لے [۱۴۵]

مملکتِ اسلام میں حفاظتِ جان صرف مسلمانوں کے لئے نہیں ہے، بلکہ ذمی اور مستامن اگرچہ کسی اور دین و مذہب سے تعلق رکھتا ہے اس کی جان بھی محفوظ رہتی ہے۔ اور ذمی کو بھی اگر کسی نے قتل کیا تو اس سے بھی قصاص لیا جائے گا۔ جیسا کہ باب عدل و مساوات میں ذکر ہوا۔ اسی

Marfat.com

باب میں شوافع حضرات حدیث رسول

لا یقتل مومن بکافر

کوئی مومن کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا۔

سے استدلال کر کے کافر کے بدلے میں مسلمان کے قتل کو جائز نہیں سمجھتے۔ مگر اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ (جان کے بدلے جان) کا مفہوم عام ہے۔ اور حنفیہ نے ارشاد رسول

اَنَا اَحَقُّ وَاَوْلٰی مَنْ اَوْفٰی بِذِمَّتِہٖ ۱۴۶ (میں اس کا زیادہ حقدار ہوں کہ اپنے عہد و ذمہ کو پورا کروں۔

جبکہ حضور اقدس نے ذمی اور معاہد کے بدلے مسلمان کو قتل کروایا) کو مستدل بنایا ہے جو اسلامی مساوات و عدل کی روح کے قریب تر ہے۔ اور حدیث اول کا نتیجہ یہ سمجھنا چاہیے کہ حربی اور غیر معاہد کافر کے بدلے مسلمان قتل نہیں کیا جائے گا۔

ذمی اور مستامن، بیٹے کے بدلے باپ، غلام کے بدلے آقا، اور زیر دستوں کے قتل کی پاداش میں زبردستوں سے قصاص لینے کے لئے اسلامی قانون میں عدل نواز دفعات موجود ہیں۔ معدلت گستری کی اس سے بڑی مثال اور کیا ہوگی کہ رسول اکرم نے خود کو قصاص کیلئے پیش فرمایا۔ چنانچہ سنن نسائی اَلْقِصَاصُ مِنَ السَّلَاطِیْنِ، حاکموں سے قصاص کے تحت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان منقول ہے۔

رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُقِصُّ مِنْ نَفْسِہٖ ۱۴۷ میں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو اپنی ذات سے قصاص (بدلہ) دلاتے ہوئے دیکھا۔

آج بعض ملکوں میں قتل کی سزا منسوخ کر دی گئی ہے۔ اور وجہ نسخ یہ بتائی جاتی ہے کہ قتل ہونے والا تو ہو چکا اب اس ایک جان کے عوض دوسری جان کو لینا کہاں کی دانشمندی ہے؟ مگر نفاذ امن میں بنیادی نکتے جس پر پچھلے صفحات میں جگہ جگہ تفصیل سے گفتگو کی گئی ہے۔ ان میں کا ایک یہ بھی ہے کہ جمہوری حقوق کے محافظین (بزعم خود) قاتل کی جان بخشی کر کے کسی ایک جان پر احسان نہیں کرتے، بلکہ قتل و غارت گری اور شر و فساد، خون خرابہ کرنے والوں کو مزید جرائم کی تقویت بہم پہونچاتے ہیں۔ بخلاف اسلامی قانون کے کہ وہ اولاً تو بنیادی تعلیمات کے لحاظ

Marfat.com

سے ہی ایسی سرشت کو پنپنے نہیں دیتا۔ قتل کرنا تو الگ، کسی کو ہتھیار سے ڈرانا ممنوع قرار دیتا ہے۔ اور اگر کوئی عمداً کسی کی جان لے لیتا ہے تو اس کی جان بحق اللہ قانونِ اسلام لیتا ہے۔ اسی طرح ہزاروں قاتلین اپنے جرائم سے باز رہ کر اپنی اور جن کے سلسلہ وہ غلط منصوبے بنا رہے ہیں ان کی جان بچالیں گے۔ مجرموں کو ناز و نعم سے پناہ دینا انسانیت کی خدمت نہیں بلکہ انسانوں کو تباہ و برباد کرنے والے انسان نُما حیوانوں اور زہریلے عناصر کو بڑھاوا دینا ہے۔ کیا تاریخ موجودہ کا تہذیبی آتش فشاں جمہوریت کے زمام گیروں کو نظر نہیں آتا؟۔

تاریخ اسلام کے اوراق میں سرکشی اور خوں ریزی کا ایک نہایت دردناک باب ہے، ——— حضرت سیدنا ذوالنورین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قتل باغیوں اور سرکشوں نے خلیفۃ المسلمین کے خلاف پورے مدینہ طیبہ کو اپنی شرارتوں کی آماجگاہ بنالیا تھا۔ اور اپنی دیدہ دلیری سے آپ کے مکان کا محاصرہ کرلیا تھا۔ اس موقع کا ذکر کرتے ہوئے حضرت ابوامامہ سہل بن حنیف نے فرمایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مکان سے باہر سر نکالا، اور لوگوں کو قتل کا ذکر کرتے سُنا۔ فرمایا لوگ مجھے قتل کی دھمکی دیتے ہیں، لیکن نہیں معلوم مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ میں نے نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے۔

لا یحل دم امرء مسلم الا فی احدی ثلاث رجل زنی وھو محصن فرجم او رجل قتل نفسا بغیر نفس او رجل ارتد بعد اسلامہ	مسلمان کا بجز تین امور کے قتل جائز نہیں۔ ایک تو وہ شخص جو شادی شدہ ہو کر زنا کرے، تو اسے رجم کیا جائے گا، یا وہ شخص جس نے دوسرے کو قتل کیا ہو، یا وہ شخص جو اسلام کے بعد مرتد ہو گیا ہو۔

تو خدا کی قسم میں نے نہ تو زمانہ جاہلیت میں زنا کیا اور نہ اسلام میں، اور نہ کسی مسلمان کو قتل کیا ہے۔ اور جب سے اسلام لایا مرتد نہیں ہوا[۱۴۸]

مگر افسوس! کہ امام المسلمین کی اس فہمائش کا بلوائیوں پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ اور انہوں نے آپ کے دولت سرا میں داخل ہو کر، جب کہ آپ تلاوتِ کلام اللہ میں مشغول تھے نہایت بے دردی سے شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

Marfat.com

ارتداد

اسلام ایک کائنات رحمت ہے، جس نے اسے قبول کیا اس نے خود کو انعامات الٰہیہ اور نوازشات ربانی سے سرفراز کیا۔ یہی جبلی اور فطری دین ہے، یہی کل عالمین کو پیدا کرنے والے خالق کا پسندیدہ مذہب ہے۔ اس میں لانے کے لئے کبھی کسی پر کوئی جبر نہیں بلکہ یہ دعوت عام ہے کہ فکر و تدبر سے کام لیکر ہر انسان کو اسلامی اصول و مبادی سمجھنے کا موقع فراہم کیا جائے ——— قرآن کی لافانی تعلیمات سے آگاہ کیا جائے۔ پھر جس کو ہدایت مقدر ہے اور اس کا سینہ اس کو تسلیم کرے وہ ہمارا اسلامی بھائی ہو جاتا ہے ——— گویا اسلام میں داخلہ کے لئے کسی پر کوئی زبردستی کوئی جبر ہرگز نہیں۔ ہاں اگر کوئی مسلمان تھا۔ اس کے بعد اس سے منکر ہو کر مرتد ہو گیا تو اس کے لئے اب معافی کی کوئی راہ نہیں ——— کیونکہ اس نے اپنی بد باطنی اور خبث طبع سے اسلام اور قوانین الٰہیہ کو مطعون کیا ہے، جو رب تعالےٰ سے بغاوت کے مترادف ہے۔ اسلام میں اس کی سزا قتل ہے۔

سنن ابن ماجہ باب المرتد عن دینہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ بَدَّلَ دِیْنَہٗ فَاقْتُلُوْہُ ۱۴۹	جو دین کو بدل دے اس کو قتل کر دو۔

ارشاد رسول اکرم ہے۔ صلے اللہ علیہ وسلم

لا یقبل اللہ من مشرک اشرک بعد ما اسلم عملا حتی یفارق المشرکین الی المسلمین ۱۵۰	جو اسلام کے بعد مشرک ہو گیا اللہ اس کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا جب تک کہ وہ مشرکین سے جدا نہ ہو اور اسلام اختیار کر کے مسلمانوں میں شامل نہ ہو۔

جب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں۔

اس حکم کی وجہ یہ ہے کہ دین سے باہر ہونے کی سزا ایس سختی لازمی ہے۔ ورنہ ہتک دین کا دروازہ کھل جائے گا، اور منشاء ربانی یہ ہے کہ ملت آسمانی جبلی امر کی منزل میں ہو جائے جو کبھی جدا نہ ہو سکے۔ اور ارتداد کا ثبوت خدائے تعالےٰ یا رسولوں کے انکار، یا کسی رسول کی تکذیب سے ہوتا ہے، یا ایسا فعل جس سے دین کے ساتھ صراحۃً استہزاء مقصود ہو اور اس طرح ضروریات دین کے انکار سے ارتداد ثابت ہوتا ہے، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے،

Marfat.com

وَطَعَنُوا فِی الدِّیْنِ [۱۵۱] اور انہوں نے دین کے اندر عیب نکالا۔

اور خالق ارض وسما پر زبان طعن دراز کرنے والے کو خدا کی زمین پر جینے کا کیا حق ہے؟ اس لئے اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے۔

شراب نوشی

شراب ام الخبائث ہے اور اس کا عادی بیچارا شراب کی مذمت میں خداوند تعالیٰ کا فرمان ہے۔

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ [۱۵۲]

اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پانسے (جوئے کے تیر) ناپاک ہی ہیں، شیطانی کام۔ تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ۔

شراب کے خلاف مدتوں اور شدید جدوجہد اور کثیر اخراجات کے باوجود امریکہ اپنی شراب بندی کی مہم میں جب ناکام ہوگیا تو مجبوراً ۱۹۳۳ء میں شراب قانونی اجازت پاگئی ــــ اسی طرح برطانیہ میں شراب نے ۱۹۱۶ء سے قانوناً جگہ پالی۔ اور آج تو امریکہ اور پورے یورپ میں شراب کی گنگا بہ رہی ہے، اور قوم ہے کہ اس میں بہی جارہی ہے۔ کوئی تدبیر نہیں کہ اس سیلاب بلا پر بندش لگائی جاسکے۔

اسلام نے عرب جیسی شراب میں ڈوبی ہوئی قوم کو اس لعنت سے پاک کرنے کے لئے تدریجاً احکام نافذ کئے۔ ابتداءً کہا گیا۔

فِیْهِمَا اِثْمٌ كَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ [۱۵۳] اس کے نقصانات اس کے نفع سے زیادہ ہیں۔

کچھ دنوں بعد حکم آیا۔

وَلَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰی [۱۵۴] نشہ کی حالت میں نماز نہ پڑھا کرو۔

اہل فہم اتنے ہی پر اس عادتِ رذیل کو چھوڑ چکے تھے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ شراب کی حرمت پر صریح آیت کریمہ کے نزول کی دعا کیا کرتے تھے تاآنکہ آیت مذکورۃ الصدر نازل ہوئی۔ اور مدینہ کی گلیوں میں منادیٔ رسول نے جب حرمتِ شراب کا اعلان کیا۔ تو نالیوں میں شراب برسات کے پانی کی طرح بہائی جانے لگی۔

حضرت شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں ۔

خدائے تعالےٰ نے اس چیز کو بیان فرما دیا کہ شراب میں دو قسم کی برائی ہے۔ ایک لوگوں کے لئے کہ شرابی لوگوں سے لڑتا، جھگڑتا، اور ستاتا ہے، اور ایک برائی کا انجام اس کی تہذیب نفس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ کیونکہ شارب الخمر حالتِ بہیمی کے اندر غرق ہو جاتا ہے اور اس کی عقل جس پر نیکی کا مدار ہے زائل ہو جاتی ہے۔ اور چونکہ تھوڑی شراب بہت سی شراب کا شوق دلاتی ہے۔ لہٰذا سیاستِ امت کے لحاظ سے ضروری ہوا کہ حرمت کا مدار اس کے نشہ آور ہونے پر کیا جائے یہ نہ دیکھا جائے شرابی فی الحال نشہ کی حالت میں ہے یا نہیں؟

سرکار نے ارشاد فرمایا ہے ۔

(۱) مَنْ شربَ الخمرَ فی الدنیا فمات وھو یدمنھا لم یتب لم یشربھا فی الاٰخرۃ ۔

جس نے دنیا میں شراب پی اور شراب کا عادی ہو کر بغیر توبہ کئے مر گیا تو آخرت میں (شراب طہور) نہ پئے گا ۔

میرے خیال میں اس کا سبب یہ ہے کہ جو کوئی صفت بہیمی میں غرق ہوا، اور صفت احسان سے اس نے بالکل پشت پھیری۔ وہ شخص لذائذ جنت سے محروم رہے گا۔ شراب کا عادی صفت بہیمی میں غرق ہوتا ہے ۔

(۲) اِنَّ علی اللہ عَہْدًا لمن شرب المسکر ان یسقیہ من طینۃ الخبال عصارۃ اھل النار ۔

خدائے تعالےٰ پر اس بات کا عہد ہے کہ جو شخص نشہ استعمال کرے گا خدائے تعالےٰ اسکو طینۃ الخبال پلائے گا جو دوزخیوں کا نچوڑ ہے ۔

(۳) من شرب الخمر لم یقبل اللہ لہ صلوٰۃ اربعین صباحًا فان تاب تاب اللہ علیہ ۔

شرابی کی چالیس دن کی نماز خدائے تعالےٰ قبول نہیں کرتا۔ پس وہ توبہ کرے تو اللہ تعالےٰ بھی توبہ قبول فرماتا ہے ۔

اور حدود کی نسبت شراب نوشی کی حد کم ہونے کا سبب یہ ہے کہ اور معاصی میں اسی وقت فوراً خرابی موجود ہوتی ہے۔ مثلاً کوئی کسی کا مال چراتا ہے یا رہزنی یا ڈاکہ زنی کرتا ہے تو ان سب کے اثرات فوراً ظاہر ہوتے ہیں۔ شراب پینے میں فساد کا احتمال ہے مگر بالفعل فساد موجود نہیں

Marfat.com

ہوتا۔ اس واسطے شراب کی حد سو سے کم مقرر ہوئی۔ آنحضرت چالیس درّہ اس واسطے مارتے تھے کہ اس میں قذف کا احتمال ہے۔

صحابہ کرام نے فساد کی زیادتی کو مدنظر رکھتے ہوئے شراب کی حد اسّی درّے لگائی۔ اس خیال سے کہ قرآن میں جسقدر حدود مذکور ہیں۔ اسّی کی مقدار ان سب میں کمتر ہے۔ یا اس لئے کہ شرابی اگر خود زنا یا قتل نہیں کرتا تو اوروں کو اکثر زنا کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اور اکثر کا حکم یقین کا ہوتا ہے ....

حضرت علی مولائے کائنات رضی اللہ عنہ نے بھی شراب نوشی کی سزا اسّی ہی کوڑے کی تائید کی اور فرمایا۔

فانہ اذا شرب سکروا ذا سکر هذی واذا هذی افتری فجلد عمر ثمانین

جو شراب پیئے گا بدمست ہوگا جو بدمست ہوگا بک جھک کرے گا، جو بکواس کرے گا وہ بہتان طرازی کرے گا، لہٰذا حضرت عمر نے اسّی تازیانے لگائے،

(۴) دور نبوی میں ایک شخص نے رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہم ایسے علاقہ میں رہتے ہیں جہاں سردی بہت پڑتی ہے۔ ہم لوگ وہاں شراب سے سردی کا مقابلہ کرتے ہیں۔ حضور نے دریافت فرمایا، تم جو شئی پیتے ہو وہ نشہ آور ہے؟ انہوں نے کہا ہاں فرمایا اس سے بچو، انہوں نے عرض کیا ہمارے ہم وطن اسے تسلیم نہیں کریں گے۔ فرمایا اگر وہ نہ مانیں تو ان سے جنگ کرو، ——— ایک شخص نے بطور دوا شراب نوشی کی اجازت چاہی تو آقا و مولا نے فرمایا، وہ دوا نہیں بیماری ہے۔

(۵) خمر کا لفظ عرب میں انگوری شراب کے لئے بولا جاتا ہے۔ مگر اس حکم میں ہر قسم کی شراب داخل ہے۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف فرما دیا ہے۔

(۶) ہر نشہ آور خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے۔ اور فرمایا ——— ہر وہ مشروب جو نشہ پیدا کرے حرام ہے۔ اور مزید ارشاد فرمایا ——— میں ہر نشہ آور شئی سے منع کرتا ہوں ——— اسی لئے ایک بھرے پُرے برتن کی طرح شراب کا ایک قطرہ بھی حرام و نجس ہے۔

(۷) ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام۔ جس شئی کی زیادہ مقدار نشہ آور ہو اس کی مقدار قلیل بھی حرام ہے

Marfat.com

رسول اعظم و اکرم صلے تعالےٰ علیہ وسلم کی ایک حدیث جسے حضرت عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں ۔ شراب کی مذمت میں بہت معنیٰ خیز ہے ۔ ارشاد فرماتے ہیں ۔

(۸) لعن اللہ الخمر و شاربھا و ساقیھا و بائعھا و مبتاعھا و عاصرھا و معتصرھا و حاملھا والمحمولۃ الیہ ۔

اللہ تعالےٰ نے لعنت فرمائی ہے شراب پر اس کے پینے والے پر، اور پلانے والے پر، بیچنے والے پر اور خریدنے والے پر، اور کشید کرنے والے پر اور کشید کرانے والے پر، اور پہونچانے والے پر، اور اس پر جس کے لئے پہونچائی گئی ۔

دور فاروقی میں ایک شخص کی دوکان محض اسی لئے خلیفۃ المسلمین کے حکم سے جلادی گئی تھی کہ وہ خفیہ شراب بیچا کرتا تھا ۔ اسی طرح آپ نے اس پورے علاقہ میں آگ لگوا دی جہاں شراب کی بھٹیاں قائم تھیں ——— اور لوگ شراب تیار کرکے لوگوں کو پوشیدہ پوشیدہ سپلائی کرتے تھے ۔ اگر کسی ناسور کو ختم کرنا ہے تو اس کی جڑوں پر نشتر زنی ضروری ہے ۔ اسلام انہی اصولوں کا مجموعہ ہے ۔

غور فرمایئے کہ انسان اور تمام مخلوقات میں اپنی عقل اور قوت فکریہ کے باعث ممتاز ہے ۔ انسانی فکر کی صحیح رہنمائی سے جو منزل مقصود فطری طور پر میسر آتی ہے وہ اسلامی طریق ہی ہے قدم قدم پر فکر و عقل کے استعمال کی دعوت دینا اور جملہ موجودات میں مظاہر قدرت کی تلاش کرنا اور پھر اپنے خالق و مالک کی معرفت کا نور پا جانا یہی ہے ۔ انسان کی آخری منزل کامرانی، پھر یہ ستم کیسے گوارا کیا جا سکتا ہے کہ جس صلاحیت کی بنیاد پر انسان سب پر فائق و برتر، اور افضل ہے انسان کی اسی صفت کو مفلوج کر دیا جائے ۔ فکر و شعور پر پردہ پڑ جانے کے بعد انسان اور عام حیوانوں میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا ——— اور افضل المخلوقات انسان کا پیدا کرنے والا خدا اپنی اعلیٰ صنعت کو بربادی کی اس ذلت میں دیکھنا پسند نہیں کرتا ۔ اس لئے اس نے نشہ آور تمام چیزوں کو حرام قرار دے کر انسانوں کی انسانی عظمت محفوظ رکھنے کا انتظام فرمایا ہے ——— دنیا کو امن و سلامتی کی راہ پر رکھنے کے لئے اس علت بد سے نجات حاصل کرنا بھی ضروری ہے ۔

Marfat.com

اسلامی سزاؤں کی حکمتیں

ارشاد رب العلمین ہے۔

مَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰى إِلَّا مِثْلَهَا۔

جو گناہ کرے اسے بقدر گناہ ہی سزا دی جائے۔

اور اسلامی قانون میں چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے۔ چور نے چوری کی تو دو چار سو روپیوں کی اور سزا میں کاٹا گیا اس کا ہاتھ جو بیش قیمت اور انمول ہے۔ ایسا کیوں ؟۔

اس شبہہ کا جواب یہ ہے قطع ید مال مسروقہ لینے کی سزا نہیں ہے، بلکہ قانون شکنی کی سزا ہے۔ جس انسان کا مال چور نے چرایا ہے وہ اسے لاکھوں روپئے دے کر راضی بھی کرے تو بھی بحی شرع حاکم اسلام ثبوت فراہم ہو جانے کے بعد ہاتھ ضرور کاٹے گا، کیونکہ قانون سب سے بلند ہے۔ اس کی سربلندی کے لئے سینکڑوں سرکش سر قلم کرئے جاتے ہیں ——— کیا، آپ نہیں دیکھتے کہ انسان کے اختراع کردہ قوانین پر حکومتیں چلانے والے اپنے قانون کی حفاظت کیلئے کتنے باغیان قانون کو قتل کر دیتے ہیں؟——— اسلام تو خدائی قوانین کا مجموعہ ہے۔ اس کی حفاظت کے لئے کیا کچھ جتن نہیں ہونا چاہئے ؟۔

آیت قرآنیہ آخرت کے بارے میں ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ رب تعالےٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو ایک نیکی پر دس گنا سے سات سو گنا یا اس سے بھی زیادہ ثواب عطا فرمائے گا۔ اور بدی اگر ایک ہوگی تو ایک ہی کا حساب ہوگا، اس میں زیادتی نہیں فرمائے گا۔ اور آیت اگر دنیاوی سزا پر محمول ہے تو مِثْلُهَا سے شرعی مثل مراد ہے۔ شریعت اسلامیہ یعنی قانون الٰہی نے اس جرم کو ہاتھ کے مساوی قرار دیدیا، تو وہی اس کے مثل ہو گیا، کسی کو چون و چرا کا کیا اختیار ؟——— انسان کے خود ساختہ قوانین میں بھی تو اس کی مثال موجود ہے۔ چور کو سال دو سال جیل میں بند رکھتے ہیں، کیا اس رخ سے سوچنے والا تو اس پر بھی اعتراض کر سکتا ہے کہ اس نے چوری تو ایک گھنٹہ یا چند گھنٹوں میں کی تھی، اس کے لئے ہفتوں مہینوں نہیں، سال دو سال کی سزا تو سراسر ظلم ہے ——— محافظین قوانین فوراً جواب دیں گے کہ ہمارا قانون یہی ہے، اور قانون پر عمل ظلم نہیں ہے۔— اس کو سامنے رکھ کر ہم بھی مودبانہ عرض پرداز ہیں کہ سال دو سال جیل میں رکھ کر جس چور کو آپ

چوری سے باز نہ رکھ سکے۔ اس قسم کے ایک چور کا ہاتھ کاٹ کر اسلام نے ہزاروں چوروں کے دماغ سے چوری کا شیطان رفو چکر کر دیا۔ اور قوم کو بے فکری سے سکون و طمانیت کی زندگی گزارنے کا موقع فراہم کیا۔

چور کا ہاتھ اگر اس لئے کاٹا جاتا ہے کہ ہاتھ ہی کے ذریعہ اس نے یہ جرم کیا ہے، تو زانی کی سزا یہ ہونی چاہئے تھی کہ اس کا عضو تناسل کاٹا جائے۔ مگر اس کے بجائے اسے رجم اور تازیانے ملے۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ چوری میں اصل جرم صرف ہاتھ سے ہوتا ہے اور بدکاری میں پورا جسم ملوث ہوتا ہے اور لذت اندوزی سارے بدن سے ہوتی ہے۔ نیز جماع کی بنیاد منی پر ہے، اور منی پورے جسم کے ہر عضو کے خون سے بنتی ہے ـــــ لہذا سزا بھی ایسی ہی مطلوب تھی جس سے پورا جسم اذیت پائے۔ رجم کی حکمتوں میں سے یہ بھی ہے کہ زانی اپنی غلط کاری کے باعث ایک نسل کو خراب کرتا ہے، ایک بچہ کو حرامی بناتا ہے، اور حرامی بنانا ایک جان کی عظمت برباد کرنے کے مرادف ہے۔ زانی نے محض کوئی چھوٹی سی غلطی نہیں کی بلکہ اس نے جو کام کیا اس سے ایک نسل ہلاک ہوئی۔ اور جان کا بدلہ جان ہی ہونا چاہئے۔

اِغلام جو زنا سے بھی گھناؤنا جرم ہے اس میں سنگساری نہیں تعزیر ہے، کیونکہ وہ فی نفسہٖ بدترین گناہ ہے مگر اس سے نسل کی تباہی پر اثر نہیں پڑتا۔ لواطت کی تعزیر اس بے شرمی کے فعل کی وجہ سے ہے۔ جدید تحقیقات نے لواطت کو ایڈز جیسی مہلک بیماری کا اولین سبب ثابت کیا ہے اور اس سے اسلامی قوانین اور نظام حیات کی صداقت پر روشنی پڑتی ہے۔ غور فرمایئے جوا اور شراب یکساں حرام ہیں۔ مگر جوا کی کوئی سزا متعین نہیں۔ اور شراب نوشی پر اسّی کوڑے تعزیر متعین ہیں۔ مگر اس کی حکمت ظاہر و باہر ہے کہ حرام ہونے میں دونوں یکساں ہیں۔ شراب کی قباحتیں متعدی ہیں، شراب ام الخبائث ہے، انسان نے جب شراب پی لی اور اپنی عقل پر پردہ ڈال لیا تو اور اس قسم کے ہر کام اس کے لئے ہو گئے۔ جب سمجھنے بوجھنے کی صلاحیت ہی مغلوب ہو گئی، تو اب وہ ہر جرم کر سکتا ہے۔ اس لئے شراب نوشی پر سختی سے گرفت کی ہے۔ نگاہِ حق بین یسر ہو تو اسی طرح تمام حدود اللہ اور اسلامی تعزیرات میں حکمتوں اور مصلحتوں کے آبدار موتی جگمگاتے نظر آئیں اور دل کو دولت یقین نصیب ہو کہ امن عالم کی ضمانت صرف اسلامی قوانین میں ہے۔ فاعتبروا یا اولی الالباب

Marfat.com

حوالے

۱ ــــــ القرآن ، البقرہ ۲ / ۱۷۹

۲ ــــــ سنن ابن ماجہ باب ۱۳۳ اقامۃ الحدود جلد ۱ ، ص ۱۰۱ ،

۳ ــــــ سنن ابن ماجہ باب اقامۃ الحدود جلد ۱ ، ص ۱۰۲ ،

۴ ــــــ سنن ابن ماجہ باب اقامۃ الحدود جلد ۱ ، ص ۱۰۲ ،

۵ ــــــ القرآن ، الحج ۲۲ / ۳۷

۶ ــــــ القرآن ، طٰہٰ ۲۰ / ۱۴

۷ ــــــ مقدمہ حجۃ اللہ البالغہ للشاہ ولی اللہ المحدث الدہلوی علیہ الرحمہ (۱۱۱۴ھ تا ۱۱۷۶ھ) مطبوعہ لاہور ص ۲۱

۸ ــــــ الحد فی الشریعۃ ہو العقوبۃ المقدرۃ حقاللہ تعالیٰ ، الہدایہ مع الدرایہ فی تخریج احادیث الہدایۃ ، لابی الحسن علی بن ابی بکر الفرغانی المرغینانی الملقب ببرہان الدین علیہ الرحمہ (۵۱۱ھ تا ۵۹۳ھ) جلد ۲ ، ص ۴۸۶

۹ ــــــ عامۃ کتب اصول الفقہ

۱۰ ــــــ حجۃ اللہ البالغۃ ، ص ۶۱۷ و ۶۱۸

۱۱ ــــــ احیاء علوم الدین لحجۃ الاسلام الامام ابی حامد محمد الغزالی علیہ الرحمہ (۴۵۰ھ تا ۵۰۵ھ) مطبوعہ لاہور جلد ۳ ص ۱۴۲

۱۲ ــــــ المستدرک للامام ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم النیشابوری (۳۲۱ھ تا ۴۰۵ھ) جلد ۲ ص ۱۵۹

۱۳ ــــــ صحیح البخاری کتاب النکاح باب ماینقی من شوم المرأۃ

۱۴ ــــــ سنن ابن ماجہ ، ابواب الفتن ۳۰ باب فتنۃ النساء جلد ۲ ، ص ۴۸۹

۱۵ ــــــ احیاء علوم الدین للغزالی جلد ۳ ، ص ۱۴۳ ، ۱۴۴

۱۶ ــــــ القرآن ، یوسف ۱۲ / ۲۴

۱۷ ــــــ القرآن ، النور ۲۴ / ۱۲

۱۸ ــــــ خزائن العرفان للعلامۃ السید محمد نعیم الدین المراد آبادی علیہ الرحمۃ (۱۳۰۰ھ تا ۱۳۶۷ھ) مطبوعہ دہلی ، ص ۵۰۹

۱۹ ــــــ القرآن النور ۲۴ / ۲۷

۲۰ ــــــ القرآن النور ۲۴ / ۵۹

۲۱ ــــــ سنن ابی داؤد ، باب الاستیذان

۲۲ ــــــ القرآن ، النور ۲۴ / ۳۰

Marfat.com

۲۳ القرآن، النور ۳۰/۲۴

۲۴ مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۶۹

۲۵ 〃 ص ۲۰

۲۶ القرآن، النور ۳۱/۲۴

۲۷ 〃 ، الاحزاب ۵۵/۳۳

۲۸ 〃 〃 〃 ۳۲/۳۳/

۲۹ 〃 〃 ۵۳/۳۳

۳۰ 〃 〃 ۵۴/۵۳

۳۱ 〃 ، النور ۵۹/۲۴

۳۲ کنز الایمان، ص ۵۱۱

۳۳ القرآن، النور ۳۱/۲۴

۳۴ کنز الایمان، ص ۵۱۲

۳۵ القرآن، الاحزاب ۵۹/۳۳

۳۶ 〃 النور ۲/۲۴

۳۷ 〃 〃 〃 ۴/

۳۸ 〃 〃 〃 ۳۲/

۳۸ القرآن، الاسراء ۳۲/۱۷

۳۸ ۱ 〃 ، النساء ۱۶/۱۵/۴

۳۸ ۲ خزائن العرفان، ص ۱۱۷

۳۸ ۳ القرآن، النور ۲/۲۴

۳۸ ۴ جامع ترمذی جلد ۱، ص ۱۷۶، سنن ابن ماجہ باب حد الزنا ص ۱۰۵

۳۸ ۵ حجۃ اللہ البالغہ ص ۶۲۲

۳۸ ۶ جامع ترمذی جلد ۱، ص ۱۷۵

۳۸ ۷ جامع ترمذی جلد ۱، ص ۱۷۵

۳۸ ۸ حجۃ اللہ البالغہ، ص ۶۲۱

۳۸ ۹ حجۃ اللہ البالغہ ص ۶۲۱

۳۸ ۱۰ ایضاً

۳۸ ۱۱ ایضاً

۳۸ ۱۲ ایضاً ص ۲۲

۳۸ ۱۳ ایضاً

۳۹ ۱۴ احکام القرآن للقاضی ابی بکر محمد بن عبد اللہ المعروف بابن العربی المعافر الاندلسی المالکی، المتوفی ۵۴۲ھ المطبوعہ بمصر جلد ۲ ص ۸۳ الفتاوی الہندیہ (عالمگیری) جلد ۲ ص ۳۲۷ نولکشور الہدایہ جلد ۲ ص ۴۹۳ و ۴۹۸ رشیدیہ، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع للعلامہ ابی بکر بن مسعود الکاسانی الحنفی، المتوفی ۵۸۷ھ جلد ۷، ص ۳۳، ۳۴ المغنی للعلامہ موفق الدین ابی محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامۃ المتوفی ۶۳۰ھ، مطبوعہ مصر جلد ۱۰ ص ۱۶۹ الشرح الکبیر علی متن المقنع للعلامہ شمس الدین ابی الفرج عبد الرحمٰن بن ابی عمر محمد ابن احمد بن قدامہ المقدسی المتوفی ۶۸۲ھ المطبوعۃ بمصر جلد ۱۰ ص ۱۱۹

اور المغنی میں ہے :-

اَلزَّانِیُ مَنْ اَتَی الْفَاحِشَۃَ مِنْ قبل اَوْ دُبُرٍ جلد ۱۰ ص ۱۵۱، ترجمہ: قُبل یا دبر کسی میں دُخول

کرنے والا زانی ہے ۔
اور الشرح الکبیر للمقدسی میں ہے :۔
وحد اللوطی کحد الزنی ۔ ترجمہ :۔ لواطت
کرنے والے پر زانی ہی کی حد ہے ۔
اور اسی میں ہے :۔
وحدہ الرجم بکل حال (جلد ۱۰ ص ۱۷۵) ،
ترجمہ :۔ اور ہر حال میں لوطی کی حد رجم ہے ۔
اور یہی قول امام شافعی کا بھی ہے ——
اور انہوں نے فرمایا :۔
لا یرجم اللوطی الا ان یکون قد احصن
ترجمہ :۔ لوطی اگر محصن نہ ہو تو رجم نہیں کیا
جائے گا ۔ کتاب الام جلد ۷ ص ۱۶۹

۴۰ الفتاوی الہندیہ جلد ۲ ص ۳۲۷ ، اور
مقدسی کی شرح ، الشرح الکبیر میں ہے ۔
وَاَقَلُّ ذٰلِکَ تَغْیِیْبُ الْحَشَفَۃِ فِی الْفَرْجِ ، ج ۱۰ / ۱۸۰

۴۱ اس کی احادیث میں کئی مثالیں ہیں ،
جیسے ۔ راوی حدیث یزید بن کبشہ کہتے ہیں کہ حضرت
ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک حبشی
کنیز پیش کی گئی ، جو ان دنوں دمشق میں عہدہ
قضا پر متعین تھے ۔ انہوں نے کہا اے سلامہ !
کیا تو نے چوری کی ہے ؟ کہہ دے کہ نہیں ۔ اس نے
کہہ دیا کہ نہیں ، لوگوں نے کہا ۔ اے ابوالدرداء
آپ اسے جواب سکھا رہے ہیں ؟ انہوں نے
جواب دیا ۔
اتیتمونی بامرأۃ لا تدری ما یراد بھا
لتعترف فاقطعھا ۔ ترجمہ :۔ تم ایک ایسی
عورت کو لائے ہو جو نہیں جانتی کہ اس کے متعلق کیا
ارادہ کیا جا رہا ہے کہ وہ اعتراف کرے گی تو میں
اس کا ہاتھ کاٹوں گا ۔ کتاب الآثار للامام محمد ص ۹۲
اسی طرح ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک چور
لایا گیا ۔ وہ ان دنوں امیر تھے ۔ فقال اسرقت ؟
قل ، لا ۔ مرتین او ثلاثا ۔ انہوں نے چور سے
پوچھا کیا تو نے چوری کی (پھر خود ہی فرمایا) کہہ دے
کہ نہیں ، یونہی دو یا تین بار فرمایا ۔ التلخیص الحبیر
فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر لابن حجر
جلد ۲ ص ۳۵۷ ،

۴۲ حضرت ماعز کا واقعہ حدیث کی تمام
ہی کتابوں میں آیا ہے ۔ یہاں جامع ترمذی سے حضرت
ابوہریرہ کی روایت نقل کی جاتی ہے ۔ حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ۔ انہوں نے کہا ۔
جاء ماعز الاسلمی الی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقال انہ قد زنی فاعرض عنہ
ثم جاء من الشق الآخر فقال انہ قد زنی
فاعرض عنہ ثم جاء من الشق الآخر ،
فقال یارسول اللہ انہ قد زنی فامر بہ
فی الرابعۃ ، فاُخرج الی الحرۃ فرجم بالحجارۃ

Marfat.com

فلما وجد مس الحجارة فرّ يشتد حتى مرّ برجل معه لحی جمل فضربہ بہ و ضربہ الناس حتی مات فذکروا ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ فرّ حین وجد مس الحجارۃ ومس الموت فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھلا ترکتموہ۔

ترجمہ:۔ ماعز اسلمی نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ انہوں نے زنا کا ارتکاب کیا ہے آپ نے رخ پھیر لیا۔ پھر وہ دوسری طرف سے آئے اور عرض کیا کہ انہوں نے زنا کیا ہے۔ آپ نے رخ پھیر لیا۔ وہ دوسری طرف سے آئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مجھ سے زنا کا ارتکاب ہوا۔ چوتھی مرتبہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے رجم کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ انہیں پتھریلی زمین کی طرف لے جا کر سنگسار کیا گیا۔ جب انہیں پتھروں سے تکلیف پہونچی تو بھاگ کھڑے ہوئے یہاں تک کہ ایک آدمی کے پاس سے گذرے اس کے پاس اونٹ کا جبڑا تھا اس نے اس سے ان کو دے مارا، اور لوگوں نے بھی مارا، حتیٰ کہ فوت ہو گئے۔ لوگوں نے رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا کہ جب انہوں نے پتھر کی مار اور موت کی تکلیف محسوس کی تو بھاگ کھڑے ہوئے۔ آپ نے فرمایا تم نے انہیں چھوڑ کیوں نہ دیا۔ ایک روایت میں ہے انہیں اپنی چادر میں چھپا کیوں نہ لیا۔ جامع ترمذی ابواب الحدود، باب ۹۶۴ ماجاء فی درأ الحد عن المعترف اذا رجع جلد ۱، ص ۱۴۷، ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۵۸۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے جو حدیث نقل فرمائی ہے اس میں یہ الفاظ مبارکہ منقول ہیں۔

لقد تاب توبۃ لو قسمت علی امۃ محمد لوسعتھم۔ ترجمہ:۔ انہوں نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اسے امت پر تقسیم کر دیا جائے تو کفایت کرے۔ حجۃ اللہ البالغہ، ص ۶۱۹

۴۳ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، للامام مسعود الکاسانی جلد ۷، ص ۴۹۔ الفتاوی الہندیہ جلد ۲، ص ۳۲۷

۴۴ اختلاف الفقہاء، مصنفہ امام ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی المتوفی ۳۲۱ھ، مطبوعہ اسلام آباد، جلد ۱، ص ۱۴۳، بدائع الصنائع جلد ۷، ص ۵۰، المختصر للقدوری ص ۱۸۵، ہدایہ جلد ۲، ص ۴۸۷ و ۴۸۸۔ امام حسن بصری، حضرت حماد مالک، امام شافعی، ابوالثور، اور ابن المنذر کے نزدیک ایک بار کا اقرار بھی حد جاری کرنے کے لئے کافی ہے۔ دیکھئے، المدونہ جلد ۴، ۳۸۳، کتاب الام للشافعی، الشرح الکبیر للمقدسی جلد ۱۰، ص ۱۹۰، الجوہر النقی لابن الترکمانی المتوفی ۷۴۵ھ

مع السنن الکبریٰ لابی بکر احمد علی البیہقی م ۴۵۸ھ دائرۃ المعارف العثمانیہ بدکن جلد ۸، ص ۲۲۵، ۲۲۸،

۴۵ بخاری و مسلم و مسند الامام الاعظم ص ۱۵۷ تا ۱۶۱ سنن ابن ماجہ جلد ۱، ص ۱۰۳، ترمذی ابواب الحدود جلد ۱، ص ۱۱۷ و ۱۲۷، نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار من احادیث سید الاخیار، للقاضی محمد بن علی محمد الشوکانی جلد ۱، المتوفی ۱۲۵۵ھ المطبوع بمصر جلد ۷، ص ۲۶۵، ۲۶۷، فتاویٰ قاضی خاں جلد ۴ ص ۷۴، ہدایہ جلد ۲ ص ۴۸۸، ۴۸۹، اور الشرح الکبیر للمقدسی میں ہے۔ ویعتبر فی الصحۃ الاقرار ان یذکر حقیقۃ الفعل لتزول الشبھۃ

جلد ۱۰ ص ۱۹۱

اور امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں:۔

وقد جاء تلقین الرجوع عن الاقرار بالحدود عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وعن الخلفاء الراشدین ومن بعدھم واتفق العلماء علیہ۔ شرح مسلم للنووی، جلد ۲ ص ۶۷

ترجمہ:۔ حدود کے معاملہ میں اقرار سے رجوع کی تلقین نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور حضور کے بعد اسی پر خلفاء راشدین کا عمل رہا، اور تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے۔

ترمذی میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ رسولِ خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ادرأوا الحدود عن المسلمین ما استطعتم فان کان له مخرج فخلوا سبیله فان الامام ان یخطئ فی العفو خیر من ان یخطئ فی العقوبۃ۔ ترجمہ:۔ جہاں تک ہوسکے مسلمانوں سے حدود کو دور کرو، اگر اس کے لئے کوئی راستہ ہو تو اس کا راستہ چھوڑ دو امام کا غلطی سے معاف کر دینا غلطی سے سزا دینے سے بہتر ہے۔ ترمذی ابواب الحدود باب ماجاء فی درأ الحدود، جلد ۱، ص ۱۱۷، ۱۲۷ مطبوعہ لاہور۔ سنن ابن ماجہ میں ہے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ــــ (بروایت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ) جہاں تک ہوسکے وہاں تک حدود کو رفع کرو، سنن ابن ماجہ جلد ۱، ص ۱۰۳۔

۴۶ بدائع الصنائع جلد ۷، ص ۶۱ ــــ ہدایہ جلد ۲، ۴۸۸، القدوری ص ۱۸۵ ــــ الفتاوی الہندیہ (عالمگیری) جلد ۲، ۳۲۸ ــــ تلخیص الحبیر جلد ۴، کتاب حد الزنا

۴۷ بدائع الصنائع جلد ۷، ص ۶۱، ــــ ہدایۃ جلد ۲، ص ۵۰۱، الفتاوی الہندیہ جلد ۲، ص ۳۲۸

۴۸ احکام القرآن، مصنفہ قاضی ابوبکر

Marfat.com

محمد بن عبد اللہ بن محمد معروف بہ ابن عربی م ۵۴۲ھ
مطبوعہ مصر جلد ۱، ص ۱۴۹ السنن الکبریٰ مصنفہ
ابوبکر احمد بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ مع الجواہر النقی
مصنفہ ابن ترکمانی متوفی ۷۴۵ھ، مطبوعہ دائرۃ
المعارف العثمانیہ، حیدرآباد دکن جلد ۸ ص ۲۳۰،
۲۳۱، بدائع الصنائع جلد ۷، ص ۴۹، فتاویٰ
قاضی خاں جلد ۴ ص ۴۷۷، القدوری ص ۱۸۵،
ہدایہ جلد ۲، ص ۴۸۷ الفتاوی الہندیہ جلد ۲،
ص ۳۲۷، ابن قدامہ کی المغنی اور الشرح الکبیر للمقدسی
میں شہادت زنا کی یہ سات شرطیں ہیں۔

ان یکونوا اربعۃ ـــــ گواہ چار ہوں
ان یکونوا رجالا کلھم ـــــ سب مرد ہوں
الحریۃ ـــــ سب حر ہوں
العدالۃ ـــــ سب عادل ہوں
ان یکونوا مسلمین ـــــ سب مسلمان ہوں
ان یعفوا الزنی ـــــ حد زنا سے پاک ہوں
مجئ الشھود کلھم فی مجلس واحد ـــــ
اور سب ایک ہی مجلس میں شہادت گزاریں،
المغنی لابن قدامہ جلد ۱۰ ص ۱۷۵، ۱۷۶، الشرح الکبیر
للمقدسی جلد ۱۰، ۱۹۵، ۱۹۸،

۴۹ ـــ حدود کے باب میں شہادت کا حکم عام
شہادتوں سے مختلف ہے۔ اس سلسلے میں آگے بحث
آرہی ہے اور حدود کی شہادتوں میں کس قدر احتیاط
رکھی گئی ہے، وہ بھی بندوں کو مصائب سے بچانے
کی خدائی رحمت بھری اسکیموں میں سے ایک ہے
بدائع الصنائع جلد ۷، ص ۴۷ و ۴۸ الفتاوی الہندیہ
جلد ۲، ص ۳۳۳، الشرح الکبیر للمقدسی جلد ۱۰ ص
۱۹۹، ۲۰۰، بیہقی جلد ۸، ۲۳۴، ۲۳۵، کتاب
الام للشافعی جلد ۶ ص ۱۲۲، ۱۲۳، المغنی للقدامہ
جلد ۱۰، ص ۱۷۹،

۵۰ ـــ ہدایہ جلد ۲ ص ۵۰۳ الفتاوی الہندیہ
جلد ۲، ص ۳۲۵، بدائع الصنائع جلد ۷، ص ۵۹،
فتاوی قاضی خان جلد ۴ ص ۴۷۸، اختلافی
مباحث کے لئے ملاحظہ ہو کتاب الام للشافعی ـــ
جلد ۷، ص ۱۴۱،

۵۱ ـــ فتاوی قاضی خان جلد ۴، ص ۴۷۸
علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ امام مالک نے فرمایا کہ
گواہوں کو حد قذف ماری جائے گی۔ یہی قول،
عبداللہ بن حسن کا ہے ـــ اختلاف الفقہاء
للطحاوی جلد ۱، ص ۱۴۶

۵۲ ـــ فتاوی قاضی خان جلد ۴، ص ۴۷۴
الفتاوی الہندیہ جلد ۲، ص ۳۳۲، بدائع الصنائع
جلد ۷، ص ۴۸

۵۳ ـــ الفتاوی الہندیہ جلد ۲، ص ۳۲۷

۵۴ ـــ بدائع الصنائع جلد ۷، ص ۴۸، ۴۹،
بیہقی جلد ۸، ص ۲۳۵، فتاوی قاضی خان جلد ۴،

Marfat.com

ص ۴۷۶ ، ہدایہ جلد ۲ ، ص ۵۰۱ ، ۵۰۲ الفتاوی الہندیہ جلد ۲ ، ص ۳۳۴

۵۵ ـــــ ہدایہ جلد ۲ ، ص ۴۹۱ ، ۴۹۲ ، الفتاوی الہندیہ جلد ۲ ، ص ۳۲۸ ، نیل الاوطار جلد ۷ ، ص ۲۵۶ ، ۲۵۹ ، المیزان لشریعۃ الکبریٰ للعلامہ عبدالوہاب الشرانی جلد ۲ ، ص ۱۷۳ ، الشرح الکبیر للمقدسی میں احصان کی سات شرطیں مرقوم ہیں۔

(۱) الوطیٔ فی القبل (۲) ان یکون فی النکاح (۳) ان یکون النکاح صحیحاً (۴) الحریۃ (۵) البلوغ (۶) العقل (۷) ان یوجد الکمال فیہما جمیعاً حال الوطء فیطأ الرجل العاقل الحرامرأۃ عاقلۃ حرۃ ، جلد ۱۰ ، ص ۱۵۸ ، ۱۶۱ ، یہی شرائط المغنی للقدامہ میں بھی مرقوم ہیں اور بدائع الصنائع میں آٹھویں شرط الاسلام" کا اضافہ ہے ۔ جلد ۷ ، ص ۳۷ ،

۵۶ ـــــ الفتاوی الہندیہ جلد ۲ ص ۳۲۸ ، ـــ فتاویٰ قاضی خان جلد ۴ ، ص ۴۷۹ ، المدونۃ الکبریٰ للامام مالک بروایت امام سحنون تنوخی ، عن الامام عبدالرحمٰن بن قاسم جلد ۴ ، ۲۹۷ ، واضح رہے کہ امام مالک عورتوں کی شہادت کو احصان میں بھی قابل قبول نہیں سمجھتے ۔

۵۷ ـــــ فتح القدیر للشوکانی جلد ۴ ص ۳ ، بدائع الصنائع جلد ۷ ، ص ۵۷ ، فتاویٰ قاضی خان جلد ۴ ص ۴۷۸ میزان الشریعۃ الکبریٰ ، ج ۲ ، ص ۱۷۳ و ۱۷۴

الفتاوی الہندیہ جلد ۲ ، ص ۳۲۹ ، احکام القرآن للجصاص الرازی جلد ۲ ، ص ۲۰۵ و ۲۰۶ ، ـــ کتاب الام للشافعی جلد ۶ ، ص ۱۲۱ ، ۱۲۲ ، ـــ الرسالۃ للشافعی ص ۱۲۸ ، ۱۳۷

۵۸ ـــــ ابن ماجہ باب النہی عن اقامۃ الحدود فی المسجد جلد ۲ ، ص ۱۱۸ ، بدائع الصنائع جلد ۷ ، ص ۶۰ ، اختلاف الفقہاء للطحاوی جلد ۱ ، ص ۱۴۹ ، کتاب الام للشافعی جلد ۷ ص ۱۵۰ ،

۵۹ ـــــ احکام القرآن لابن العربی المعافری جلد ۲ ، ص ۸۴ ، ۸۵ ، الفتاوی الہندیہ جلد ۲ ، ص ۳۲۹ ، بدایۃ المجتہد جلد ۲ ص ۳۶۶ ، ـ المغنی ، جلد ۲ ، ص ۱۳۷ ،

۶۰ ـــــ صحیح مسلم مع شرحہ للنوی جلد ۲ ، ص ۶۹ ، نیل الاوطار جلد ۷ ، ص ۲۸۲ ، بدائع الصنائع جلد ۷ ، ص ۶۰ ، ہدایہ جلد ۲ ، ص ۴۹۰ ، فتاویٰ قاضی خان جلد ۴ ، ص ۴۸۰ ، ۴۸۱ ، الفتاوی الہندیہ جلد ۲ ، ص ۳۲۹ ، قدوری ۱۸۵ ، ـــ کتاب الام جلد ۵ ، ص ۱۷۶ ،

۶۱ ـــــ القرآن ، البقرہ ۲/۱۴۰

۶۲ ـــــ " " ۲/۲۸۲

۶۳ ـــــ " الطلاق ۶۵/۲

۶۴ ـــــ ترمذی ، ابواب الحدود ، باب ما جاء فی درأ الحدود جلد ۱ ، ص ۱۷۱ ، ۱۷۲ ، مطبوعہ لاہور

اظہار جرائم ...... کے بارے میں ارشاد رسول ہے
من اتی شیئا من ھذہ القاذورات فلیستتر بستر اللہ فان ابدیٰ لنا صفحتہ اقمنا علیہ کتاب اللہ - احکام القرآن للجصاص

ترجمہ :- تم میں سے جو ان گندے کاموں میں سے کسی کا ارتکاب کر بیٹھے تو اللہ کے ڈالے ہوئے پردے میں چھپا رہے، لیکن وہ اگر ہمارے سامنے اپنا پردہ کھولے گا تو ہم اس پر قرآنی قانون نافذ کریں گے۔

۶۵ سنن ابن ماجہ جلد ۲، ص ۱۰۲

۶۶ ایضاً

۶۷ ایضاً

۶۸ کنز العمال جلد ۲، ص ۸۶

۶۹ فتح القدیر جلد ۵، ص ۵

۷۰ القرآن، النور ۲۴/۱۹

۷۱ سنن ابن ماجہ، باب ۱۴۲ من اظہر الفاحشۃ جلد ۲، ص ۱۰۸

۷۲ احکام القرآن للجصاص جلد ۳، ص ۲۸۲

۷۳ احکام القرآن لابن العربی، جلد ۲، ص ۸۸، ۸۹، ۰/ فتوح البلدان للبلاذری ۳۵۳ — تاریخ الطبری جلد ۴ ص ۲۰۷، ۰/ احکام القرآن للجصاص جلد ۳، ص ۲۸۲،

۷۴ جامع ترمذی جلد ۱، ص ۲۶۷

۷۵ کنز العمال جلد ۳، ص ۸۶

۷۶ کتاب الآثار للامام محمد، ص ۹۱

۷۷ کنز العمال جلد ۳، ص ۸۷

۷۸ جامع ترمذی باب ماجاء فی التعزیر جلد ۱، ص ۲۶۷، ۲۷۷،

۷۹ جامع ترمذی باب ماجاء ان الحدود کفارۃ لاھلہا جلد ۱، ص ۲۶۷

۸۰ جامع ترمذی باب ماجاء ان الحدود کفارۃ لاھلہا جلد ۱، ص ۲۷۰

۸۱ سنن ابن ماجہ جلد ۱، ص ۱۱۵

۸۲ سنن ابن ماجہ باب تلقین السارق ص ۱۱۷،

۸۳ حجۃ اللہ البالغہ للشاہ ولی اللہ المحدث الدہلوی، ص ۶۲۹،

۸۴ سنن ابن ماجہ باب الشفاعۃ فی الحدود جلد ا، ص ۳ ۱۰/ جامع ترمذی جلد ا، ص ۱۵ا،

۸۵ حجۃ اللہ البالغہ ص ۶۲۹

۸۶ سنن ابن ماجہ باب العبد یسرق جلد ا، ص ۱۱۵

۸۷ سنن ابن ماجہ باب العبد یسرق جلد ا، ص ۱۱۵

۸۸ سنن ابن ماجہ باب العبد یسرق جلد ا، ص ۱۱۶

Marfat.com

۸۹ — محلّی جلد ۱۱، ص ۱۵۸

۹۰ — القرآن، الفرقان ۶۸/۲۵

۹۱ — " " الممتحنہ ۱۲/۶۰

۹۲ — " " النساء ۳۱/۴

۹۳ — تفسیر ابن کثیر جلد ۳، ص ۳۸

۹۴ — مشکوٰۃ المصابیح، باب الکبائر

۹۵ — " " "

۹۶ — صحیح البخاری باب اثم الزناۃ

۹۷ — " " "

۹۸ — مشکوٰۃ المصابیح کتاب الحدود

۹۹ — " " "

۱۰۰ — احیاء علوم الدین للغزالی جلد ۳، ص ۱۵۳

۱۰۱ — احیاء جلد ۳، ص ۱۵۵

۱۰۲ — القرآن، المومن ۴۰/ ۱۸، ۱۹

۱۰۳ — " " الانعام ۶/ ۶۰

۱۰۴ — احیاء جلد ۳، ص ۱۵۸ مطبوعہ لاہور

۱۰۵ — " " "

۱۰۶ — حجۃ اللہ البالغہ جلد ۲ ص ۵۰۴ مطبوعہ اصح المطابع / حجۃ اللہ البالغہ، مطبوعہ لاہور ص ۱۰۸

۱۰۷ — کتاب خروج باب ۲۲ آیت ۱۶ و ۱۷

۱۰۸ — استثناء، باب ۲۲ آیت ۲۸ و ۲۹

۱۰۹ — Averymans Talmud P. 319-320

۱۱۰ — احبار، باب ۲۰ آیت ۱۰

۱۱۱ — استثناء، باب ۲۲ آیت ۲۲

۱۱۲ — استثناء، باب ۲۲ آیت ۲۳ تا ۲۶

۱۱۳ — یوحنا، باب ۸ آیت ۱ تا ۱۱

۱۱۴ — منو کی دھرم شاستر ادھیائے ۸ اشلوک ۳۶۵، ۳۶۶

۱۱۵ — منو کی دھرم شاستر ادھیائے ۸ اشلوک ۳۷۷

۱۱۶ — انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس / ایڈیٹ بائی جیمس ہیسٹنگس ٹیمپل کرائمس اینڈ پنشمنٹ جلد ۴

۱۱۷ — سنن ابن ماجہ، باب رجم الیہودی والیہودیہ جلد ۲، ص ۱۰۷

۱۱۸ — القرآن، المائدہ ۵/ ۴۵

۱۱۹ — انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس جلد ۴

۱۲۰ — المراد بالاحصان باجماع العلماء ان یکون حرًا عاقلًا بالغًا مسلمًا عفیفًا غیر متہم بالزنا تفسیر مظہری، للعلامہ ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ تحت آیت سورۃ النور رقم ۴

۱۲۱ — القرآن، النور ۲۴/ ۴، ۵

۱۲۲ — خزائن العرفان تحت آیت نور، رقم ۴، ۵

۱۲۳ — القرآن، النور ۲۴/ ۱۹

Marfat.com

۱۲۴ ــ القرآن، النور ۲۴ ۲۴/۲۵
۱۲۵ ــ " " ۲۱
۱۲۶ ــ سنن ابن ماجہ جلد۱، ص ۱۱۰
۱۲۷ ــ حجۃ اللہ البالغہ ص ۶۲۲
۱۲۸ ــ القرآن، المائدہ ۵/۳۸
۱۲۹ ــ حجۃ اللہ البالغہ ص ۶۲۴ تا ۶۲۶
۱۳۰ ــ سنن ابن ماجہ باب ۱۵۹ من سرق من الحرز جلد۲، ص ۱۱۶
۱۳۱ ــ سنن ابن ماجہ باب السارق یعترف جلد۲، ص ۱۱۵
۱۳۲ ــ رواہ ابوداؤد والنسائی، جمع الفوائد، جلد۱، ص ۲۹۰
۱۳۳ ــ رواہ ابوداؤد ونسائی، جمع الفوائد، جلد۱، ص ۲۹۰
۱۳۴ ــ رواہ ابوداؤد ونسائی، جمع الفوائد، جلد۱، ص ۲۹۰
۱۳۵ ــ کتاب خروج باب ۲۲ آیت ۲
۱۳۶ ــ استثناء باب ۲۴ آیت ۷
۱۳۷ ــ القرآن، المائدہ ۵/۳۳
۱۳۸ ــ سنن ابن ماجہ باب ۱۵۱ من حارب وسعی فی الارض فسادا، جلد۱، ص ۱۱۳
۱۳۹ ــ حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۳۹
۱۴۰ ــ القرآن، البقرہ ۱۷۸/۱۷۹

۱۴۱ ــ الاسراء، ۱۷/۳۳
۱۴۲ ــ خزائن العرفان تحت آیت الاسراء رقم ۳۳، ص ۴۱۳
۱۴۳ ــ القرآن، النساء ۴/۹۲/۹۳
۱۴۴ ــ سنن نسائی، باب تعظیم الدم"۔ جلد۳، ص ۸۵ تا ۹۰ مطبوعہ لاہور
۱۴۵ ــ احکام القرآن للجصاص مطبوعہ مصر جلد۱، ص ۱۵۶
۱۴۶ ــ الدرایۃ فی تخریج الہدایۃ جلد۲ ص ۵۶۴
۱۴۷ ــ سنن نسائی جلد۳، ص ۳۱۶
۱۴۸ ــ سنن ابن ماجہ ابواب الحدود، باب لا یحل دم امرء مسلم الا فی ثلاث جلد۱ ص ۱۰۱
۱۴۹ ــ سنن ابن ماجہ، ابواب الحدود، باب لا یحل دم امرء مسلم الا فی ثلاث جلد۱ ص ۱۰۱
۱۵۰ ــ سنن ابن ماجہ، ابواب الحدود، باب لا یحل دم امرء مسلم الا فی ثلاث جلد۱ ص ۱۰۱
۱۵۱ ــ حجۃ اللہ البالغہ ص ۶۲۹
۱۵۲ ــ القرآن، المائدہ ۵/۹۰
۱۵۳ ــ " البقرہ ۲/۲۱۹
۱۵۴ ــ " النساء ۴/۴۳
۱۵۵ ــ حجۃ اللہ البالغہ ص ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹

Marfat.com

باب ۵

اسلامی انقلاب امن اور مصائب رسول

جب آپ نے اسلام کی دعوت دی ۲۵۸
دعوت اسلام کا پہلا مرحلہ ۲۵۹
جبل صفا سے دعوت اسلام ۲۶۰
معاشرتی مقاطعہ ۲۶۱
زہرہ گدازیاں ۲۶۳
مصائب کی بھٹی اور ایمان کا نکھار ۲۶۴
سفر طائف اور مصائب ۲۶۵
محل وقوع اور حالات ۲۶۶
شیشہ و تیشہ ۲۶۷
عداس کا قبول حق ۲۶۸
دعائے طائف ۲۶۹
مطعم کی حمایت ۲۷۰
ہجرت کے وقت کفار کی ستم رانیاں ″
دار الندوہ کا ریزولیشن ۲۷۱
نور و ظلمت کی آویزش ۲۷۲
رسول رحمت تلواروں کی چھاؤں میں ″
چلے گئے وہ کسی کو مگر خبر نہ ہوئی ۲۷۴
دلگداز شب ہجرت ″
شکار کرنے چلا تھا شکار ہو کے رہا ۲۷۶

Marfat.com

ساتِ روز بعد — غور فرمائیں ۲۷۷ تا ۲۷۸
○ بشیر رسول اور اوراق مصائب ۲۷۸
یہود کے ہاتھوں ایذائے رسول ۲۷۹
ذلت آمیز گستاخی "
ایذادہی کی قسم ۲۸۰
ابنِ اشرف یا اَرذل - پیر فرتوت - گستاخی کی سزا ۲۸۰ تا ۲۸۱
شاطر عورت - تمسخر - جاہلی منصوبہ - مفسد مسیحی ۲۸۱ تا ۲۸۲
ایک گالی دینے والی - ابولہب کی مہمات ۲۸۲
وَلید کا پروپیگنڈہ - بے تکی منطق ۲۸۲ تا ۲۸۳
خاک اور غلاظت ڈالی گئی' راستے میں کانٹے بچھائے گئے ۲۸۳
دردناک اذیت رسانی "
سرِ مبارک پر غلاظت ڈالی گئی ۲۸۴
گلوئے مبارک میں پھندا لگایا گیا — اعظم المصائب "
رِذالت کی انتہا - نت نئی گستاخیاں ۲۸۵
رسولِ رحمت پر دھول مٹی پھینکنے والا - گالی گلوچ ۲۸۵ تا ۲۸۶
حالتِ نماز میں گستاخی - بدزبانی "
○ منافقوں کی سرگرمیاں ۲۸۷
رسول پر عدم اعتماد کا فتنہ - عیب چینی - تمسخر اور استہزا ۲۸۸ تا ۲۹۰
قبائلی عصبیت انگیزی - سازش - نفاق کا زہر ۲۹۱ تا ۲۹۳
دامنِ رسول پر کیچڑ اچھالنے کی جسارت "
لب و لہجے کا نفاق - مسجد ضرار ۲۹۴ تا ۲۹۵
کھا کے پتھر دشمنوں پر پھول برساتا تیرا ۲۹۷
○ حوالے ۳۰۰

Marfat.com

اسلامی انقلاب، امن اور مصائب رسول

مقاصد کی بلندی مصائب کی زیادتی کو مستلزم ہے۔ عالم انسانیت کو امن کا گہوارہ بنانے کا عظیم ترین مقصد لانے والے حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام امن عالم کے اساسی مرحلوں میں جو دکھن جاں گسل مراحل اور مشکلات و مصائب کا سامنا کیا وہ بھی پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ تاکہ اندازہ ہوسکے کہ حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا معاملہ عام دنیاوی تحریکوں کے بانیوں جیسا نہ تھا۔ بلکہ خالص خدائی اصولوں پر قائم تھا۔ اسی لئے آپ نے اپنی عملی زندگی میں زہرہ گداز تکالیف کو بھی نہایت خندہ پیشانی سے برداشت فرمایا۔ خود ارشاد فرماتے ہیں:

وَاُوْذِیْتُ فِی اللّٰہِ مَالَمْ یُوْذَ اَحَدٌ قَبْلِیْ [۱] | راہ خدا میں جس قدر مجھے اذیت دی گئی پہلے کسی اور کو ایسی تکلیف نہیں دی گئی۔

یہ معاملہ اس ذات گرامی کے ساتھ روا رکھا گیا۔

- جس نے سارے اولادِ آدم کو امن وسلامتی اور اتحاد و محبت کا پیغام عطا فرمایا۔
- ذلت و نکبت کی زنجیریں جو رنگ، نسل، قومیت اور زبان کے نام پر عام تھیں — توڑ ڈالیں۔
- انسانیت کے نصف آخر (عورت) کو چوپایوں اور جانوروں کی قبیل سے نکال کر باوقار بنایا، اور حقوق قائم کئے۔
- غلامی کی لعنت سے انسانوں کو آزاد کر کے بنی نوع آدم کی عزت بڑھائی۔
- جس نے انسان تو انسان حیوانوں، چوپایوں اور نباتات تک کے حقوق کی نگہداشت کی تعلیم دی۔
- ظلم و بربریت اور خوں ریزی جیسی لعنتوں کی جڑیں کاٹ ڈالیں۔
- ایسا نظام محکم برپا کیا، جس کا نفاذ امن وسلامتی کی ضمانت، اور ظلم و تعدی کے خاتمے

Marfat.com

پر منتج ہوتا ہے۔

○ غزوۂ بدر میں خوں ریزی کرنے والے جنگی قیدیوں کے ہاتھوں میں بندھی ہوئی رسی کی بندش سخت ہونے سے جس رسولِ رحمت کو رات بھر نیند نہ آئی۔

○ پیارے چچا حمزہ کے قاتل اور کلیجہ چبانے والی خاتون کو جنھوں نے یک لخت معاف کر دیا۔

○ تین تین روز تک شکم مبارک پر صبر کے پتھر باندھ کر جو امن و سلامتی کے کاموں میں شب و روز مصروف رہا۔

دنیا والوں نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ اور اس ذاتِ گرامی نے اپنی رحمت و رافت کی چادر میں انہیں کس طرح چھپایا یہ مناظر بھی نگاہ عبرت کے لئے دیدنی ہیں۔

جب آپ نے اسلام کی دعوت دی

مکہ کے جاہلی ماحول میں جہاں نہ کوئی مکتب و مدرسہ تھا نہ دار العلوم نہ ہی اسکول و کالج اور یونیورسٹی، رسولِ گرامی قدر حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم داغ یتیمی اٹھائے ہوئے، محض ربانی حفاظت و صیانت میں پروان چڑھتے ہیں۔ مکہ کا ماحول زنا، شراب، فحش ناچ گانے اور جنگ و جدل کا ماحول ہے۔ مگر آپ ان سب منکرات سے الگ تھلگ، نہایت پاکیزہ اور روشن زندگی گذار رہے ہیں۔ اور چالیس سال کا طویل عرصہ اہل مکہ کی نگاہوں کے سامنے کھلی ہوئی کتاب کی طرح ہے جسکے کسی ایک لمحہ میں بھی آپ کا قدم استقلال شرافت و نجابت کے معیار سے فروتر نہیں ہوتا۔ اور جب وہ وقتِ سعید آن پہونچا کہ رب کائنات نے آپ پر نزول وحی کا سلسلہ شروع کیا۔ اور ایک دن وہ بھی آیا جب توحید کے اعلانِ عام کا ربانی حکم آن پہنچا۔

سلسلۂ وحی کا آغاز ہونے کے بعد تین سال تک پیغمبر امن و سلامتی حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسلام کی تبلیغ و اشاعت نہایت خاموش طریقہ پر کرتے رہے۔ اس مدت میں متلاشیانِ حق کی تعداد تقریباً چالیس تک پہونچ گئی۔ اس دور میں حضرت ارقم کا مکان جو پہاڑی کے دامن میں تھا اسلامی تحریک کا مرکز تھا ——— اسی الگ تھلگ معمولی گھر کی چہار دیواری میں سابقین اولین مقدس صحابہ نے اپنی ارواح و قلوب میں خدا کی توحید کا نور بسایا۔ اور برکات و حسنات نبوت سے دلوں کی دنیا میں انقلاب اعظم پیدا کرنے

Marfat.com

والی شعاعوں کا ظہور رہا۔ صحابۂ کرام کفار قریش کی معاندانہ حرکتوں سے شکستہ خاطر ہو کر جب دارِ ارقم کے گہوارے میں قدم رکھتے اور ان کے قلوب و اذہان پر رحمت و رافت والے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم وحی و الہام کی زبان سے مرہم رکھتے تو ان کی شکستہ ہمتیں جبلِ شامخ کی طرح مضبوط ہو جاتیں۔ افسردہ دلی ہمت و شجاعت میں بدل جاتی۔ جب کوئی زبان و سنان کے زخم سے بلک کر وہاں پہونچا۔ اور نبوی ارشادات نے اپنے کرم خاص سے اندمال فرمایا پھر وہ سو سو جان سے قربان ہونے کا حوصلہ پا گیا۔ مکہ کے گھناؤنے اور فاسد ماحول میں یہ مکان گویا امن و سلامتی کی قندیل بنکر ابھر رہا تھا، سرخمیدہ باادب انکسار و تواضع کے مجسمے مکان کے دروازے سے نکلتے۔ اور قرآن و نبوت کے انوار گھر پہونچاتے۔ یہیں نماز باجماعت ہوتی، اور رمز کی مظہر رسول تطہیر قلوب فرما کر ایک پاکیزہ معاشرہ کی تشکیل کے لئے افراد کی تراش خراش کرتے۔ تاکہ یہ دنیا میں امن و انسانیت کے ابدی پیغام کو پہونچانے کے لائق بن جائیں صحابہ وہاں دل شکستہ آتے اور حوصلوں امنگوں سے سرشار لوٹتے۔ بے مایہ پہونچتے اور دین و دانش کا سرمایہ لیکر واپس آتے۔ زخم خوردہ آتے اور راہِ حق میں سر بکف برآمد ہوتے۔ اس تین سالہ زمانہ نے ایمان و اسلام کی دولت سے سرفراز ہونے والے پہلے مقدس گروہ کو صحبتِ رسالت مآب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا گداز عطا کر کے انہیں توحید کے رنگ میں پختہ کر دیا۔

۹ قبل ہجرت ۶۱۴ء تک اسلامی تحریک زیر زمیں رہی۔ اور اس کے بعد حق تعالےٰ نے یہ حکم نازل فرمایا۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝	آپ کو خدا کی جانب سے جو حکم ملا ہے اس کا اظہار کر دیجئے، اور مشرکوں سے بے پرواہ ہو جائیے۔

اس سلسلہ میں دوسرے مقام پر ارشاد رب العالمین ہوا۔

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝	اپنے اہل قرابت کو عذابِ الٰہی سے ڈرائیے اور جو مومن آپ کا اتباع کریں ان سے عجز و تواضع سے پیش آئیے۔

دعوت اسلام کا پہلا مرحلہ اسلام کے اعلانِ عام کا آغاز آپ نے اوّلاً اپنے دولت کدہ پر

Marfat.com

خاندانِ بنو ہاشم کو دعوتِ طعام کے ساتھ کیا تھا۔ دعوتِ طعام میں چالیس کے قریب افراد شریک تھے۔ ضیافت کے بعد آپ نے کچھ فرمانا چاہا۔ مگر ابولہب کے طنز و تمسخر اور بیہودہ باتوں نے محفل کو بدمزہ کر دیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے میں کوئی سنجیدہ گفتگو پیش کرنا خلافِ مصلحت سمجھا، اور دوسری شب پھر ضیافت کی۔ اور ارشاد فرمایا:

"میں خدا کی جانب سے وہ شئی لایا ہوں جو دین و دنیا دونوں کی جامع ہے۔ اس سے احسن و افضل چیز شاید ہی کوئی لایا ہو، مجھے پروردگارِ عالم کی جانب سے حکم ہوا ہے کہ آپ سب کو اس کی طرف بلاؤں۔ فرمائیے!

یہ اہم ذمہ داری نبھانے میں آپ حضرات میں سے کون میرا تعاون کرے گا؟"

محفل پہ سناٹا تھا، اور کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ مگر اس سکوت کو مجلس کے سب سے کم سن حضرت علی بن ابی طالب نے توڑا۔

"یا رسول اللہ! اگرچہ مجھے آشوبِ چشم ہے، اگرچہ میری ٹانگیں پتلی ہیں اور میں سب سے کم عمر ہوں، مگر میں آپ کا ساتھ دوں گا"

یہ سننا تھا کہ سب مخالفین مذاق اڑانے لگے۔ اور طنز و تمسخر کے نوکیلے تیروں سے پیغمبر امن و سلامتی کو زخمی کرتے ہوئے چلے گئے۔ مگر مہبطِ وحیِ ربانی ذات، ان کچوکوں اور ستم رانیوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کر کے رہ گئی۔

جبلِ صفا سے دعوت اسلام

اس کے بعد جب سورۂ حجر کی مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کوہِ صفا پر تشریف لے گئے۔ اور قریش کے قبائل کو نام بنام آواز دیکر بلایا، اور لوگ جمع ہو گئے تو فرمایا۔

"اگر میں کہوں کہ اس پہاڑ (کوہِ صفا) کے پیچھے ایک لشکر ہے جو تم پر حملہ آور ہونے والا ہے، تو کیا تم لوگ میری بات کا یقین کرو گے؟ ——— انہوں نے جواب دیا: نَعَمْ، مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ اِلَّا صِدْقًا ——— ہاں! آپ ہمیشہ ہمارے تجربے میں سچے ثابت ہوئے، اس پر آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ کی جانب سے میں تم میں نذیر (ڈر سنانے والا) ہوں، کہ تمہارے لئے سخت عذاب ہے۔ (اگر اسی طرح تم اپنے کفر پر قائم رہے) یہ سنکر ابولہب بڑبڑایا۔

تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا - تیرے لئے سارے دن موجب ہلاکت و بربادی ہوں کیا تو نے ہمیں اسی واسطے جمع کیا تھا - اس کے بعد کفر و شرک کے علمبردار، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لعن طعن کرتے ہوئے منتشر ہو گئے ۵

قابلِ غور ہے کہ ضلالت و گمراہی میں ڈوبی ہوئی قوم کس طرح حق و صداقت اور امن و محبت کے پیغام سے بدک رہی ہے - ان کے رُو برو چالیس سالہ اسوۂ حسنہ روشنی کا تابناک مینار بنا کھڑا ہے - اور کوئی مشرک ثابت نہیں کر سکتا کہ پیغمبر امن و سلامتی نے خلافِ حق کوئی قدم اٹھایا ہو، یا کبھی ایک جملہ زبان سے نکلا ہو - بلکہ حرب فجار کے موقع پر انسانی خون کی بربادی سے اہلِ مکہ کو بچانے والے آپ ہی ہیں - اور تعمیر خانہ کعبہ کے موقع پر جب حجر اسود کو اس مقام پر نصب کرنے کا مرحلہ قریش کے قبائل میں انتشار و افتراق کی بنیاد بنا ہوا تھا - اور ہر قبیلہ اس شرف کو حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت کر رہا تھا، قریب تھا کہ تلواریں نیام سے باہر آ جائیں اور خون خرابہ ہو جاتا، امن و سلامتی کے داعیٔ حقیقی نے تدبر و حکمت کے ذریعہ اس مسئلہ کی بھی عقدہ کشائی فرما دی - الغرض اجتماعی یا انفرادی کوئی ایسا مرحلہ نہیں، جب آپ کی ذات پر انگشت نمائی کی راہ وا ہوئی ہو - مگر وہی امین و صادق جب عالمِ غیب کے اسرار اور وحیٔ الٰہی کا پیغام سناتا ہے تو ماحول آگ بگولہ ہو جاتا ہے -

ان عام ذہنوں کے لئے بھی اس واقعہ میں بے پناہ عبرتیں ہیں، جو اسلام کو کسی دنیاوی تحریک کے رنگ میں دیکھتے ہیں کہ اس پیغام کا داعی سردار قبیلہ ہے اور نہ کوئی دولت و ثروت والا نہ ہی جاہ و منصب کا مالک، دنیاوی عوامل میں نہ اسے اپنے خاندان اور اہلِ قرابت کی تائید ہی حاصل ہے —— اور ایسا بھی نہیں کہ اس کے کوئی اولادِ نرینہ باقی ہو (معاذ اللہ) جس کے لئے وہ کوئی تحریک چلا رہا ہو - خاندان اور قبیلے میں جنہیں معزز خیال کیا جاتا تھا وہ کھلے بندوں مخالف ہو گئے - جو اہلِ ثروت تھے وہ دشمنی پر کمر بستہ، جنہیں مکے کی سرداری حاصل تھی وہ مخالف تحریک کے سر براہ - در وہاں محض تحریکِ امن و اسلام کی حقانیت اور صداقت کی کشش تھی جو صالح قلوب کو منور کرتی جا رہی تھی

معاشرتی مقاطعہ (سوشل بائیکاٹ) رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انسانیت کے اخلاقِ

Marfat.com

عالیہ، اور اوصافِ فاضلہ سے دنیا کو روشناس کرانے آئے تھے۔ اور جب کوئی روشن انقلاب رونما ہوتا ہے تو ظلمت کا جمود اس کی مخالف ضرور کرتا ہے۔ آپ ربّ کائنات کے پیغامات کی تبلیغ میں مصروف تھے۔ اور ادھر امن وانسانیت کے دشمن آپ کی ایذارسانی کے ہر ممکن راستے پر سرپٹ دوڑ رہے تھے۔ متواتر مظالم سے تنگ آکر حکمِ ربانی کے مطابق مسلمانوں کے دو گروہ حبشہ ہجرت کر چکے تھے۔ اور بیرون ملک بھی مکے کے سرداروں کو ذلت ورسوائی کا منہ دیکھنا پڑا تھا۔ اِن متواتر شکستوں سے جز بز ہوکر مخالفین اپنی چیرہ دستیوں میں اتنے آگے بڑھ گئے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور آپ کے حامیوں کا معاشرتی مقاطعہ (Social Boycott) کر دیا۔ تحریک اسلام کو کمزور بنانے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ناکہ بندی کا یہ ہولناک پروگرام ہر سنجیدہ انسانی ضمیر کو جھنجھوڑ دیتا ہے کہ امن وصداقت کی قندیلیں جب برآمد ہوتی ہیں تو شیاطین الانس، والجن کی جانب سے کیسے کیسے طوفانی جھکڑ انہیں بجھانے کے لئے کمربستہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس ہولناک منصوبہ کو محرم ۷ نبوی ۶۱۵ء میں تمام قبائل نے باتفاق مرتب کیا بغیض بن عامر بن ہاشم نے اپنے ہاتھ سے اُسے لکھا اور چاندرات کو خانہ کعبہ کی اندرونی دیوار پر آویزاں کر دیا گیا۔ یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ اس منحوس تحریر کے کاتب کو رسول اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے دل کی آہ لگ گئی۔ اور اس کے دونوں ہاتھ ہمیشہ کے لئے شل ہو گئے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ منصور بن عکرمہ نے لکھا تھا۔ اور یہ واقعہ اس کے ساتھ پیش آیا۔

اس معاہدہ نے تمام قریشی قبائل کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤیدین اور بنی ہاشم کے خلاف پابند کر دیا تھا تاکہ کوئی اس کی خلاف ورزی کرکے آپ کا حمایتی نہ بنے۔ نتیجتاً اسلام کی تحریک (معاذ اللہ) دم توڑ دے۔ خود بنی ہاشم کا فرد ابولہب عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب اس کا مؤید تھا۔ اس معاہدے کی بڑی بڑی شقیں یہ تھیں۔

- اگر بنی ہاشم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے کے لئے ہمارے حوالے نہیں کرتے تو ان کا مکمل معاشرتی بائیکاٹ کیا جائے۔
- ان سب کے ساتھ رشتے ناطے کے تعلقات کاٹ لئے جائیں۔
- ان کو نہ کچھ بیچا جائے نہ ہی ان سے کچھ خریدا جائے، اور نہ ان سے کسی چیز کا لین دین کیا جائے،

- ان کے لئے کھانے پینے کی اشیا، فراہم نہ کی جائیں، اور فراہمی کا ہر راستہ بند کر دیا جائے۔
- ان سے میل جول ربط ضبط کو یکسر ختم کر دیا جائے۔
- انہیں اس پہاڑی گھاٹی میں محصور رکھا جائے، گلی بازار میں گھومنے پھرنے نہ دیا جائے،

زہرہ گدازیاں

حضور اقدس صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے ہمنواؤں، اور مؤیدین کے لئے یہ مقاطعہ نہایت زہرہ گداز، صبر آزما، اور شکیب فرسا تھا۔ آپ اور آپ کے اہلِ بیت صحابہ اور جانبازانِ رسول نیز آپ کی حمایت سے دست بردار نہ ہونے والے افراد بنو ہاشم ظلم کے اس شکنجے میں کسے گئے۔ اور تین سال کا عرصہ آزمائش اور امتحان میں گزارا جس کا ہر دن روز ابتلا اور ہر رات شب غم تھی۔ اسے بھی تائید ایزدی کہیں گے کہ اُم المؤمنین سیدتنا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اس قیامت آشوب عرصہ میں اسلام، اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی دولت و ثروت دل کھول کر نچھاور کی۔ ان لوگوں پر شہر کا دروازہ بند تھا، اور باہمی تعلقات خرید و فروخت، لین دین پر سخت پہرہ لگا ہوا تھا۔ ابو طالب کی گھاٹی میں شیدائیانِ اسلام شمع رخ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد محصور تھے۔ البتہ سال بھر میں جب زمانہ حج آتا تو قدیم اصول قریش کے مطابق ان محصورین پر سے بھی پابندیاں اٹھ جاتیں۔ اور آپ باہر سے آنے والوں میں اسلام کی دعوت لیکر پہونچتے۔

سیرت ابنِ ہشام میں ہے کہ:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے صحابہ اور اعزہ کی یہ اسیری اور محبوسی کا زمانہ اتنا سخت تھا کہ محصورین پر عرصۂ حیات تنگ ہو گیا۔ ان لوگوں تک کھانے پینے کی چیزیں نہ پہونچ سکتی تھیں۔ کبھی کبھار کسی کے دل میں جذبہ ہمدردی بیدار ہوتا، اور ڈھکے چھپے غلہ یا خور دونوش کا سامان کسی طرح پہونچا بھی دیا تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بہن کے لڑکے حکیم بن حزام بن خویلد ایک بار گیہوں کی ایک گٹھری ایک لڑکے کے سر پر اٹھوائے گھاٹی میں پہونچے۔ ابو جہل بن ہشام نے دیکھ لیا، اور جھپٹا کہ تم ایسا نہیں کر سکتے میں مکہ والوں کو خبر کرتا ہوں، پھر تمہیں رُسوا ہونا پڑے گا۔ ابو البختری نے سُنا تو کہا، اس کی پھوپھی کا یہ غلہ میں نے بھیجا ہے، یہ

Marfat.com

میرے پاس رکھا تھا۔ اسے لے جانے دو، مگر وہ نہیں مانا۔ اور جھگڑا کرنے لگا ــــ ابوالبختری نے غصے میں آ کر اونٹ کی ہڈی دے ماری اور پیروں سے روند روند کر ابوجہل کو آدھ موا کر دیا۔ اور غلہ پہونچا دیا گیا۔"

مصائب کی بھٹی اور ایمان کا نکھار

تنگ دستی اور بھوک پیاس کے غلبہ سے محصورین بے تاب تھے۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس کھانے پینے کو کچھ نہ تھا ــ ابوطالب کے ہاتھ بھی خالی ہو چکے تھے۔ ام المومنین خدیجۃ الکبرےٰ اور صحابۂ کرام بھی تنگ دست ہو چکے تھے۔ اور وادیٔ ابوطالب کے عقب سے بچوں کے رونے بلکنے اور آہ وزاری کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ کمزوری اور اضمحلال کے سبب لوگوں کا ایک دوسرے سے بات کرنا دشوار ہو رہا تھا۔ اس عرصہ میں کسی کو اگر کوئی سوکھے چمڑے کا ٹکڑا مل جاتا تو وہ اسے چبانا شروع کر دیتا۔ بے آب وگیاہ علاقہ میں درخت اور گھاس بھی نہ تھی کہ اسے چگ لیا کرتے اس حال زار سے مکہ کے باضمیر اور روادین کے قلوب پگھل رہے تھے۔ ادھر آزمائش اور فاقہ کشی کی بھٹی میں تپ کر، اہل ایمان کے قلوب اور مجلّٰی مُصفّٰی ہوتے جاتے تھے، عزم واستقلال کی شمشیر پر صیقل لگتا جاتا تھا ــــــــ اور رہوار شوق حوصلہ مندی میں مزید ترقی کر رہا تھا۔ ایسے میں وحیٔ ربانی نے سارے مصائب کی بیڑیاں کٹنے کا مژدہ سُنایا کہ قریشی ظلم وتشدد کا جو عہد نامہ دیوارِ کعبہ سے لٹکا ہوا تھا اس پر قدرت نے دیمک مقرر کر دی تھی۔ جس نے ساری تحریروں کو چاٹ ڈالا کو۔ صرف ذکر اللہ باقی رہا ــــ حی وقیوم خدا کا نام ــــ جو لافانی اور لایموت ہے۔

ابوطالب نے حضور اقدس (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) کی زبانِ مبارک سے یہ مژدہ سُنا، تو قریش کے پاس گئے، اور بطور چیلنج کہا کہ میرے بھتیجے نے یہ دعویٰ کیا ہے (اور یقیناً اس نے کبھی کوئی غلط بات نہیں کہی) اگر یہ بات سچی نکلی تو تم لوگ اس سلسلہ ظلم وتشدد سے باز آ جاؤ۔ اور اگر غلط ثابت ہوئی تو میں اسے تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ اس پر وہ کفار بولے کہ اب تم نے کچھ انصاف کی بات کی ہے۔"

سب نے کعبہ میں داخل ہو کر دستاویز کو دیکھا تو زبان رسالت مآب کے فرمان کے عین مطابق صرف نام پاک اللہ باقی تھا۔ اور کفار ومشرکین کی ساری تحریروں کو دیمک نے کھا لیا تھا

Marfat.com

دشمنوں نے شرم وندامت سے اپنی گردنیں خم کرلیں ۔ قبائل قریش آپس ہی میں ایک دوسرے کو مطعون کرنے لگے ۔ مطعم بن عدی ، عدی بن قیس ، زمعہ بن اسود ، ابوالبختری بن ہشام ، اور زہیر بن امیہ ایک ساتھ ہتھیار لگائے شعب ابی طالب میں آئے اور تمام محصورین کو اپنے اپنے گھروں کو جانے کے لئے کہا۔[۶]

ظلم وعدوان کا یہ سہ سالہ دور بھی امن وانسانیت کے حقیقی پیامبر نے صبر وشکیب اور خندہ پیشانی سے گزار دیا ۔ اور استقلال وعزیمت میں ذرہ بھر لرزش نہیں آنے دی ۔

سیلابِ غم وآلام میں بھی — اسلام کی کشتی پار لگی!
طوفان عزائم کھو بیٹھا — موجوں کی روانی پست ہوئی (بدر)

سفر طائف اور مصائب

رسولِ اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا سفر طائف بھی اوراقِ سِیَر میں نہایت اہمیت کا حامل ہے ۔ یہ سفر آپ نے جمادی الآخرہ یا شوال (باختلافِ روایت) اعلانِ نبوت کے دسویں سال ۶۲۰ء کو کیا ۔ یہ بھی مدِّنظر رہے کہ آپ کے سب سے اہم خاندانی پشت پناہ چچا ابو طالب اور رفیقۂ حیات ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ ماہِ رمضان المبارک میں محض ۳ یا ۵ دن کے وقفہ میں انتقال کر چکے ہیں ۔ اگر سفر طائف کے سلسلے میں شوال کی روایت کو تسلیم کرکے دیکھا جائے تو گویا مونس وغمخوار زوجہ اور مہربان چچا دونوں کی رحلت کا زخم ابھی تازہ ہی تھا ۔ اور اس کے اندمال کے لئے ماہ وسال کا مرہم بھی فراہم نہیں ہوا تھا کہ اتنے میں مکے کی جاہلی سیاست نے ایک نیا رخ اختیار کرلیا ——— وہ یہ کہ ابو طالب کی موت کے بعد مشرکین نے ابولہب کو اپنا سردار بنالیا ——— اور ابولہب نے قلمدانِ سیادت سنبھالتے ہی سب سے پہلا اقدام یہ کیا کہ ——— رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبیلۂ بنی ہاشم کے زمرے سے خارج کردیا ——— ابولہب اور دار الندوہ پارلیمنٹ کا یہ فیصلہ وہاں کے مضطرب اور مفلوک الحال مسلمانوں اور خصوصاً رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حق میں نہایت سنگین تھا ۔ اس زمانے میں مکہ یا دیگر مُدنِ عرب میں کوئی باقاعدہ حکومت تو نہیں تھی مگر قبائلی نظام رائج تھا کہ ہر باعزت باشندہ کسی خاندان کا ممبر ہوتا ۔ ایسا

Marfat.com

نہ ہونے کی صورت میں اسے کوئی بھی قتل کر سکتا تھا یا غلام بنا سکتا تھا ـــــــ ایسے شخص کی عزت، آزادی، مال و دولت گویا تمام حقوق غیر محفوظ ہوتے تھے۔ شعب ابی طالب سے نکلنے کے بعد ـــــــ انسانیت اور امن کا منادی ـــــــ ماحول کی ستم کیشی کے ہاتھوں ایک بے آب وگیاہ ویرانے میں آن پڑا تھا ـــــــ رسول اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے سینے میں وحیٔ الٰہی کی شعاعوں سے دھڑکنے والا دل عزم واستقامت کی کتنی عظیم صلاحیت رکھتا تھا کہ آپ بیچارگی و ناسماعدت، آفتوں اور متواتر پریشانیوں سے شکستہ ہونے کے بجائے اپنی مسئولیت کی تکمیل کے لئے جان کی بازی لگا دینے میں بھی دریغ نہیں فرماتے ؎

دشواریوں میں گھر کے مردان حق نیوش ✲ خونِ جگر پلاتے ہیں عزم سلیم کو، (مدیر)

طائف محل وقوع اور حالات

ایسے زہرہ گداز حالات میں آپ نے مکہ ہی جیسے ایک دوسرے شہر (طائف) کے باشندوں تک اسلام کا پیغام امن وسلامتی پہونچانے کا ارادہ فرمایا۔ اس سفر میں آپ کے ہمراہ حضرت زید بن حارثہ تھے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اِس جگہ طائف کے محلِ وقوع، تاریخ اور مذہبی حالات کے بارے میں کچھ معلومات فراہم کر دی جائیں ـــــــ شہر طائف مکہ سے جنوب مشرق سیدھے چل کر ۵۵ میل یعنی ۸۹ کیلو میٹر کے فاصلہ پر، منیٰ اور عرفات سے ہوتے ہوئے ملتا ہے۔ (روایات سیر بتاتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسی راستے سے سفر بھی فرمایا تھا) یہ جبل السرات کے سلسلہ پر واقع پہاڑی شہر ہے۔ سطح سمندر سے اس کی بلندی پانچ ہزار فٹ بتائی جاتی ہے، موجودہ طائف کا اہم حصہ غزوان نامی پہاڑی پر آباد ہے۔ موجودہ طائف ہی کا ایک حصہ "مثناۃ" بھی ہے جو غزوان سے ڈھائی تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانے کا طائف وہیں تک تھا۔ یہاں دو باغوں کے اندر دو مسجدیں بنی ہوئی ہیں۔ ایک کا نام مسجد علی، اور دوسری کو مسجد الحبشی کہتے ہیں۔ شہر کا حسن اور زیبائش ان اونچی پہاڑیوں کے باعث دور قدیم میں بھی دلکش تھا۔ جو ہر چہار جانب سے اُسے گھیرے ہوئے ہیں۔ پہاڑوں سے محصور اس مقام کو "وادی وج" اور پہاڑ کو وج کہتے ہیں۔ طائف کی آب وہوا سرد و خشک ہے باغات کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ پھل فروٹ بہت ہوتے ہیں۔ انگور دَورِ نبوی میں بھی یہاں

Marfat.com

خوب ہوتا تھا۔ اور یہیں سے مکّے کو بھیجا جاتا تھا۔ بارش بہت ہوتی ہے۔ سردی خوب پڑتی ہے کبھی برف بھی جمتی ہے۔ سردی کی شدت کے باعث یہاں کھجور نہیں پیدا ہوتی ؎

دورِ جاہلیت میں مکہ ہی کی طرح طائف کو بھی مرکزیت حاصل تھی۔ سردارانِ مکہ اپنی خودسری میں اگرچہ کسی کو شمار و قطار میں نہیں لاتے تھے۔ مگر اہل طائف کو وہ اپنا ہم پلہ تسلیم کرتے تھے۔ اس کا ثبوت وہ قول بھی ہے جو حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تکذیب کرتے ہوئے اہلِ مکہ نے اپنی طرف سے کہا، اور اسے قرآن نے محفوظ کیا ہے۔

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ؎	اور کہنے لگے یہ قرآن دونوں بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہیں کیا گیا۔

اس میں "قریتین" سے مراد مکہ اور طائف ہے —— عہد نبوی سے قبل طائف "لات" بُت کی عبادت گاہ کی حیثیت سے بھی مشہور رہا۔ اس دور میں وہاں کا با اثر قبیلہ ثقیف تھا۔ طائف کے امرار دولت و ثروت اور خوشحالی کے سبب نہایت متکبر اور خود سر تھے۔ اور جاہلانہ نظام جاگیرداری کی آلودگیاں ان کے رگ و پے میں رچی بسی تھیں —— دعوت الی اللہ کا فریضہ ادا کرنے کے لئے ہر دور میں خدائی نمائندے وقت کے فرعون و نمرود سے نبرد آزما ہوتے آئے ہیں —— اس سنت الٰہیہ کی بدرجۂ اتم تکمیل سیرت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) میں پائی جاتی ہے۔

شیشہ و تیشہ آپؐ نے سردارانِ طائف سے گفتگو کی، انہیں اسلام کا پیغام پیش کیا۔ عبدیالیل، مسعود اور حبیب فرزندانِ عمرو اس وقت سردار تھے۔ انہوں نے آپ کی دعوت اور تحریک پر غور و فکر اور تامل و تدبر کرنے کے بجائے، استہزا اور تمسخر کا سلوک کیا۔ حقارت و ذلت سے امن و محبت کے پیغام کو ٹھکرایا —— ان سرداروں کے علاوہ شہر کے بااثر لوگوں کو بھی آپ نے مخاطب فرمایا —— مگر —— اس وقت نرم و نازک نبوی اسلوب تخاطب کی پنکھڑیوں کا وار صاف و شفاف ہیروں پر نہیں تھا، بلکہ جاہلی نظام شرک و تعصب کی بھاری چٹانوں پر تھا۔ جنہیں آہنی ہتھوڑے ہی چور کر سکتے تھے، سردارانِ ثقیف میں ایک نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا: ——

Marfat.com

"کیا خدا کو اپنا رسول بنانے کے لئے تمہارے سوا کوئی اور نہیں ملا تھا؟"

دوسرے نے طنز کیا: ——

بخدا! میں تو ہرگز تم سے بات نہ کروں گا۔ کیونکہ اگر تم اپنے دعوی کے مطابق خدا کے پیغمبر ہو تو پھر تمہاری شان اس سے بہت بلند ہے کہ میں تم سے بولوں۔ اور اگر تم خدا پر الزام لگا رہے ہو، تو بہتان طراز سے اور میں بات کروں؟"

الفاظ و گفتگو کے اِن تیروں پر ہی بس نہیں کیا —— بلکہ عمیری سرداروں نے اوباش لڑکوں اور غلاموں اور غنڈوں کو منظم کر کے آپ کے پیچھے لگا دیا —— جنہوں نے ہلہ بول کر آپ کو مارنا شروع کیا —— کنکر، پتھر، اور گالی گلوچ کی بارش کی۔ اور شہر کے کنارے تک پہونچا کر، مارتے مارتے دیوار میں دھنسا دیا۔ جسم مبارک لہو لہان ہو گیا۔ خون بہہ بہہ کر نعلینِ اقدس تک پہونچے —— حتی کہ پاؤں خون کی وجہ سے جوتوں میں چپک گیا —— حضور اس ظلم و تشدد کے دوران زخموں سے چور ہو کر بیٹھ جاتے تو، وہ ظالم آپ کو زبردستی کھڑا کر دیتے تھے —— اور طوفانِ بدتمیزی برپا کرتے —— رسولِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر اس موقع پر جو تکلیفیں آئیں۔ اور قلب اقدس جس قدر مجروح ہوا، اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔

عداس کا قبولِ حق

حضرت زید خود بھی چُور چُور تھے۔ جب بدمعاشوں کا گروہ آپ کو گرا کر چلا گیا۔ تو زید بن حارثہ نے آپ کو ربیعہ کے فرزندان عتبہ و شیبہ کے باغ میں ایک پیڑ کی چھاؤں تلے بٹھایا۔ سرکار کی یہ حالتِ زار دیکھ کر عتبہ و شیبہ جیسے سنگدل کفار کو بھی ترس آگیا —— انہوں نے اپنے غلام عُداس کو ایک طشت میں انگور رکھ کر بھیجا —— عداس عیسائی تھا —— اس نے جب انگور پیش کئے تو آپ نے بسم اللہ شریف پڑھ کر تناول فرمایا —— عداس کو یہ سُنکر بہت تعجب ہوا۔ اس نے کہا، یہاں کے لوگ تو ایسا نہیں کہتے —— اس پر سرکار نے اس کا نام اور وطن دریافت فرمایا۔ اس نے اپنا نام لیکر بتایا کہ میں نینوی (موصل، عراق) کا باشندہ ہوں۔ میں عیسائی ہوں، سرکار

نے فرمایا۔ تم برگزیدہ پیغمبر خدا یونس بن متیٰ (علیہ وعلیٰ نبینا السّلام) کے ہم وطن ہو ——— عداس اور متعجب ہوا، اور بولا آپ کو حضرت یونس (علیہ السلام) کے بارے یہ سب کیسے معلوم ہوا؟۔ آپ نے فرمایا وہ میرے دینی بھائی ہیں۔ وہ بھی خدا کے نبی تھے، اور میں خدا کا نبی ہوں عداس یہ سُنکر جھک گیا۔ اور عقیدت ومحبت سے آپ کے سر مبارک، دست مبارک اور پائے مبارک کو بوسہ دینے لگا۔ عتبہ وشیبہ نے دور سے یہ منظر دیکھ کر آپس میں کہا۔ اس نے تو غلام کو برگشتہ کر دیا ——— جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے عداس لوٹا، تو انہوں نے پوچھا۔ عداس تجھے کیا ہو گیا تھا کہ ان کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا ——— عداس نے جواب دیا۔ اے میرے آقا! روئے زمین پر ان سے بہتر کوئی نہیں ہے۔ مجھے انہوں نے ایسی بات کی اطلاع دی ہے جسے نبی کے سوا کوئی نہیں بتا سکتا۔ وہ بولے عداس تجھ پر افسوس ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں دین سے پھیر دیں۔ حالانکہ تیرا دین ان سے بہتر ہے۔

دعائے طائف

وادیٔ طائف سے زخمی ہو کر بحالت زار، خون چکیدہ لباس، لہو سے پُر نعلین کے ساتھ زید بن حارثہ نے سنبھال کر جب آپ کو بٹھایا، چہرۂ مبارک کی خراشوں اور جسم اطہر کی جراحتوں، خون کے دھبّوں پر نظر کی تو بلک گئے۔ اور عرض کی آپ ان کے حق میں بددعا فرما دیں۔ مگر رسول رحمت، مینار رشد وہدایت، سراپا کرم ورافت صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا نہیں کی۔ بلکہ

حضرت عبداللہ بن جعفر بیان فرماتے ہیں کہ آپ نے درخت کے سائے میں دو رکعت نماز پڑھی اور یہ دعا مانگی۔ اے میرے اللہ! میں تجھی سے شکایت کرتا ہوں، اپنی کمزوری اور بے کسی کی، اور لوگوں میں ذلت ورسوائی کی، اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے تو ہی ارحم الراحمین ہے۔ مجھے کس کے حوالے کرتا ہے۔ کسی اجنبی بیگانے کے جو مجھے دیکھ کر ترش رُو ہوتا ہے، منہ چڑھاتا ہے یا کسی دشمن کے جس کو تو نے مجھ پر قابو دے دیا ——— اے اللہ! اگر تو مجھ سے ناراض نہیں ہے، تو مجھے کسی کی بھی پرواہ نہیں ہے، تو مجھے کافی ہے، میں تیرے روئے تاباں کے طفیل، جس سے تمام تاریکیاں روشنی میں بدل گئیں اور جس سے دنیا وآخرت

Marfat.com

کے سائے ہی کام درست ہو جاتے ہیں۔ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ مجھ پر تیرا غضب ہو یا تو مجھ سے ناراض ہو ——— تیری ناراضگی کا اس وقت تک دور کرنا ضروری ہے، جب تک تو راضی نہ ہو جائے اور سوائے اللہ علیِ عظیم کے نہ کوئی طاقت ہے نہ قوت، ؎

مطعم کی حمایت

تاریخ طبری میں ہے کہ سفر طائف سے واپسی کے وقت راستے ہی سے آپ نے اخنس بن شریق اور سُہیل بن عمرو سے یکے بعد دیگرے پوچھوایا کہ کیا تم لوگ مجھے اپنی پناہ میں لے سکتے ہو تاکہ میں مکہ میں اپنا دینی مشن جاری رکھ سکوں؟ مگر ان دونوں نے انکار کیا۔ آخر میں آپ نے یہی دعوت مطعم بن عدی کے پاس بھیجی۔ اس نے آپ کی پیش کش کو قبول کیا، اور پیغام بھیجا کہ آپ مکہ آجائیں۔ حضور کے مکہ پہونچنے کے بعد مطعم اپنے بیٹوں، بھائی بھتیجوں کے ہمراہ ہتھیار سے آراستہ ہو کر حرم میں داخل ہوا۔ اور اعلان کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو میں اپنی پناہ میں لیتا ہوں۔ ان کا خون میرا خون، اور ان کی عزت میری عزت ہے۔

اس طرح رسول اکرم (علیہ السلام) نے پھر مکہ میں اقامت اختیار کی ——— تاریخ انسانی کے مؤثرین کی زندگیوں کے بالمقابل سیرِ رسول اعظم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہمیں درد و کرب کا مجموعہ دکھائی دیتی ہے۔

——— سب چمک والے اُجلوں میں چمکا کیے ٭ اندھے شیشوں میں ہمارا بنی، رضا

ہجرت کے وقت کفار کی ستم رانیاں ؎

رسول اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر توڑے جانے والے مظالم کی فہرست میں ہجرتِ مدینہ کے وقت کفار کے ہلاکت خیز منصوبے بھی ہیں۔

——— حکمِ خداوندی کے تحت اکثر و بیشتر صحابہ مدینہ ہجرت کر چکے تھے۔ قریش نے اندازہ لگا لیا کہ عنقریب آپ بھی مکہ چھوڑ کر مدینہ طیبہ کو اپنی تحریک کا مرکز قرار دیں گے ——— اور انہیں اندیشہ تھا کہ ظلم وعدوان کے جو پہاڑ ہم نے رسول اکرم اور ان کے صحابہ (صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہم اجمعین) پر ڈھائے ہیں، مسلمانوں کی جڑیں مضبوط ہونے کے بعد ہمیں ایک ایک کا حساب چکانا پڑے گا۔ نیز جاہلی جلن اور حسد کی آگ انہیں اندر سے سلگا رہی

Marfat.com

تھی کہ جس چیز کو ہم محض معمولی پودا سمجھ کر اکھاڑ پھینکنے میں اپنا پورا زور صرف کر چکے۔ آج وہ نہایت تناور درخت بننے جا رہا ہے ——— جنہیں ہم نے رسوا کرنے کی کوشش کی۔ وہ سارے مصائب و آلام کو روند کر عزت کی منزل پر گامزن ہوتے جا رہے ہیں۔

دارالندوہ کا ریزولیشن

مکہ کی فضائے کش مکش میں اسلام نے جب اتنی مستحکم ترقی کی، تو جب کھلی فضا میں تعمیر انسانیت کا یہ پیغام نشر ہوگا۔ پھر انہیں کو مسخر کرتے کتنی دیر لگے گی؟ ——— پھر ہمارا کیا ہوگا؟ ہمارے عہدوں، منصوبوں، اور سیادت کی کرسیوں کا کیا بنے گا؟ ——— لہٰذا قصی بن کلاب کے گھر، جو قریشی سرداروں کا پارلیمنٹ ہاؤس تھا ——— جس کا نام دارالندوہ تھا اس میں ایک اجلاس بلایا گیا۔ جس میں قریش کے سبھی قبائل کے نمائندوں نے شرکت کی۔ انکے نام یہ ہیں:۔

(۱) عتبہ و شیبہ، فرزندانِ ربیعہ ——— بنو امیہ کی طرف سے
(۲) امیہ بن خلف ——— بنو جمح کی طرف سے
(۳) ابو جہل بن ہشام ——— بنو مخزوم کی طرف سے
(۴) طعیمہ بن عدی، جبیر بن مطعم اور حارث بن عامر ——— بنو نوفل کی طرف سے
(۵) ابوالبختری بن ہشام، زمعہ بن اسود اور حکیم بن حزام ——— بنو اسد بن عبدالعزیٰ کی طرف سے
(۶) نضر بن حارث بن کلدہ ——— بنو عبدالدار کی طرف سے
(۷) نبیہ اور منبہ فرزندانِ حجاج ——— بنو سہم کی طرف سے

اس مجلس شوریٰ کے اندر بھی زندانِ شعب ابی طالب اور قبیلہ بنی ہاشم سے خارج کرنے ہی جیسی نہایت خطرناک اور ہولناک تجویزیں سامنے لائی گئیں۔

○ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پا بجولاں کر کے کسی تیرہ و تار مقام پر قید کر دیا جائے۔
○ آپ کو جلا وطن کر دیا جائے۔
○ آپ کو قتل کر دیا جائے۔

آخری تجویز پیش کرنے والا مشہور دشمن رسول ابو جہل تھا۔ اس آخری تجویز ہی کو باتفاق رائے منظور کر کے اس پر عمل درآمد کرنے کا طریقہ یہ طے ہوا۔ کہ تمام قبائل سے ایک ایک جوان کا انتخاب

Marfat.com

ہو۔ وہ لوگ رات بھر آپ کے گھر کا محاصرہ کئے رہیں۔ اور جب آپ باہر نکلیں۔ تو سب مل کر یک بارگی حملہ آور ہوں، اور آپ کا کام تمام کر دیں۔

اس طرح آپ کے خون ناحق کے چھینٹے تمام قبائل پر تقسیم ہو جائیں گے۔ قرآن عزیز اس واقعہ کی منظر کشی فرماتا ہے۔

وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ ۝ ۱۲	اور یاد کیجئے جب خفیہ تدبیریں کر رہے تھے آپ کے بارے میں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا تھا تاکہ آپ کو قید کر دیں یا قتل کر دیں یا جلاوطن کر دیں وہ بھی خفیہ تدبیریں کر رہے تھے

اور اللہ بھی خفیہ تدبیریں فرما رہا تھا۔ اور اللہ سب سے بہتر خفیہ تدبیر کرنے والا ہے۔

نور و ظلمت کی آویزش

ظلمتیں —— تاریکیاں —— اور گھٹا ٹوپ اندھیرے رات بھر اپنے استحکام کے منصوبے رچتے رہتے ہیں۔ لیکن صبح کی تیز کرنیں اندھیرے کی دبیز چادریں چاک کر دیتی ہیں —— نظام قدرت ہے کہ خورشید اپنے وقت پر نکلتا ہے۔ تاریکیاں کہاں غائب ہو جاتی ہیں، کوئی ان کا سراغ لگانے والا بھی نہیں رہتا —— اِدھر خدا دشمن قوتیں اپنی ساری شیطانی اسکیمیں مرتب کر رہی ہیں۔ ادھر خدائی اشارہ اپنے قدرتی مشن کی تکمیل میں لگا ہوا ہے۔

یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ ۝ ۱۳	یہ چاہتے ہیں کہ خدا کی روشنی کو منہ سے بجھا دیں، حالانکہ خدا اپنی روشنی کو پورا کر کے رہے گا —— خواہ کافر ناخوش ہوں۔

رسولِ رحمت تلواروں کی چھاؤں میں

دار الندوہ کا اجلاس ختم ہوا۔ مشرکین مکہ نہایت چاق و چوبند اپنے منصوبے کی تکمیل میں مصروف عمل ہو گئے۔ ادھر اپنے گھر میں خدا کا برگزیدہ رسول اپنے پروردگار کی ہدایت اور حکم کا منتظر ہے۔ صحابہ کرام جانثاران اسلام سے مکہ خالی ہو چکا ہے۔ گنے چنے چند نفوس ہی باقی رہ گئے ہیں۔ جنہیں ہجرت رسول خاتم (صلی اللہ تعالے علیہ وسلم) کے سلسلہ میں معاون بننا رب العالمین کی طرف سے

Marfat.com

مقدر ہو چکا تھا۔ اسی لئے تو بہت پہلے کی بات ہے۔ سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما کو حضور اقدس کی جناب سے اجازت ہجرت نہیں دی گئی۔ اور سرکار نے ابو بکر سے فرمایا۔

"امید ہے کہ مجھے رب تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کی اجازت ملے گی"

بالآخر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جبرئیل امین علیہ السلام نے رب کائنات کی طرف سے ہجرت کا پیغام سنایا۔ وہ ایک چلچلاتی ہوئی دوپہر تھی۔ ان دنوں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صبح و شام دوبار صدیق اکبر کے گھر جایا کرتے تھے۔ اسی طرح ایک دن تیز دھوپ، اور کھڑی دوپہر میں حضور کی تشریف آوری نے خانوادہ صدیقی کو فکر مند کر دیا۔ بے وقت قدم رنجہ فرمانے کی وجہ جاننے کے لئے سب بے چین ہو گئے ——— سرکار نے تخلیہ چاہا ——— سیدنا صدیق اکبر نے عرض کیا ——— گھر میں آپ کی خادمہ ہی ہے ——— پھر حضور نے فرمایا۔ کیا تم کو پتہ ہے مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی؟ ——— صدیق اکبر تو اس نوید جانفزا کا انتظار ہی کر رہے تھے۔ مسرور ہو کر پوچھا۔ میرا باپ آپ پر قربان ہو، سرکار میں بھی تو ہمراہ چلوں گا نا؟ ——— آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ ابو بکر صدیق نے اس موقع کے لئے دو اونٹنیاں ببول کے پتے کھلا کھلا کر تیار کی تھیں۔ خدمت میں پیش کیں۔ حضور بہت خوش ہوئے۔ پیارے عاشق زار صدیق اکبر نے عرض کیا ——— یا رسول اللہ! ایک اونٹنی آپ کے لئے ہے، ایک میرے لئے ——— حضور نے بکمال عنایت فرمایا۔ ٹھیک ہے۔ مگر قیمت لینی پڑے گی۔ جانثار ابو بکر نے عرض کیا۔ میرا باپ آپ پر قربان ہو، سب کچھ تو حضور ہی کا ہے ——— بہر حال عاشق جاں شپار کو عدل و اصول انسانیت کی پیشکش ماننی پڑی ۱؎

گھر واپس آکر حضور رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل مکہ کے تمام اموال امانت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد کئے۔ اور جس جس کا جتنا جو کچھ تھا، ان کے حوالے کرنے کے بعد انہیں ہجرت کرنے کا حکم دیا۔

اب وہ لمحہ جاں گداز، اور ہوشربا گھڑی آئی کہ قریشی قبائل کی تلواریں اور نیزے عبد اللہ کے یتیم، آمنہ کے نور عین، خدا اور خدائی کے محبوب، رحمۃ للعالمین کے لہو میں تیرنے کے لئے بیقرار

ہیں۔ کاشانۂ نبوت کے چاروں جانب جنگی بہادروں کی ٹولیاں گشت کر رہی ہیں۔ تلواروں کی چمک، نیزوں کی دمک، تیوروں کی تلخی، نگاہوں کا تیکھاپن تاریخ جاہلیت کا بہت عظیم معرکہ سر کرنے کی تاک میں ہے۔

چلے گئے وہ کسی کو مگر خبر نہ ہوئی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے بستر پر حضرت علی کو لٹایا۔ انہیں اپنی سبز چادر مبارک اڑھائی کاشانۂ مبارک کے ہر چہار جانب بالخصوص دروازے پر قریشی سپاہی چلت پھرت اور گفت و شنید میں تھے۔ آہٹ پر چونک جانے، اور پتوں کی کھڑک پر تیز تلوار اور برچھے سنبھال لینے کی کیفیت میں تھے کہ سردارِ عرب و عجم، سراپا لطف و کرم، رحمت ہر دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدا کا پاک نام لیتے ہوئے گھر سے باہر قدم نکالتے ہیں، سورۂ یٰسین شریف کی ابتدائی آیات زبانِ رسالت پر جاری ہیں۔

"ہم نے ان کی گردنوں میں طوق (گمراہی) ڈال دیے ہیں۔ وہ طوق ان کی ٹھوڑیوں تک پہونچے ہوئے ہیں۔ اس لئے ان کے سر اوپر کو اٹھے ہوئے ہیں۔ اور ہم نے بنا دی ہے ان کے سامنے ایک دیوار، اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ وہ کچھ دیکھ نہیں سکتے۔"

فَاَغْشَیْنٰھُمْ فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ تک پڑھ کر آپ نے ہجوم دشمناں پر مشت خاک ماری، قرآنی تاثیر اور زبانِ رسالت پر جاری ہو کر اپنے کمال کو پہونچ گئی ——— سب اپنی جگہ رہ گئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدائی حفاظت میں گھر سے باہر نکل آئے۔

دو سانڈنیوں کے ساتھ سیدنا صدیق اکبر حضور کا انتظار کر رہے تھے۔ پانی کی چھاگل، زادِ راہ ستو وغیرہ کی ایک پوٹلی، اور سیدنا صدیق اکبر کی عمر بھر کی کمائی چھ یا سات ہزار درہم سارے اثاثے ایک پوٹلی میں رکھے گئے۔ ان پوٹلیوں کے دہانے سیدہ اسما بنتِ ابی بکر نے جلد بازی میں اپنے ازار بند کے زائد حصّے کاٹ کر باندھے۔ اور ذوالنطاقین کے لقب سے سرفراز ہوئیں،

دلگداز شبِ ہجرت پنجشنبہ ۲۷ر صفر ۱۳ نبوی/۱۲ر ستمبر ۶۲۲ء کی یہ رات رسول اکرم و اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شبِ ہجرت تھی۔ اس وطن سے جہاں

Marfat.com

کی خاک پر آپ کا لڑکپن گذرا تھا ـــــــــ جس مٹی پر آپ گھٹنوں گھٹنوں چلے تھے۔ جہاں کی زمین کے خطے خطے پر آپ کے بچپن، عنفوانِ شباب سے اب تک کی سینکڑوں جذباتی داستانیں درج تھیں ـــــــــ جنہیں فراموش کرنا آسان نہ تھا، اپنی بستی، اپنا وطن، اپنا مولد و مسکن، بیت اللہ اور حرم الٰہی کا جوار چھوڑتے ہوئے، سرکار رحمت، سراپا لطف و رافت اداس اور غمگین ہو گئے ـــــــــ بازار حزورہ کے نزدیک ٹھہر کر آپ نے سرزمین مکہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے مکہ! تو پاکیزہ ترین شہر ہے۔ اور یقیناً تو مجھے دل سے عزیز ہے۔ اگر تیرے باشندے مجھے نکلنے پر مجبور نہ کرتے تو میں تیرے سوا کہیں اور سکونت اختیار نہ کرتا"

دشمنوں کو آپ کے نکل جانے کا علم ہوا، تو حضرت علی اور اسماء بنت ابی بکر سے پوچھ گچھ شروع کی۔ اسماء کو ابوجہل نے طمانچہ بھی مارا، جس سے ان کے کان کی بالی ٹوٹ گری[1] مگر کسی سے کچھ سُراغ نہ پا سکے۔ اب کے کا ہر کافر آگ بگولا بنا ہوا تھا۔ اور اس پر مستزاد دارالندوہ سے اعلانِ عام ہوا کہ جو کوئی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو زندہ گرفتار کر لائے یا جان مار ڈالے اسے سو سرخ اونٹ بطور انعام دیئے جائیں گے ـــــــــ اس خبر نے ہر جری کو اپنی جرأت آزمانے میں مہمیز کا کام دیا ـــــــــ نوجوان نیزے لہراتے، تلواریں چمکاتے، تیر و کمان درست کرتے گھوڑے دوڑا رہے تھے ـــــــــ مدینہ کی جانب نکلنے والی ہر راہ گھوڑوں کی ٹاپوں سے بار بار روندی گئی۔ جھاڑیاں، غار، اور نشیب و فراز کھنگالے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صدیق وفاشعار کو لئے مکہ سے چھ میل دور غار ثور میں جا گزیں تھے۔ کفار کی ایک ٹولی تلاش و جستجو کرتی ہوئی اس غار کے دہانے تک جا پہونچی ـــــــــ ان کے قدموں کی آہٹ رسول اکرم اور صدیق اکبر (صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہ) سُن رہے تھے ـــــــــ ابوبکر صدیق اُس وقت بہت گھبرائے ـــــــــ سرکار دو عالم پیکر عزم و استقلال تھے۔ اور جرأت و بسالتِ نبوت آپ کے رگ و پے میں تھی۔ آپ نے انہیں تسلی دی۔

لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ـــــــــ فکر نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے

Marfat.com

یکم ربیع الاوّل ۱۳ نبوی/ ۲۶/ دسمبر ۶۲۲ء تین روز غار ثور میں رہنے کے بعد چوتھی رات منصوبے کے مطابق اونٹنیاں آگئیں۔ ایک اونٹنی پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور یار غار رسول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دوسری پر ابوبکر صدیق کا غلام عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن اریقط جسے آسان راستہ بتانے کے لئے اجرت پر لیا گیا تھا۔ سوار ہوئے۔ اور قافلۂ رحمت وکرم روانہ ہوا۔ راستے میں اگر کوئی سیدنا ابوبکر سے حضور کے بارے میں پوچھتا کہ یہ کون ہیں؟۔ تو وہ کہتے کہ یہ میرے ہادیٔ طریق ہیں۔ دلیل راہ ابن اریقط نے عام راستہ کو چھوڑ کر غیر معروف راستہ اختیار کیا۔

شکار کرنے چلا تھا شکار ہو کے رہا

دوسرے دن دوشنبہ کو کسی بتانے والے کے ذریعہ سراغ پاکر حضور کی گرفتاری کا انعام حاصل کرنے کی دھن میں مقام قدید کے پاس سراقہ بن مالک بن جشم تعاقب کرتا ہوا آپہونچا۔ سراقہ بہترین شہ سوار اور بہادر تھا۔ اپنا مقصود سامنے پاکر سراقہ کے گھوڑے کی رفتار اور تیز ہوگئی۔ اسے سو سرخ اونٹوں کی قطار نگاہوں میں گھومتی ہوئی محسوس ہوئی ہوگی۔ اور ان حضرات کو گرفتار کر لینے کے بعد مکہ کے لوگوں کی نظر میں اس کی بہادری اور جوانمردی کا ڈنکا پٹتا سنائی دینے لگا ہوگا۔ مگر قدرت کے انتظامات کچھ اور ہی تھے۔ اس مقام پر بھی اعجاز نبوت کا ظہور ہوا، خود سراقہ کا بیان ہے کہ :

"تعاقب میں نکلنے سے پہلے میں نے تیر نکال کر فال معلوم کی کہ میرا اس مقصد سے نکلنا مناسب ہے یا نہیں۔ تو جواب خلاف برآمد ہوا۔ مگر میں نے فال کا اعتماد نہیں کیا نکلتے وقت میرے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی میں گر پڑا۔ پھر اٹھ کر چلا۔ میں نے گھوڑے کو تیز دوڑایا۔ حتیٰ کہ ان لوگوں کے قریب پہونچ گیا۔ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی آواز تلاوتِ قرآن سنی۔ حضور کسی کی طرف نظر نہیں فرماتے تھے۔ البتہ ابوبکر اکثر پیچھے مڑ کر دیکھتے تھے۔ تو میرے گھوڑے کے اگلے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ میں نے اتر کر گھوڑے کو ہنکایا۔ اس نے چاہا کہ نکل پڑے۔ مگر پاؤں زمین سے کھینچنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ جب وہ بمشکل سیدھا ہوا تو پاؤں کی جگہ

سے دھوئیں کی طرح غبار برآمد ہوا - میں نے پھر تیروں سے فال نکالی پھر الٹا ہی جواب ملا - پھر میں نے حضور سے امان مانگی - یہ سنکر وہ ٹھہر گئے - میں سوار ہو کر ان کے پاس پہونچا - میرے دل میں یہ بات اتر گئی کہ کامیابی بالآخر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قدم چومے گی "۔

اس کے بعد سراقہ نے اپنے لئے پروانۂ امن کی درخواست کی جسے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے عامر بن فہیرہ کو لکھنے کا حکم فرمایا - انہوں نے چمڑے کے ٹکڑے پر پروانۂ امن تحریر کیا - اسی موقع پر حضور نے سُراقہ سے یہ بھی فرمایا تھا -

كَيْفَ بِكَ إِذَا لَبِسْتَ سِوَارَيْ كِسْرَىٰ تیرا کیا حال ہوگا جب تو کسریٰ کے دو کنگن پہننے گا ؟

پھر سُراقہ نے اپنی طرف سے کچھ نذرانہ پیش کرنا چاہا - مگر حضور نے قبول نہیں فرمایا - سراقہ واپس ہوئے تو انہوں نے راستے میں اور دوسرے متلاشیوں کو بھی لوٹا لیا - اور کہا کہ میں دور تک تلاش کر آیا ہوں -

---

سات روز بعد

صحرائے عرب میں اللہ کا رسول، انسانیت کا نجات دہندہ، اہل عالم کی کشتی کا نگہبان، امن و سلامتی کی راہ کا پیش رَو، سات روز کا کانٹوں بھرا، تکلیف دِہ، زہرہ گداز سفر، تپتے ہوئے پہاڑی علاقوں کا سفر، سخت لُو، دھوپ اور گرمی کا سفر، خدشات کے خارزاروں کا سفر، وطنِ مالوف کے فراق کا درد لئے ہوئے، دشمنوں کے ظلم و ستم کی ٹیسیں سینے میں دبائے ہوئے کر رہا ہے ——— مگر مشن چونکہ خدائی ہے ——— تحریک، تحریکِ ربّانی ہے ——— دعوت اور پیغام مِن جانب اللہ ہیں - اس لئے قدم قدم کی ٹھوکریں سامان حوصلہ مندی ہیں - اور عناد و مظالم کی چوٹیں مرہم بداماں نظر آتی ہیں ——— ربِّ کائنات کے حضور، محبوب ربّ العالمین کا اسلوب عبدیت، دیدۂ حال و مستقبل کے لئے قابلِ تقلید ہے - ہر دکھ، درد، ابتلاء و آزمائش جو حضور پر آتیں، آپ اسے انعامِ دوست سمجھ کر بطیبِ خاطر قبول فرماتے -

ہر جفا ہر ستم گوارہ ہے ※ اتنا کہہ دے کہ تو ہمارا ہے

Marfat.com

غور فرمائیں

قارئین کرام غور فرمائیں: ہجرت رسول کی راہ میں دشمنان انسانیت نے کتنی خون آشام دیواریں کھڑی کیں۔ مگر امن وسلامتی کا پیغامبر، جرأت وعزیمت، نیز عدل وصداقت کے خطوط پر قائم رہ کر تمام شر وفتن سے گزرتا رہا۔

جان کے دشمن قتل کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ اور آپ ہیں کہ ان کی امانتوں کی نگرانی کے لئے حضرت علی کو یکہ وتنہا چھوڑ کر، ہر امانت اس کے مالک تک پہونچانے کا انتظام فرماتے ہیں۔

◐ اہل مکہ کی تلواریں مجتمع ہو کر آپ کا لہو پینے کا عزم کر رہی ہیں ——— اور آپ ہیں کہ سر زمین مکہ کی عظمت وتقدیس کا خطبہ پڑھ رہے ہیں ——— اور اس کے باشندوں کی ہدایت کی دعائیں فرماتے ہیں۔

◐ سراقہ سر کاٹ لے جانے کے لئے آتے ہیں، اعجاز رسالت سے مغلوب ہو جاتے ہیں۔ تو انہیں پروانہ امن وسلامتی لکھ کر عطا فرماتے ہیں۔

◐ گویا ایک جانب سے محض ظلم وستم، گالیاں، پتھر، اذیتیں، تکالیف، ہلاکت وبربادی ——— اور دوسری طرف سے محض حلم وسلم، رافت ورحمت، پیار ومحبت، درگذر اور انعامات۔

راہ میں کانٹے جس نے بچھائے گالی دی پتھر برسائے ٭ اس پر چھڑکی پیار کی شبنم صلی اللہ علیہ وسلم

سیر رسول اور اوراق مصائب

امن وشرافت کے منادی اعظم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے ایسے گھناؤنے اور اخلاقی لحاظ سے تاریک ماحول میں اپنے پیغام کی ابتدا کی تھی کہ اس کا بچہ بچہ آپ کے خون کا پیاسا ہو گیا۔ اور دو بدو پیش نہ گئی تو رکیک اور گھناؤنی حرکتوں سے اس خدائی مشن کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرنے لگا۔ کفار ومشرکین کے سردار اپنی ہر ممکن قوت سے سد راہ بنے۔ خطبا اور شعرا جو عرب کی زندگی میں بڑی اہمیت کے حامل تھے اپنا زور خطابت، اور فن ہجو گوئی آپ کے خلاف بڑے زور وشور سے استعمال کرتے۔ عوام اپنی مجلسوں اور گھروں میں فاسد پروپیگنڈے کرتے۔ اس طرح شہر مکہ گویا آپ کے حق میں بھڑکتا ہوا الاؤ بن گیا۔ عبداللہ بن عباس نے بیان کیا کہ ایک نابینا مسلمان کے پاس ان کی ایک باندی تھی جو شب وروز سرور عالم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو گالیاں بکتی رہتی تھی،

Marfat.com

وہ بزرگ اُسے ہمیشہ نرمی سے سمجھاتے۔ اور اِس حرکت سے باز رہنے کو کہتے مگر وہ اس پر آگ بگولا ہو جاتی۔ ایک رات انہوں نے سُنا کہ وہ شانِ رسالت میں ناروا اور بے ادب گستاخانہ کلمات زور، زور سے بک رہی ہے۔ ان بزرگ سے برداشت نہ ہو سکا اور انہوں نے اسکی سخت سرزنش کی [۱۸]

یہود اور ایذائے رسول

کفار قریش کی طرح قوم یہود میں بھی ایسے بہت سے بدبخت تھے۔ جنہوں نے حضور کی ایذا رسانی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی —— یہ وہی یہود ہیں۔ جن کے پاس خدا کی کتاب توریت آئی اور اس میں پڑھ پڑھ کر وہ حضور کی آمد آمد کا انتظار کرتے تھے۔ ولادتِ مبارکہ سے قبل آپ کے وسیلے سے دعائیں مانگتے اور حاجتیں طلب کرتے تھے۔ ان میں کے اہلِ عناد نے حضور اقدس کے اندر رسولِ خدا ہونے کی تمام نشانیاں پالینے کے باوجود دشمنی پر کمر باندھی —— یہود نے اپنا شیوہ بنالیا تھا کہ حضور سے ملتے تو السلام علیکم کے بجائے السّام علیکم" (یعنی تم پر موت آئے) کہا کرتے تھے۔ حضور اقدس سب کچھ سُنتے اور صبر فرماتے —— ایک بار ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کسی کو اس طرح کہتے سُنا تو بہت ناراض ہوئیں —— حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے انہیں صبر کی تلقین کی۔

حضرت ابو سلمہ صحابی ایک درخت کے نیچے لیٹے ہوئے تھے۔ چار دشمنانِ رسول وہاں آ دھمکے اور حضور اقدس کو گالیاں دینے لگے —— آپ سے برداشت نہ ہو سکا اور وہاں سے دور چلے گئے۔

ابنِ صوریا نامی ایک گستاخ رسول کے بارے میں ابنِ عباس کا بیان ہے کہ حضور سے کہتا تھا —— "بس ہدایت تو وہی ہے جس پر ہم ہیں۔ آپ بھی ہماری پیروی کیجئے تاکہ ہدایت آپ کو بھی مل جائے"۔[۱۹] (معاذ اللہ)

ذلت آمیز گستاخی

اسی طرح ایک کافر نے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر الزام تراشی بھی کی۔ واقعہ یوں ہے کہ وہ خود ایک عورت پر عاشق تھا۔ اس کے پاس شادی کا پیغام بھیجا۔ مگر اس عورت نے نامنظور کر دیا۔ وہ عورت اور اس کے اہلِ خاندان مسلمان تھے

Marfat.com

ب ۵

اب اس عاشقِ نامراد نے حضور اقدس کے لباس مبارک کی طرح ایک جوڑا بنوا کر پہنا۔ اور اس عورت کے گھر پہونچا۔ قبیلے کے لوگ جمع ہو گئے۔ اس نے سب سے کہا یہ جوڑا مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پہنا کر تمہارے قبیلہ کا حاکم بنایا ہے۔ لوگوں نے حال دریافت کرنے کے لئے حضور کے پاس آدمی بھیجے۔ انہوں نے واپس آکر اس کی قلعی کھول دی۔ اس طرح اس کی الزام تراشی ہوا ہو گئی۔[20]

ایذا دہی کی قسم

ایک بار ابو جہل نے قسم کھائی کہ اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھے گا تو پتھر سے سر مبارک کو مار مار کر چور کر دے گا —— اتفاق سے اس نے ایک دن یہ موقع پالیا۔ حضور نماز میں کھڑے تھے۔ اپنے خالق و مالک کی طرف متوجہ اور رُو بقبلہ، - ابو جہل نے ایک بھاری پتھر تول کر اٹھایا۔ اور حضور کی طرف بڑھا۔ قریب پہونچ کر مارنے کے لئے ہاتھ گردن تک اٹھایا کہ پتھر دے مارے۔ مگر ہاتھ گردن سے لگ کر رہ گیا۔ پھر اس نے اسی حالت میں واپس لوٹ آنا ہی غنیمت سمجھا۔ اپنے ساتھیوں کے پاس پہونچ کر اس نے سرگذشت سنائی تو ولید ابن مغیرہ کو طیش آیا۔ اس نے کہا ابو جہل تو، تو بزدل ہے —— دیکھ اب میں جاتا ہوں سر توڑ کر نہ آیا تو کہنا۔ قریب پہونچا، تو اس کی آنکھوں کی بینائی نے جواب دے دیا۔ حضور کے تلاوت کی آواز سنتا تھا۔ مگر حضور کہاں ہیں، اس کی آنکھوں سے نظر نہیں آرہا تھا۔ وہ بھی لوٹ آیا۔ اس کی کہانی سن کر ایک اور بد باطن غصہ میں بھنا اٹھا۔ اور چیخا —— وَاللّٰہِ لَاَشْدَخَنَّ رَأْسَہٗ —— بخدا میں اس کا سر چور چور کر دوں گا —— وہ پتھر اٹھائے حضور کے نزدیک گیا۔ پھر یک بیک گھبرا کے الٹے منہ بھاگا۔ اور غش کھا کر الٹ گیا۔ سب نے مل کر اٹھایا۔ ہوش میں لائے —— وہ بولا —— یہ نہ پوچھو مجھ پر کیا گذری میں جو پتھر لیکر مارنے چلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سانڈ دم لہراتا ہوا میری طرف لپکا۔

فَوَاللَّاتِ وَالْعُزّٰی لَوْدَنَوْتُ مِنْہُ لَاَکَلَنِیْ —— لات وعزیٰ کی قسم میں قریب جاتا تو وہ مجھے ہضم کر جاتا۔[21]

ابن اشرف یا ارذل

سطور بالا میں یہود کی بد باطنی کا ذکر ہوا۔ اس قوم کے مفسدین نے بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کو اپنا معمول بنا

Marfat.com

لیا تھا۔ مدینہ کا مالدار یہودی کعب اشرف بھی ان میں کا ایک تھا اس کا تعلق قبیلہ بنی نضیر سے تھا۔ حضور کے خلاف بدکلامی، دشنام طرازی، اور مخالف پروگرام سازی اس کا وطیرہ تھا ——— یہ مدینہ میں رہتے ہوئے مکہ کے کفار کو اکساتا رہتا تھا کہ تم لوگ ان پر حملہ کرو ——— ہم تمہارا ساتھ دیں گے [۲۲]

پیر فرتوت مدینے میں بنی عمرو بن عوف کے اندر ابو عفک نامی ایک دیرینہ سال بوڑھا تھا جس کی عمر حضور کے مدینہ آمد کے وقت ایک سو بیس سال تھی۔ اس کو حضور اقدس کے نام سے بلا وجہ کی دشمنی تھی ——— اس کا کام ہی یہ تھا کہ جہاں بیٹھتا آپ کے خلاف زہر افشانی کرتا رہتا ——— تا کہ لوگوں میں آپ کے خلاف نفرت و عداوت پھیلے [۲۳]

گستاخی کی سزا انس بن الدیلی نام کا ایک شخص تھا ——— جو لوگوں میں سرکار کی ہجو کیا کرتا تھا، ایک روز اپنے اُسی منحوس عمل میں مصروف تھا کہ ایک مسلمان نے اس پر وار کر دیا۔ اور اس کا سر زخمی ہو گیا [۲۴]

شاطر عورت قبیلہ خطیہ میں ایک عورت نہایت شاطر تھی لوگوں کے گھروں میں جاتی اور حضور کی ہجو کرتی۔ اس طرح عورتوں میں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے بارے میں غلط فہمی پیدا ہوتی۔ اس کی باتوں میں بہت زور تھا۔ وہ مردوں کو بھی اسلام کے خلاف برانگیختہ کیا کرتی تھی [۲۵]

تمسخر جاہلی رجحانات میں دبے ہوئے لوگ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی عظیم دعوت کی قدر نہیں جانتے تھے۔ اس لئے وہ اپنی جاہلانہ حرکتوں سے آپ کو طرح طرح تکلیف دیتے تھے، بعض لوگ تکلیف دہ مذاق بھی کرتے۔ رافع بن خزیمہ کے بارے میں ابن عباس کا بیان ہے کہ اس نے ایک مرتبہ حضور سے کہا

"اگر سچے رسول ہو تو خدا سے کہو وہ ہم سے بات چیت کرے۔ تاکہ ہم بھی سنیں [۲۶]

جاہلی منصوبہ عبداللہ بن الصیف، عدی بن زید، اور حارث بن عوف نے مل کر ایک بار یہ منصوبہ بنایا کہ ہم سے کچھ لوگ دکھاوے کے لئے مسلمان ہو جائیں۔ اور کچھ روز بعد

Marfat.com

اپنی اصلی حالت پر آ کر، لوگوں میں یہ پروپگنڈہ کریں کہ اسلام میں کوئی خاص خوبی نہیں ہے ــــ
اس طرح بہت سے لوگوں کو اسلام سے دور رکھا جا سکتا ہے [۲۷]

مفسد مسیحی
اسی قسم کی ایک سازش کے تحت ایک عیسائی نے بھی اسلام قبول کیا۔ سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران یاد کرلی۔ لکھنا جانتا تھا۔ اس لئے کوشش کر کے قرآن کے بعض اجزاء کی کتابت بھی کی۔ کچھ روز بعد ہی مرتد ہوگیا۔ اپنے نصرانی مذہب کی تائید کرنے لگا۔ اور اپنے حلقۂ اثر میں یہ فاسد پروپیگنڈہ کرنے لگا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کچھ نہیں جانتے۔ میں نے ہی ان کو کچھ لکھ کر دیا ہے۔ بس وہی ان کی پونجی ہے۔ مگر رب تعالے نے اسے موت کے گھاٹ اتار کر، جلد ہی اس فتنہ کا دروازہ بند کر دیا [۲۸]

ایک گالی دینے والی
مدینہ میں ایک یہودی عورت حضور اقدس صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتی تھی۔ ایک روز ایک مسلمان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا ــــ
وہ اس کے پاس پہونچا اور اسے گلا دبا کر ہلاک کر دیا [۲۹]

ابولہب کی مہمات
مشرکین قریش میں جن لوگوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب میں زیادہ سرگرمی دکھائی ان میں ابولہب کا نام سر فہرست ہے۔ عام حالات میں اور ایام حج میں رسول اکرم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم لوگوں سے ملاقات کرتے۔ خیموں میں جاتے وفود سے ملتے، اور اسلام کا پیغام پہونچاتے۔ خدائے واحد کی عبادت کے لئے دعوت دیتے ــــ تو ابولہب نے گویا اپنا یہ کام ہی بنا لیا تھا کہ حضور اقدس کے پیچھے پیچھے جاتا۔ اور لوگوں کو آپ کے خلاف ورغلاتا۔ اور کہتا کہ ان کی باتیں نہ سننا، ان کے چکر میں نہ آنا۔ دیکھتے نہیں یہ کیسی عجیب باتیں کرتے ہیں؟ ــــ اور تمہیں تمہارے آباء واجداد کے دین سے پھیرنا چاہتے ہیں ــــ
ان کی بات ہرگز نہ ماننا [۳۰]

ولید کا پروپیگنڈہ
ولید بن مغیرہ آپ کے بارے میں لوگوں سے کہتا کہ ان کے پاس نہ بیٹھنا، ان کی بات نہ سننا، یہ نبی نہیں بلکہ ساحر ہیں ساحر، جادوگر ہیں جادوگر

کوئی کہتا کہ یہ تو شاعر ہیں، ان کی زبان سے جو مسجع و مقفیٰ جملے نکلتے ہیں یہ کلام اللہ تھوڑے ہی ہیں، یہ تو شاعری ہے محض یہ تو صرف ہم اہل مکہ کو اپنے پرانے دین سے ہٹانا چاہتے ہیں۔ کوئی کہتا جا قرآن کی آیتیں پڑھ پڑھ کر اور کچھ معجزات دکھا کر انہوں نے ہم لوگوں میں اختلاف وانتشار پیدا کر دیا۔ بھائی، بھائی سے، میاں بیوی سے الجھے ہوئے ہیں۔ یہ سب جادو ہی تو ہے [۳۱]

نضر بن حارث کہا کرتا تھا کہ ہم چاہیں تو قرآن جیسا کلام بنا کر خود پیش کر سکتے ہیں۔ اس میں قصے کہانیاں ہی تو ہیں۔

اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ [۳۲]	اور جب ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں یہ ہم نے سن لیا ہم چاہیں تو اس طرح کا کلام کہہ دیں۔

بے تکی منطق ایک بار قرآنی دلائل اور معجزاتِ نبوی سے زچ ہو کر کافر کہنے لگے۔ اگر آپ کے پاس خدا کی طرف سے ایک بڑا خزانہ آتا، بے انتہا دولت ہوتی، آسمان کا فرشتہ آپ کے ساتھ چلتا اور کہتا کہ یہ سچے نبی ہیں۔ تو ہم جانتے۔

خاک اور غلاظت ڈالی گئی یہ ایذائیں محض زبان اور باتوں ہی تک نہیں تھیں۔ بلکہ ہر ممکن طور سے ستانے کی مہم جاری تھی۔ کفار نے ایک بار حضور کو کہیں اکیلے دیکھا، بس ایک ٹولی آئی، اور سر مبارک پر خاک ڈال کر ہنستی ہوئی چلی گئی۔ اسی طرح ایک بار ذبح شدہ جانور کا بہت سا خون لا کر کاشانۂ نبوی کے دروازے پر ڈھیر کر گئے [۳۴]

راستے میں کانٹے بچھائے گئے ابولہب کی بیوی ام جمیل بھی رسول خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی دشمنی میں بہت آگے بڑھی ہوئی تھی۔ کانٹے چن چن کر لاتی اور آپ کے راستے میں بچھا دیتی، لوگوں کو آپ کی مخالفت پر ابھارتی، اور کہا کرتی تھی کہ محمد کی بربادی میں کسر نہ اٹھا رکھوں گی۔ چاہے اس کے لئے مجھے اپنے گلے کا قیمتی ہار کیوں نہ بیچنا پڑے [۳۵]

دردناک اذیت رسانی ظلم و زیادتی اور شیطنت کی انتہا ہے کہ ایک دن عقبہ بن معیط نامی کافر نے سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی گردن مبارک پر اپنا پاؤں رکھ کر دبایا۔ آپ کو سخت اذیت پہونچی۔ اور آنکھیں ابل پڑیں۔ ظالم کو اتنے پر تسکین نہ ہوئی تو،

Marfat.com

آپ کو نوچنا کھسوٹنا شروع کیا۔ اور کئی اور کافروں نے مل کر آپ کے سر مبارک اور ریش مطہر کے ساتھ گستاخی کرنی شروع کی۔ اتنے میں جانثار مصطفیٰ سیدنا ابو بکر صدیق وہاں پہونچ گئے اور انہیں دھکا مار کر دور کیا۔ حضور کی یہ حالت زار دیکھ کر عاشق رسول آبدیدہ ہو گئے اور جوش جلال میں کافروں سے گویا ہوئے۔

"تم لوگ انہیں صرف اس لئے مار ڈالنا چاہتے ہو کہ یہ اَللّٰہُ اَحَدٌ فرماتے ہیں ۳۶"

سر مبارک پر غلاظت ڈال دی

حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ایک روز حرم میں نماز پڑھ رہے تھے۔ کفار قریش جمع تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ اس ریاکار کو دیکھ رہے ہو؟ کیا کر رہا ہے؟ سنو! تم میں سے کوئی ایک کام کرے کہ فلاں کے گھر چلا جائے وہاں جانور ذبح کیا گیا ہے۔ اس کی غلاظت بھری اوجھڑی اٹھا لائے۔ اور جب سجدہ میں جائے گا، بس اس کے اوپر ڈال دی جائے گی۔ چنانچہ ایک شخص گیا اور اوجھڑی اٹھا لایا۔ اور حضور نے جب سر مبارک سجدے میں رکھا، ان نابکاروں نے غلاظت سے لبریز اوجھڑی آپ کے اوپر لا دی۔ اور پھر باہم خوب زور، زور سے ہنسنے لگے۔ یہ حالت زار دیکھ کر کسی نے شہزادی رسول حضرت فاطمہ کو خبر کی۔ وہ ابھی کم عمر تھیں۔ دوڑی ہوئی آئیں۔ اور آپ کے شانوں کے درمیان سے اس غلاظت کی پوٹ کو ہٹایا۔ تو آپ نے سر مبارک سجدے سے اٹھایا ۳۷

گلوئے مبارک میں پھندا

حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ایک بار خانہ کعبہ میں تشریف فرما تھے کہ چاروں طرف سے ظالم کفار نے نرغہ کر لیا۔ اور آپ کے گلوئے مبارک میں کپڑے کا پھندا لگا کر کپڑے کو کسنے لگے۔ آپ کا سانس رکنے لگا، آنکھیں ابل آئیں۔ اتنے میں کسی نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو خبر کی۔ وہ دوڑے آئے۔ اور دشمنوں پر پل پڑے اور کسی طرح ان کے ظلم سے حضور اقدس کو بچایا ۳۸

اعظم المصائب

حضرت عروہ بن زبیر نے ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے دریافت کیا کہ کفار مکہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جو تکلیفیں دیں ان میں بڑی

Marfat.com

تکلیف کون سی تھی؟ ـــــــــ حضرت ابن عمر نے سرد سانس کھینچ کر فرمایا۔
"تم نے ظالم عقبہ بن معیط کو دیکھا تھا؟ وہ نہایت سخت دل محروم القسمت شخص تھا۔
حضور اقدس ایک بار نماز میں مشغول تھے۔ اپنے رب سے راز و نیاز کی باتیں کر رہے
تھے۔ اتنے میں وہ ظالم آپ کے پاس پہونچا۔ اور اپنی چادر حضور اقدس کے گلے میں
ڈال کر پوری قوت سے کھینچنے لگا۔ وہ اس طرح کر کے آپ کا گلا گھونٹ دینا چاہتا تھا،
اتنے میں سیدنا ابو بکر صدیق جا پہونچے اور اس کو دھکا دے کر ہٹایا[۳۹]

رذالت کی انتہا

اس بد طینت عقبہ بن معیط نے ایک بار اپنی رذالت کی انتہا کر دی کہ اس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر تھوک دیا۔ یہ اور بات ہے کہ رب العالمین کی قدرت نے رحمۃ للعالمین کی حفاظت فرمائی۔ اور مشرک کا تھوک اسی کی طرف لوٹا دیا گیا۔ جو انگارہ بنکر اس کے چہرے پر پڑا۔ اور اس کا پورا چہرہ جھلس گیا۔ اس انگارے نے عقبہ کے چہرہ کو اس طرح داغ دیا کہ جب تک زندہ رہا برص کا داغ اس کے چہرے پر رہا[۴۰]

نت نئی گستاخیاں

ابو جہل تو اپنی رسول دشمنی میں آفاقی شہرت کا حامل ہے۔ اسی طرح ایک بد طینت اور بھی تھا۔ جس کا نام تھا حکم بن العاص، یہ دونوں جب آپ کو دیکھ لیتے تو ہمیشہ نت نئے انداز سے ایذا رسانی کی کوشش کرتے، آوازے کستے، بد زبانی کرتے، منہ چڑاتے، منہ ناک سے بیہودہ آوازیں نکالتے۔

ایک بار آپ کو تکلیف دینے کے لئے حکم نے منہ ناک سے بیہودہ آواز نکالنا شروع کیا۔ حضور اقدس نے فرمایا "تو ایسا ہی ہو جا" چنانچہ وہ ایسا ہی ہو گیا[۴۱]

رسول رحمت پر دھول مٹی پھینکنے والا

خانوادۂ مالک بن کنانہ کے ایک فرد کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالے علیہ وسلم "ذوالمجاز" کے بازار میں تبلیغ اسلام فرما رہے تھے اور لوگوں سے کہہ رہے تھے کہ لا الہ الا اللہ کہو فلاح پاؤگے۔ اور ابو جہل آپکے پیچھے پیچھے چلتا جاتا تھا اور آپ پر دھول پھینکتا جاتا تھا۔ اور ساتھ ہی ساتھ چیختا جاتا تھا۔ لوگو! اس شخص کے بہکاوے میں نہ آنا۔ یہ ہم سے اپنا آبائی دین چھوڑنے کو کہہ رہا ہے۔ اور لات وعزیٰ سے

Marfat.com

رشتہ توڑنے کو کہتا ہے اسکی اس شرارت اور ایذا کے باوجود آپ اپنے کام میں مشغول رہے [۴۲]

گالی گلوچ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالے علیہ وسلم ایک بار ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ اس وقت حرم میں امیہ بن خلف، ابوجہل اور عقبہ بن معیط موجود تھے۔ طواف کرتے ہوئے یہ لوگ جب ان کفار کے پاس سے گزرتے وہ گالیاں بکنے لگتے۔ تین چکر اس طرح پورے ہونے کے بعد چوتھے چکر میں ان تینوں نے آپ کا دامن پکڑ کر کھینچنا چاہا سیدنا عثمان غنی فرماتے ہیں کہ میں نے فوراً بڑھ کر ابوجہل کو ہٹایا۔ ابوبکر نے امیہ کو اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم نے عقبہ کو پرے ہٹایا۔ اور آپ نے فرمایا۔

"واللہ جب تک تم لوگ عذاب الٰہی میں گرفتار نہ ہوگے اپنی شرارت سے باز نہیں آؤگے"

یہ سنکر کفار کانپ گئے [۴۳]

حالت نماز میں گستاخی سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم حرم میں نماز ادا فرما رہے تھے۔ ابوجہل آیا اور ارادہ کیا کہ حالت سجدہ میں آپ کی گردن مبارک پر پاؤں رکھ کر کچل دے۔ مگر فوراً ہی پیچھے بھاگ کھڑا ہوا۔ لوگوں نے پوچھا کیوں بھاگ آئے۔ کہنے لگا میں نے دیکھا کہ میرے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان آگ کی ایک خندق حائل ہو گئی ہے اور ایسے ایسے پروں والے نظر آئے۔

حضور اقدس نے فرمایا اگر وہ قریب آتا تو فرشتے اسکی تکا بوٹی کر ڈالتے [۴۴]

بدزبانی احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالے علیہ وسلم علالت کے باعث دو تین روز متواتر صاحب فراش رہے۔ کفار میں سے ایک بد باطن عورت کہنے لگی ——— "اے محمد معلوم ہوتا ہے تیرے شیطان نے تجھے چھوڑ دیا"۔ (معاذ اللہ)

حضرت انس کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالے علیہ وسلم مکہ میں جب مشرکین کے پاس سے گزرتے تو وہ آپس میں اشارے بازی کر کے مذاق اڑاتے، اور کہتے۔ دیکھئے "آپ ہی ہیں" جنہیں اپنے نبی ہونے کا گمان ہے، آپ کے ساتھ جبریل ہوتے ہیں۔

Marfat.com

خدا کی قدرت کہ حضرت جبریل کے ذریعہ ان کفار کے جسموں پہ ناخن کے نشان ڈال دیئے گئے۔ پھر وہ نشان پھوڑوں میں تبدیل ہو گئے اور پھوٹ کر بدبو پیدا کرنے لگے۔ اب یہ حال ہو گیا کہ ان کے ساتھی براتی بھی انہیں اپنے پاس بٹھانا ناگوار سمجھنے لگے۔[۴۵]

منافقوں کی سرگرمیاں

مکہ سے ہجرت کر کے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ آئے۔ اور اسلام کی ترقی و استحکام کی جڑیں مضبوط ہونے لگیں تو کھلے بندوں مخالفت کرنے والے کفار و مشرکین اور یہود کی طرح، ایک نہایت سرگرم اور خطرناک گروہ منافقین کا بھی ابھرا۔ منافقین کا سب سے بڑا سردار عبداللہ بن ابی تھا۔ قبیلہ بنی قینقاع میں سے بھی اسی مفسدانہ نظریہ کو لیکر کچھ لوگ مسلمانوں کی صف میں آگھسے۔ جن میں سے چند سربرآوردگان کے نام یہ ہیں۔

اسعد بن حنیف، زید بن الصلیت، نعمان بن اوفی بن عمرو، رافع بن حریملہ، رفاعہ بن زید بن تابوت، سلسلہ بن برہام، کنانہ بن صوریا۔

منافقین مسلمانوں کی صف میں داخل ہی اس نیت سے ہوئے تھے کہ انہیں اندر سے کمزور کرنے کی ہر ممکن تدبیر کریں۔ چنانچہ مجموعی اعتبار سے اس مفسد ٹولے کی دسیسہ کاریوں کو یوں سمجھئے کہ ان کے کیا کام تھے؟۔

- حضور اقدس جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو ہر ممکن ایذا پہونچانا۔
- اسلام کے قوانین اور رسول اکرم نیز قرآن مجید میں معاذ اللہ عیب نکالنا، تمسخر کرنا۔
- مسلمانوں میں گھس کر ان کے سادہ لوحوں کو بہکانا، اور ورغلانا۔
- کفار و مشرکین سے ساز باز کرنا۔
- جہاد کے موقعوں پر صفوف اسلام میں بد دلی پیدا کرنا، اور عین وقت پر پشت دکھا دینا۔
- کسی بھی دعوتی مہم میں حضور اقدس کے رو برو حامی بھرنا اور پیچھے ہو کر پلٹ جانا۔
- حضور اقدس، آپ کے اہل بیت اطہار، اور جانثار صحابہ سے متعلق فتنہ انگیزی کرنا۔ اور اسے ہوا دینا۔

ابن ابی رأس المنافقین کی بدباطنی سے تو مدنی دور کی تاریخ بھری پڑی ہے ————
سیرپاک کا کون سا ایسا موڑ ہے جہاں وہ اپنی چال سے پہچانا نہ جاتا ہو۔

زید بن الصلیت وہ شخص ہے جس نے بنی قینقاع کے بازار میں حضرت عمر سے بیہودگی کے ساتھ جھڑپ کرلی تھی۔ اور ایک بار جب رسول اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی اونٹنی کھو گئی تھی۔ تو اسی منافق نے طعنہ دیا تھا کہ: ————

"آسمان کی خبریں دیتے ہیں اور خود اپنی اونٹنی کہاں ہے۔ اس کی خبر نہیں؟"

حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اس کا جواب دیتے ہوئے ظاہر فرمایا کہ میرا علم تو خدا ہی کی عطا سے ہے ———— جاؤ دیکھو فلاں وادی میں وہ اونٹنی ہے۔ اس کی رسی فلاں درخت سے الجھی ہوئی ہے۔ صحابۂ کرام وہاں پہونچے تو بعینہٖ بیان کردہ حال میں اونٹنی کو پایا۔

رافع بن حریملہ منافق وہ تھا جس کی موت پر آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"آج سرداران منافقین میں کا ایک موت کے گھاٹ اتر گیا"

ان اہل نفاق کے قلوب اللہ و رسول پر مطمئن نہ تھے۔ بلکہ وہ محض اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو تکلیف پہونچانے کے پروگرام پر عمل کرتے رہتے تھے۔

رسول پر عدم اعتماد کا فتنہ

وہ چونکہ مسلمانوں کے ہمراہ رہتے تھے۔ نمازیں پڑھتے، عبادتیں کرتے اور دیگر تمام امور میں شریک رہتے۔ اسی وجہ سے عامۃ المسلمین صحابۂ کرام میں ان کی حرکتوں سے بہت کچھ بددلی، اور غلط فہمی بھی پھیل جایا کرتی تھی، سیر رسول پاک اور تفاسیر و تاریخ میں ان کی شرارتوں کے کثیر واقعات ملتے ہیں۔ ان میں سے بھی ہم چند ایک یہاں ذکر کریں گے تاکہ رسول رحمت، سراپا شفقت و برکت، رہبر امن انسانیت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے قیام امن کی تحریک کتنی اہم اور کیسے فاسد ماحول میں ہوئی، اس کا صحیح اندازہ کیا جاسکے۔

ایک منافق کا کسی بات پر ایک یہودی سے جھگڑا ہو گیا۔ یہودی نے کہا چلو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

کے پاس فیصلہ کرائیں۔ منافق نے کہا نہیں۔ کعب بن اشرف (یہودی سردار) کے پاس چلو۔ بہر حال ردوکد کے بعد حضور اقدس ہی کی خدمت میں جانے پر اتفاق ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں فریق کی باتیں سننے کے بعد یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ حضور کے پاس سے واپس آنے کے بعد منافق نے کہا چلو اس فیصلہ کی تصدیق حضرت عمر سے کرالیں۔ اگر وہ بھی یہی کہیں گے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ یہودی راضی ہو گیا۔ منافق کے ذہن میں یہ بات تھی کہ عمر فاروق غیر مسلمین کے حق میں بہت سخت ہیں۔ اور وہ میرے مسلمان ہونے کی ضرور رعایت کریں گے۔ ان کے سامنے جب پورا مقدمہ آگیا۔ اور وہ فیصلہ کے طور پر کچھ کہنے والے تھے کہ یہودی نے کہا۔ جناب والا یہ بات بھی آپ پر واضح رہے کہ اس مقدمہ کا فیصلہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے حق میں فرما چکے ہیں ——— حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اتنا سنا تو تھوڑی دیر کے لئے اپنے گھر میں گئے۔ منافق اپنا بیان دیکر بہت خوش رہا ہوگا کہ اب غیظ المنافقین کی شمشیر برق پاش یہودی کا سر اڑائے گی۔ آپ جب گھر سے نکلے تو واقعی آپ کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی۔ مگر آپ نے یہودی کے بجائے ایک ہی وار میں منافق کا سر قلم کر دیا۔ کیوں کہ انہیں معلوم تھا کہ رسول خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فیصلہ پر غیر مطمئن رہنے والا کبھی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ حضور اقدس پر عدم اطمینان اور شک وریب ہی تو نفاق کی بنیاد ہے[۴۶]

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم امن وسلامتی کے داعی اعظم ہیں۔ اور انصاف وعدل کی جبیں آپ کے وجود مسعود سے روشن اور درخشاں ہے۔ آپ غزوۂ حنین کے بعد مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ ایک شخص جس کے سینے میں نفاق کا ناسور تھا۔ کہنے لگا آپ نے انصاف سے نہیں بانٹا ——— اصحاب جاں نثار یہ بدتمیزی سنکر کھول اٹھے۔ سرکار کی موجودگی کا ادب مانع تھا۔ پھر بھی حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! اجازت ہو تو اس کا سر قلم کر دوں۔ مگر رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں باز رکھا۔ اور فرمایا۔ کیا تمہیں یہ چرچا پسند ہے کہ میں اپنے صحابہ کو قتل کرتا ہوں۔ فتح مکہ کے موقع پر بھی ایسا ہی واقعہ درپیش ہوا[۴۷] صحیحین اور نسائی میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایک بار مال غنیمت بانٹ رہے تھے۔ جو بھی آپ کے سامنے دائیں بائیں جانب تھا سب کو دیا۔ ایک بدباطن پیچھے کھڑا رہا

Marfat.com

اور بعد میں بول اٹھا۔ یا محمد ما عدلت (اے محمد آپ نے انصاف نہیں کیا) حضور اقدس اس کی گستاخی سے بہت رنجیدہ ہوئے۔ مگر صرف اس قدر ارشاد فرمایا۔

واللہ امیرے بعد مجھ سے زیادہ عدل و انصاف کرنے والا تمہیں کوئی نہ پاؤ گے ؀

ایسے ہی ایک موقع پر ذوالخویصرہ تمیمی نے بدزبانی کی اور کہا کہ "انصاف کیجیے" جس پر حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کرنے کی اجازت مانگی۔ مگر حضور نے اپنے صبر و شکیب کی وسیع چادر میں اس کی گستاخی کو چھپالیا ؀

عیب جینی

حضور انور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا طریقہ تھا کہ دینی ضرورتوں کے پیش نظر جہاد وغیرہ کی تیاری کے لئے صحابۂ کرام کو صدقہ کی ترغیب دیا کرتے، ایسے ہی ایک موقعہ پر صحابۂ کرام نے دل کھول کر اپنے مال و دولت حضور کی خدمت میں پیش کرنا شروع کئے۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف نے چار ہزار دینار، عاصم بن عدی نے سو وسق کھجوریں، جن کی مالیت ہزاروں درہم ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک غریب صحابی ابوعقیل نے مزدوری کر کے تھوڑی سی کھجوریں حاضر کیں۔

اہل محبت، جان بازان رسول تو یہ کر رہے تھے، اور جن کے دل میں عناد اور دشمنی بھری تھی ان کا یہ حال تھا کہ زیادہ چندہ دینے والوں کو کہتے کہ یہ تو نام و نمود کے لئے دے رہے ہیں۔ اور غریبوں کو یہ طعنہ کہ دیکھو، مینڈکی کو بھی زکام ہو چلا۔ خون لگا کر شہیدوں میں نام لکھوانے چلے ہیں۔ رب تعالےٰ نے ان بدباطنوں کی گستاخی کا نقشہ قرآن مجید میں یوں کھینچا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ؀	وہ جو عیب لگاتے ہیں ان مسلمانوں کو کہ دل سے خیرات کرتے ہیں، اور ان کو جو نہیں پاتے مگر اپنی محنت سے تو ان سے ہنستے ہیں، اللہ ان کی ہنسی کی سزا دے گا، اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

تمسخر اور استہزا

آقائے دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کے لئے سفر فرما رہے تھے اس وقت حضور کے قافلہ میں منافقوں کے تین گروہ شامل تھے۔ ڈٹ کا نفاق اتنے زوروں پر تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا تمسخر کرتے تھے۔ اور کہتے۔ لو دیکھو

Marfat.com

یہ چلے ہیں رُوم اور شام والوں کا مقابلہ کرنے اور ان کے قصور و محلات پر اپنا پرچم لہرانے۔ تیسرا گروہ اگرچہ کچھ کہتا تو نہ تھا مگر ان کے ساتھ مل کر ہنستا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے ان کو بُلوا کر دریافت فرمایا۔ کیا تم لوگوں نے ایسے ایسے کہا ——— تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ توراستہ کاٹنے کے لئے ہنسی، کھیل کے طور پر دل لگی کی باتیں کر رہے تھے۔ مگر دشمنانِ رسول کی اس گستاخی کو خداوند قدوس نے معاف نہیں کیا۔ اور قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ۝ ۳۵	اور اے محبوب! اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے۔ تم فرماؤ، کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو؟ -

قبائلی عصبیت انگیزی

حضور سرورِ عالمیاں صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے غزوۂ مریسیع سے فراغت کے بعد ایک کنویں کے منڈیر کے پاس نزولِ اجلال فرمایا۔ تمام صحابۂ کرام بھی اترے۔ وہاں یہ واقعہ پیش آیا کہ جھجاہ غفاری (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اجیر) اور سنان بن وبر جُہنی (راس المنافقین ابن ابی کا حلیف) کسی بات پر آپس میں لڑ گئے ——— بات جب آگے بڑھی تو جھجاہ نے مہاجرین کو آواز دی اور اس طرح سنان نے انصار کو اپنی مدد کے لئے پکارا ——— ——— گویا نسل وقبائل کی وہ فصیلیں جنہیں اسلام نے گرانے کا پیغام دیا ہے اور ذات وخاندان سے بلند ہو کر کلمۂ طیبہ کی بلند بنیادوں پر مسلمانوں کو اتحاد کی تعلیم دینا اس کا اولین فرض ہے ——— منافقین کی ریشہ دوانیوں سے جماعتِ صحابہ میں ان فاسد عناصر کو ابھرنے کا موقع مل رہا تھا۔ اس جگہ منافقوں کے سردار ابن اُبی نے رسول خدا صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی شان میں گستاخیوں کی حد کر دی۔ اور بہت سی بیہودہ باتیں بک کر رسولِ امن وسلامتی کو ایذا پہونچائی، اور کہا۔

"مدینہ پہونچ کر ہم میں سے عزت والے ذلیلوں کو نکال دیں گے"۔

اور اپنی قوم سے مخاطب ہو کر بولا۔

"اگر تم انہیں اپنا جھوٹا کھانا نہ دیتے۔ تو یہ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوتے۔ اب ان پر کچھ خرچ نہ کرو تاکہ یہ مدینے سے نکل جائیں؟

ابن اُبی کی یہ دریدہ دہنی دیکھ کر حضرت زید بن ارقم نے فرمایا۔

"واللہ! تو ہی ذلیل ہے۔ اپنی قوم میں بغض ڈالنے والا، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر معراج کا تاج ہے۔ حضرت رحمٰن نے انہیں عزت و قوت دی ہے۔"

ابن ابی کی ان گستاخیوں کی خبر بارگاہ رسالت میں پہونچی۔ اس سے جب پوچھا گیا کہ تو نے رسول خدا کی شان میں یہ گستاخی کی تو وہ صاف مُکر گیا۔ اور جھوٹی قسم کھالی۔ وہ نہایت چرب زبان، میٹھی بات کرکے لوگوں کو اپنے موافق کرلیا کرتا تھا اور عام بھولے بھالے لوگ اس کی باتوں میں آجاتے تھے۔ اس بار بھی لوگوں نے اس کو سچ جانا، اور زید بن ارقم کو غلط تصور کیا۔ مگر خالق ارض وسماء، رب کائنات جل شانہٗ وعم نوالہٗ نے اس واقعہ کے بعد سورۃ المنافقون نازل کرکے نفاق و فتنہ گری کی ساری قلعی کھول دی۔ ذرا اس سورہ کا تیور ملاحظہ کیجئے۔

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ؗ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ ۶۳

جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہ ہم لوگ گواہی دیتے ہیں کہ حضور بیشک اللہ کے رسول ہیں۔ اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں۔ اور انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنالیا، تو اللہ کی راہ سے روکا۔ بیشک وہ بہت ہی برے کام کرتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ وہ زبان سے ایمان لائے پھر دل سے کافر ہوئے۔ تو ان کے دلوں پر مہر کردی گئی، تو اب وہ کچھ نہیں سمجھتے اور جب تو انہیں دیکھے، ان کے جسم تجھے بھلے معلوم ہوں اور اگر بات کریں تو ان کی بات غور سے سنے، گویا وہ کڑیاں ہیں، دیوار سے ٹکائی ہوئی (جن میں بیجان تصویر کی طرح نہ روح ایمان نہ فکر انجام) ہر بلند آواز اپنے ہی اوپر لے جاتے ہیں۔ وہ دشمن ہیں تو ان سے بچتے رہو۔ اللہ انہیں مارے۔ کہاں اوندھے جاتے ہیں۔

سازش

غزوۂ تبوک کا مرحلہ نہایت سخت تھا۔ شام اور روم کے حکمرانوں نے مل کر مسلمانوں پر یکبارگی تباہ کن حملہ کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ اور تمام جاںنثارانِ رسول بھی آقا و مولا کی اقتدا میں جان و مال کا نذرانہ لٹا رہے تھے ——— دوسری جانب منافقین نے مدینہ سے دور ایک یہودی کے مکان میں اپنی خفیہ میٹنگ کی۔ اور مسلمانوں کی جماعت میں بددلی پھیلانے کی سازشوں پر غور کرنے لگے۔ مگر خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سازش کا علم ہو گیا۔ اور آپ نے فوراً حضرت طلحہ کے ہمراہ صحابہ کو وہاں بھیجا۔ انہوں نے بروقت پہونچ کر ان کے گھناؤنے کرتوت کا پول کھول دیا۔ کچھ جھڑپ بھی ہوئی۔ بالآخر منافق ہزیمت کھا کر خائب و خاسر ہوئے ۵۲؎

نفاق کا زہر

غمگسار امت سیدنا رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سعد بن عُبادہ کی عیادت کے لئے اپنے خچر پر سوار تشریف لے جا رہے تھے۔ ساتھ میں اُسامہ بن زید بھی تھے، سرِراہ ایک جگہ کچھ لوگوں کا مجمع لگائے ابن ابی رأس المنافقین بیٹھا ہوا تھا۔ حضور کو دیکھ کر وہ اپنے باطن کا بغض پوشیدہ نہ رکھ سکا۔ اور حضور سے منہ پھیر لیا۔ آپ نے اس جگہ کے لوگوں کو قرآن کی کچھ آیتیں سُنائیں ——— ابن اُبی نے حضور کی سواری کے جانور سے تنفر کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ،

"ہمیں اس طرح آ کر تنگ نہ کیا کرو، جو تمہارے پاس جائے جو سُننا ہو اسے سُنایا کرو۔"

دامنِ رسول پر کیچڑ اچھالنے کی جسارت

حضرت زید ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غلام تھے۔ انہوں نے زید کو حضور کی خدمت میں پیش کر دیا تھا۔ اور حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر دیا تھا ——— پیارے رسول کی شفقت و محبت کا حضرت زید پر اتنا غلبہ تھا کہ انہوں نے آزاد ہو جانے کے باوجود اپنے والدین کے پاس جانا گوارہ نہیں کیا۔ آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گزاری کو سب پر ترجیح دی۔ ان کے ساتھ حضور کے مشفقانہ اور پدرانہ برتاؤ کو دیکھ کر لوگ انہیں فرزندِ رسول کہنے لگے ——— حضرت زینب بنت جحش کا نکاح پہلے زید ہی سے ہوا تھا۔ مگر دونوں میں نباہ نہ ہو سکا۔ اور شرعی علاحدگی ہو گئی ——— زمانۂ عدت گزر جانے کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

نے انہیں اپنے نکاح میں لے لیا ——— جس میں کسی قسم کی کوئی قباحت نہیں تھی ۔ مگر دشمنانِ اسلام اور بالخصوص منافقین نے رنگ آمیزی کر کے یہ ہوا خیزی شروع کی کہ دیکھو انہوں نے اپنی بہو سے نکاح کر لیا ۔ یہ ایسا گھناؤنا پروپیگنڈہ تھا جس سے اخلاق و شرافت کے چاندنی سے زیادہ اجلے دامنِ عصمت رسول پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی جا رہی تھی ——— اور اس فتنہ عظیمہ کی بنیاد محض اس مغالطہ پر رکھی گئی تھی کہ منہ بولا بیٹا بھی حقیقی فرزند ہوتا ہے ۔

یہود اور منافقین کی اس ذلیل حرکت کا قرآن عظیم نے نوٹس لیا ۔ اور خدائی فرمان سے ان کے فاسد عزائم کا قلعہ مسمار ہو کر رہ گیا ۔

وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاۗءَكُمْ اَبْنَاۗءَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝ ۵۴

اور تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا نہیں بنایا ۔ یہ تمہارے اپنے منہ کی بات ہے ۔ اور اللہ حق فرماتا ہے ۔ اور وہی راہ دکھاتا ہے ۔

لب و لہجہ کا نفاق

غزوۂ احزاب جو شوال ۵ ہجری مطابق ۶۲۷ء میں پیش آیا ۔ اس موقعہ پر یہود اور مشرکین مکہ نے مل کر مدینہ پر سخت حملہ کیا تھا ۔ اور مدینہ طیبہ کی آبادی کو گھیرے میں لے لیا تھا ۔ کفار قریش کے منصوبوں کی خبر پا کر حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی رائے سے مدینہ کے گرد خندقیں کھدوائی تھیں ۔ اور سب کے ہمراہ ہو کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی خندق کی کھدائی میں حصہ لیا تھا ۔ کم و بیش تین ہزار جاں بازان رسول نے خندق کی کھدائی میں شب و روز محنت کی ۔ حضور اقدس نے دس دس آدمیوں کی ٹولی بنا دی تھی ۔ اور ہر ٹولی کو چالیس ذراع تقریباً بیس میٹر زمین کا ٹکڑا جس کی چوڑائی دس میٹر کے لگ بھگ تھی ۔ اور گہرائی اندازاً پانچ میٹر سے کم نہ رہی ہوگی ۔ اس خندق کی کھدائی کا صبر آزما کام اور سخت سردی بھوک پیاس کا عالم شکموں پر پتھر باندھے ہوئے ۔ بے سروسامانی کی کیفیت میں ہر صحابی نے تقریباً سو مکعب گز زمین کھود کر مٹی نکالی ـــ اور ابوبکر و عمر اور خود سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے بھی سب کے ساتھ مل کر دامنوں اور چادروں میں مٹی ڈھوئی ـــ خندق کی تیاری کے دوران صحابۂ کرام کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی تھی کہ مسلمان عنقریب روم و ایران اور حمیرہ کے محلات کو زیر نگیں کریں گے ۔

Marfat.com

اس غزوہ کے دوران جب کفار و مشرکین کا دباؤ پڑا۔ اور محاصرہ طویل ہوگیا۔ تو معتب بن قشیر منافق نے کہا۔

"محمد (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) تو ہمیں روم و فارس کی فتح کا مژدہ سنا رہے تھے۔ اور یہاں تو حال یہ ہے کہ قضائے حاجت کے لئے ڈیرے سے باہر نکلنا دشوار رہے۔"

رب تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا ۝	اور جب کہنے لگے منافق اور جن کے دلوں میں روگ تھا۔ ہمیں اللہ و رسول نے وعدہ نہ دیا تھا۔ مگر فریب

مسجد ضرار اس مسجد کی تعمیر بھی منافقین کی ناپاک اسکیموں میں سے ایک تہلکہ خیز اسکیم تھی۔ اور اس کے ذریعہ وہ دشمنان خدا اور رسول اسلام کی مستحکم جمعیت کو منتشر کرنا چاہتے تھے۔ ہر تعمیری اقدام کے دوران گھن بنکر خدائی مشن کو سبوتاژ کرنے والی فتنہ گر فطرت نے اس بار ایک نہایت خطرناک چال چلی تھی۔ اس فتنہ کا سرا یہ ہے کہ

ابو عامر نامی شخص جو زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہوگیا تھا۔ اور مسیحیت میں ترقی کر کے راہب بن چکا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری سے جس طرح بغض و عناد کے پیکر یہود جل بھن گئے۔ اسی طرح نصرانیت زدہ بھی تلملا اٹھے۔ اس وقت ابو عامر نے سرکار سے جو جلی کٹی باتیں کیں وہ ملاحظہ کیجئے۔

ابو عامر: یہ کون سا دین ہے؟ جسے آپ لائے ہیں۔

حضور اقدس: میں ملت حنیفہ، دین ابراہیم لیکر آیا ہوں۔

ابو عامر: میں تو اسی دین پر ہوں

حضور اقدس: نہیں۔ یہ غلط ہے

ابو عامر: آپ نے دین ابراہیم میں اپنی طرف سے ملاوٹ کر دی ہے۔

حضور اقدس: میں تو خالص، صاف ملت لایا ہوں۔

ابو عامر: (جل کر) ہم میں سے جو جھوٹا ہو، اللہ اسے غریب الدیار بنا کر بیکسی و تنہائی کے عالم میں ہلاک کرے۔

Marfat.com

حضور اقدس: آمین۔

اس دشمن اسلام کے دل میں نفاق و سرکشی نے بسیرا کرلیا تھا۔ غزوۂ اُحد کے موقع پر اس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو چیلنج کیا کہ آپ کے خلاف اعلان جنگ کرنے والی ہر قوم کا ہر ممکن تعاون ہی میری زندگی کا مقصد ہے۔ چنانچہ غزوۂ حنین تک کے ہر معرکہ میں اس نے اپنی اس پالیسی پر عمل کیا۔

رسول دشمنی میں اتنے غالی، اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی میں آخری حد کو پہنچے ہوئے۔ اس نصرانی کا سراغ منافقین کو بھی تھا۔ انہوں نے ابو عامر کو مقصد میں اپنا ہمنوا پاکر اس کی سرپرستی قبول کرلی۔ اور اس کے مشوروں پر عمل کرتے ہوئے قبا میں "دار الفتن" کی بنا ڈالی۔ جسے مسجد کا نام دیا ——— عین اس وقت جبکہ سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تبوک کے لئے پا بہ رکاب تھے منافقین خدمت اقدس میں آئے اور کہا کہ یہ مسجد ہم لوگوں نے آسانی کی غرض سے تعمیر کی ہے تاکہ بوڑھے اور کمزور لوگ اس میں بآسانی پہونچ کر نماز ادا کرسکیں۔ آپ ذرا چل کر اس کا افتتاح کردیں۔ اور دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کردیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ابھی غزوۂ تبوک کے لئے جارہا ہوں۔ واپسی پر خدا کی مرضی ہوئی تو وہاں نماز پڑھ لوں گا۔

ابو عامر اور منافقین کا ارادہ یہ تھا کہ ہم مسجد کے نام سے اپنے مفسدانہ پروگرام کی تکمیل کے لئے ایک اڈہ بنالیں۔ جہاں سے مسلمانوں کو نقصان پہونچانے کے لئے اندرونی حملے کیا کریں گے۔ ابو عامر نے منافقین مدینہ کو یہ دار الفتن تیار کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور خود روم کے بادشاہ سے ملنے کیلئے روانہ ہوگیا۔ اسی کے اکسانے پر قیصر روم مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ ہوا۔ شام سے اس نے منافقین کو ہدایات بھیجیں۔ تاکہ ادھر مدینے میں رہ کر دار الفتن مجوزہ تخریبی اسکیم پر انتشار و بدمزگی پھیلائے، ادھر سے مسیحی فوج حملہ آور ہو۔ اس طرح پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم آپ کے صحابہ اور مسلمانوں کو مٹا دیا جائے۔ (معاذ اللہ)

حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس ہو رہے تھے۔ اسی دوران مدینہ منورہ کے قریب قریہ میں منافقین نے پھر اس بات کو دہرایا کہ مسجد میں چل کر آپ نماز پڑھ دیجئے۔ اس پر قرآن مجید کی آیات نازل ہوئیں۔ جس نے دشمنانِ اسلام کے سارے منصوبے خاک میں ملا دیئے ——— رب کائنات فرماتا ہے ———

Marfat.com

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ط وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ط وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ط لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ ۵۶

اور وہ جنہوں نے مسجد بنائی نقصان پہونچانے کو، اور کفر کے سبب، اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو، اور اس کے انتظار میں جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہے وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے تو بھلائی چاہی اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بیشک جھوٹے ہیں۔ اس مسجد میں تم کبھی کھڑے نہ ہونا۔

اللہ اکبر! کلام الٰہی نے کفر و نفاق کا سارا پول کھول دیا اور رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم اور جمیع صحابہ کو ان کے خطرناک ارادوں سے باخبر کر دیا ـــــــ آقا و مولا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے صحابہ کی ایک جماعت کو وہاں بھیجا تاکہ مسجد ضرار دار الفتن کو جلا کر خاکستر کر دیں۔ اس طرح منافقین کے ہاتھوں دور نبوی میں تعمیر ہونے والا فتنہ و فساد اور کفر و ارتداد کا یہ مرکز فنا کے گھاٹ اتر گیا۔

"ابو عامر خزرجی منافق ادھر سفر شام کے دوران نہایت بے کسی اور کس مپرسی کی ذلیل موت مر گیا"۔ ۵۷

کھا کے پتھر دشمنوں پر پھول برساتا تیرا

سرکار رسول اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم رحمۃ للعٰلمین ہیں آپ کی ذات والا کرۂ ارضی کے لئے بطور خاص بیشمار برکتوں اور سعادتوں کا سبب ہے ـــــــ پچھلے انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کی نافرمانی کرنے والوں اور اذیت دینے والوں کو رب تعالےٰ نے دردناک عذاب دیکر کسی طبقہ کو غرق کر دیا۔ کسی پر پتھر برسا کر مٹا دیا۔ کسی پر آبادی الٹ دی ـــــــ اور کوئی قوم مسخ صورت کے عذاب میں مبتلا کر دی گئی مگر یہ نبی آخر الزماں کا صدقہ ہے کہ آپ کے دور گرامی (یعنی اعلان نبوت سے تا قیام قیامت) دشمنان اسلام پر دنیا میں انکار اسلام کے سبب ـــ اجتماعی عذاب نہیں آئے گا۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ ۵۸

اور خدا ان کو عذاب نہ کرے گا جب تک تو ان میں ہے۔

مشرکین کی مسلسل ایذا رسانیوں سے تھک کر ایک بار چند صحابۂ کرام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیک وسلم آپ ان دشمنوں کے حق میں بددعا کریں۔ آپ نے جواب دیا۔

"میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں ـــــــ بلکہ میں تو سراپا رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں"۔ ۵۹

Marfat.com

مخاطب قوم کی گوناگوں ایذا رسانیوں اور اسلام کے خلاف ان کی جان توڑ ریشہ دوانیوں کے باوجود نبئ رحمت اور امن ومحبت کے علمبردار پیغمبر نے ان کے حق میں بد دعا کے لئے ہاتھ نہیں اٹھایا

قبیلۂ دوس کے معزز صحابی طفیل جب مبلغ اسلام بناکر اپنے قبیلے کی طرف بھیجے گئے۔ تو انہوں نے ایک بار خدمت اقدس میں آکر اپنی قوم کی قساوت قلبی اور اسلاف کے خلاف ریشہ دوانی کی شکایت پیش کی اور عرض کیا۔

"قبیلۂ دوس کی سرزمین ایک محفوظ قلعہ کے طور پر ہے۔ کیوں نہ وہ آپ کو مل جائے۔ ان سے یہ سنکر بجائے حملہ اور بد دعا کرنے کے آپ نے فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَائْتِ بِهِمْ ۞ اے اللہ قبیلہ دوس کو ہدایت دے اور اسلام کی طرف لا

اسی موقع پر حضرت طفیل دوسی اپنی قوم کے سرکش لوگوں کے حق میں بد دعا کرانا چاہتے تھے۔ مگر حضور رحمۃ للعالمین نے ایسا نہیں کیا۔ پھر عرصہ بعد طائف پر حملہ کرنے کے دوران مجاہدین صحابۂ عظام نے عرض کی "یا رسول اللہ! ہمیں ثقیف کے تیروں نے جلا ڈالا۔ آپ ان کے لئے بد دعا کریں"۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے صحابہ کی باتیں سنکر یہ دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِ ثَقِيْفًا ۞ خداوندا! ثقیف کو ہدایت دے

غزوہ احد میں کفار کے ہجوم نے مسلمانوں کو بہت نقصان پہونچایا۔ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے دندانِ مبارک شہید ہوئے۔ اور چہرۂ اقدس پر بھی خراشیں آئیں۔ سیر ومغازی کی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ میں سے بہت حضرات کو حضور کی شہادت کا یقین ہو گیا تھا۔ تاریخ رسالت میں معرکۂ احد نہایت سخت مرحلہ تھا۔ مگر آپ نے کفار ومشرکین مکہ کے حق میں بد دعا نہیں کی۔ بلکہ ان کے حق میں "میری قوم" کہہ کر دعائے ہدایت فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۞ یا خدا میری قوم کو معاف کر وہ لاعلم ہے۔

رئیس یمامہ ثمامہ بن آثال اسلام لانے کے بعد مدینہ شریف سے بہ نیت عمرہ مکہ پہونچے۔ مشرکین میں سے کسی نے کہا تم اپنے دین کو چھوڑ بیٹھے۔ انہوں نے کہا میں نے سب سے اچھے دین "اسلام" کو اختیار کیا ہے۔ کفار کی یہ بدتمیزی انہیں بری لگی۔ وہ یمامہ کے با اثر سردار تھے۔ اور مکہ میں غلہ یمامہ سے آتا تھا۔ انہوں نے تہیہ کیا کہ آئندہ یہ غلہ نہیں بھیجا جائے گا۔ یمامہ سے غلہ کی درآمد بند ہونے کے بعد مکہ میں بھوک مری شروع

Marfat.com

ہو گئی ــــــــ بالآخر مشرکین قریش نے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو اپنی قرابت کا واسطہ دے کر معذرت کی۔ اور حضور نے سُنا تو فوراً ثمامہ سے یہ بندش اُٹھوا کر غلہ بھیجنے کا حکم فرمایا ــــــــ جس پر عمل کیا گیا ۶۲

کتب تفاسیر اور تاریخ اسلامی سے منتخب کر کے کفار مکہ، یہود نامسعود، اور منافقین کے یہ چند واقعات نذر ناظرین کئے گئے ہیں ــــــــ یہ مختصر مندرجات ہیں۔ ورنہ آقائے رحمت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایذاؤں، تکلیفوں، مصیبتوں، اور پریشانیوں کے جن طوفانی حملوں کو روند کر عالم انسانیت کو امن وسلامتی کا اسلامی نظام بخشا ہے۔ وہ قدم قدم کانٹوں کی راہ ہے۔ اس عنوان کو پھیلایا جائے، تو سینکڑوں صفحات کے دامن تنگ ہو جائیں۔

دکھانا صرف یہ ہے کہ دعوتِ اسلام، اور آقائے نامدار سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا پیغام امن وسلامتی کوئی من گھڑت نہیں۔ بلکہ کل عالم، اور ساری کائنات کے خالق و مالک پروردگار کی جانب سے نازل شدہ، اسلوب حیات ہے۔ حضرت آدم، موسیٰ، ہارون، ابراہیم، اسمٰعیل، اسحٰق اور عیسیٰ مسیح کو اپنا نمائندہ اور پیغمبر بنا کر بھیجنے والے رب العالمین نے اسی نورانی سلسلہ کی آخری کڑی بنا کر سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اور آپ کے ذریعہ انبیائے ماسبق کی تعلیمات توحید کو قیامت تک کے لیے مستحکم فرما دیا۔ جس کا نام اسلام ہے امن اور سلامتی کا دین۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ۶۳ بیشک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔

Marfat.com

حوالے

۱ ـــــ جمع الفوائد ج ۲ ص ۲۷۴

۲ ـــــ القرآن الحجر ۱۵ - ۹۴

۳ ـــــ القرآن، الشعراء ۲۶ - ۲۱۴

۴ ـــــ الطبری ج ۲ - ۱۱۷۴

۵ ـــــ طبقاتِ ابن سعد ج ۱ ص ۲۰۰

۶ ـــــ سیرابن ہشام ج ۲ ص ۲، ۱۷، ۱۹ ـــ ابن سعد ج ۱ ص ۲۰۸، ۲۱۰، البدایۃ والنہایۃ ج ۳ ص ۹۵، ۹۷ - محمد رسول اللہ للشیخ محمد رضا المصری مترجمہ اردو محمد عادل قدوسی ص ۲۰۳، ۲۰۶ ـــ سیرابن اسحاق ص ۲۲۵، ۲۲۶، پریچنگ آف اسلام (انگریزی) مصنفہ پروفیسر ٹی، ڈبلیو، آرنلڈ مترجمہ اردو ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ ص ۲۲ -

۷ ـــــ جزیرۃ العرب ص ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱ -

۸ ـــــ القرآن، الزخرف ۴۳، ۳۱ -

۹ ـــــ محمد رسول اللہ ص ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ابن سعد ج ۱ ص ۲۱۰، ۲۱۲ - سیرابن ہشام ج ۲ ص [illegible] ۴ - البدایۃ والنہایۃ [illegible] ۲ ص ۱۳۵ ۱۳۷ - پریچنگ آف اسلام ص ۲۳، ۲۴ -

۱۰ ـــــ دعائے طائف کے الفاظِ مبارکہ یہ ہیں
اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَشۡکُوۡا اِلَیۡکَ ضُعۡفَ قُوَّتِیۡ وَھَوَانِیۡ عَلَی النَّاسِ اَرۡحَمُ الرَّاحِمِیۡنَ ـ اَنۡتَ اَرۡحَمُ الرَّاحِمِیۡنَ - اِلٰی مَنۡ تَکِلُنِیۡ؟ اِلٰی عَدُوٍّ یَّتَجَھَّمُنِیۡ - اَمۡ اِلٰی قَرِیۡبٍ مَلَّکۡتَہٗ اَمۡرِیۡ اِنۡ لَّمۡ تَکُنۡ غَضۡبَانَ عَلَیَّ فَلَا اُبَالِیۡ غَیۡرَ اَنَّ عَافِیَتَکَ اَوۡسَعُ لِیۡ - اَعُوۡذُ بِوَجۡھِکَ الَّذِیۡ اَشۡرَقَتۡ لَہُ الظُّلُمٰتُ وَصَلُحَ عَلَیۡہِ اَمۡرُ الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ اَنۡ یَّنۡزِلَ بِیۡ غَضَبُکَ اَوۡ یَحِلَّ بِیۡ سَخَطُکَ لَکَ الۡعُتۡبٰی حَتّٰی تَرۡضٰی وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ (العلی العظیم) اخرجہ الطبرانی ـــــ ج ۶ ص ۳۵

۱۱ ـــــ سیرابن ہشام ج ۱ ص ۲۶۴، ۲۶۵، طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۲۲۷، ۲۲۸ - زاد المعاد ج ۳ ص ۵۱، ۵۸، الہیثمی ج ۶ ص ۵۱ - کنز العمال ج ۸ ص ۳۳۰، ۳۳۸ - البدایۃ والنہایۃ ج ۳ ص ۱۸۱، ۱۸۶ -

۱۲ ـــــ القرآن، الانفال ۸ ـ ۳۰

۱۳ ـــــ القرآن، الصف ۶۱ ـ ۸

۱۴ ـــــ کنز العمال ج ۸ ص ۳۳۴

۱۵ ـــــ معجم البلدان لیاقوت الحموی تحت تزدرہ

۱۶ ـــــ تاریخ طبری ج ۳ ص ۱۲۳۴

Marfat.com

۱۷ غزوۂ طائف وحنین کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جب واپس تشریف لانے لگے تو سراقہ نے مقام جعرانہ میں حاضر خدمت ہوکر اپنا مذکورہ پروانۂ امن پیش کیا۔ اور اسلام قبول کرکے امن وشرافت کے دائرے میں داخل ہوئے عہد فاروقی میں فتح ایران ہوئی۔ اس وقت کسریٰ ہرمز کے کنگن لائے گئے تو امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے وہ کنگن سراقہ کے ہاتھوں میں پہنائے۔ اور فرمایا۔ "لائق حمد وثنا ذات صرف اللہ کی ہے۔ جس نے کسریٰ جیسے بادشاہ عجم کے کنگن چھین کر سراقہ جیسے غریب دہقانی کو پہنا دیئے" سراقہ بن مالک بن جعشم مدلجی نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت ۲۴ھ میں اس دار فانی سے عالم بقا کی راہ لی۔ رضی اللہ عنہ ورضوا عنہ، صحیح بخاری باب الہجرۃ الی المدینۃ

۱۸ الصارم المسلول علی شاتم الرسول لابن تیمیہ ص ۶۷۔

۱۹ لباب النقول للسیوطی ج ۱ ص ۲۳۔

۲۰ الصارم المسلول علی شاتم الرسول ص ۱۶۶

۲۱ تفسیر ضیاء القرآن ج ۴ ص ۱۶۹، الشاکل الکامل ص ۱۱۷۔

۲۲ الصارم المسلول علی شاتم الرسول ص ۷۶،

۲۳ حوالہ مذکورہ بالا ص ۱۰۳۔

۲۴ الصارم المسلول علی شاتم الرسول ص ۱۰۴

۲۵ حوالہ مذکورہ بالا ـــــ ص ۹۴

۲۶ لباب النقول للسیوطی ج ۱ ص ۲۱،

۲۷ 〃 〃 ج ۱ ص ۵۴،

۲۸ الصارم المسلول ص ۶۰،

۲۹ ایضاً ـــــ ص ۶۰،

۳۰ الانوار المحمدیہ ص ۲۸،

۳۱ اس کی تفصیلات کے لئے قرآن مجید کی سورہ "سبا" کی تلاوت کیجئے۔

۳۲ القرآن، الانفال ۸ - ۳۱

۳۳ اس سلسلہ میں سورۂ ہود کی تلاوت کیجئے

۳۴ الانوار المحمدیہ ص ۲۸،

۳۵ کتب تفاسیر، تحت سورہ لہب۔

۳۶ الانوار المحمدیہ ص ۲۸،

۳۷ الانوار المحمدیہ ص ۲۸،

۳۸ بخاری کتاب التفسیر سورۂ مؤمن،

۳۹ بخاری باب مناقب ابی بکر،

۴۰ سیرت حلبیہ ص ۳۰۲

۴۱ 〃 〃 ص ۳۰۱

۴۲ جمع الفواد ج ۲ ص ۲۶

۴۳ 〃 〃

۴۴ 〃 ج ۲ ص ۱۹۸

۴۵ لباب النقول للسیوطی، حاشیہ جلالین،

Marfat.com

مطبوعہ مصر ج ۲ ص ۱۴،

۴۶ الصارم المسلول ص ۲۹ - یہ واقعہ کتب تفاسیر میں بھی وارد ہوا ہے۔

۴۷ الصارم المسلول ص ۱۷۴،

۴۸ " ص ۱۷۶،

۴۹ " ص ۲۱۹،

۵۰ القرآن، التوبہ ۹، ۷۹، کنز الایمان ص ۲۸۹

۵۱ کنز الایمان ص ۲۸۵ الصارم المسلول ص ۳۳،

۵۲ القرآن، المنافقون ۶۳ - ۱ تا ۴،

۵۳ سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۲۱۵،

۵۴ القرآن، الاحزاب ۳۳، ۴ - کنز الایمان ص ۶۰۵ -

۵۵ القرآن، الاحزاب ۳۳، ۱۲ - کنز الایمان ص ۶۰۷ -

۵۶ القرآن، التوبہ ۹ - ۱۰۷

۵۷ تفسیر خزائن العرفان ص ۲۹۵، للعلامۃ الشیخ محمد نعیم الدین المراد آبادی علیہ الرحمہ (م ۱۳۰۰ھ تا ۱۳۶۷ھ) - مختصر تفسیر ابن کثیر للعلامۃ الشیخ عماد الدین ابو الفدا، اسماعیل بن بشیر الدمشقی، (م ۷۷۴ھ) تلخیص محمد علی الصابونی، مطبوعہ دار القرآن بیروت ج ۲ ص ۱۶۹ — تفسیر ضیاء القرآن للعلامہ پیر کرم شاہ الازہری، ج ۲، ص ۲۵۳ — تفسیر مواہب الرحمن، امیر علی ملیح آبادی (م ۱۳۳۶ھ) مطبوعہ دینی کتب خانہ لاہور ج ۳، ج ۳ ص ۲۱۵۲ -

۵۸ القرآن، الانفال - ۸ - ۳۳ -

۵۹ صحیح مسلم باب فی اخلاقہ وشمائلہ صلی اللہ علیہ وسلم

۶۰ البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۱۰۰ - الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ ج ۲ ص ۲۲۵ - ابن سعد، ج ۴ ص ۲۳۷ -

۶۱ جامع ترمذی، ابواب المناقب،

۶۲ سیرت ابن ہشام - ثمامہ بن اثال الحنفی واسلامہ -

۶۳ القرآن، آل عمران ۳، ۱۹

Marfat.com

المجمع الاسلامی کی موجودہ مطبوعات

۱، المبین (زبانِ عربی کی افضلیت و خصوصیات پر اردو میں بے نظیر کتاب) از: علامہ سلیمان اشرف بہاری علیہ الرحمہ، سابق صدر شعبۂ دینیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی۔ قیمت ۔/۱۶

۲، تحقیق الفتویٰ (تیرہویں صدی ہجری کی ایک گمراہ کن کتاب تقویۃ الایمان کے رد میں سب سے قدیم کتاب) از: علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمہ ——— قیمت ۔/۱۸

۳، حقائقِ تحریک بالاکوٹ (سید احمد رائے بریلوی کے افسانۂ جہاد کی حقیقت) از: شاہ حسین گردیزی ——— قیمت ۔/۱۲

۴، امتیازِ حق (اسمٰعیل دہلوی اور علامہ فضلِ حق خیرآبادی کے کردار کا تقابلی جائزہ) از: راجا غلام محمد ——— قیمت ۔/۱۵

۵، توحید و شرک (توحیدِ خالص اور شرک کی صحیح تعریف) از: علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ ——— قیمت ۔۵۰/۲

۶، مناجاتِ بدر (اثرانگیز منظوم مناجات) از: مولانا بدرالقادری، ہالینڈ ——— قیمت ۔۵۰/۱

۷، اصلاح رسوم (معاشرہ میں پیدا شدہ غلط رسموں پر کھلا تبصرہ، از مولانا عبدالغفار، قیمت ۔/۳

۸، مسنون دعائیں (حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمودہ دعاؤں کا مجموعہ) عبدالمبین قیمت ۔/۲

۹، باغی ہندوستان علامہ فضل حق خیرآبادی کی انقلابی تحریر "الثورۃ الہندیہ" کا ترجمہ، مع سوانح علامہ و تلامذہ، جنگِ آزادی کے دردانگیز واقعات پر سب سے مستند کتاب۔ قیمت مجلد ۔/۳۵ غیر مجلد ۔/۳۰

۱۰، مصری مورخین مولانا ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم کا مقالہ (ایم فل) علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری اور ان کے ہمعصر مورخین کی حیات اور کارناموں پر مشتمل تحقیقی کتاب، قیمت ۔/۱۵

۱۱، الرحیل (اردو) از: مولانا بدرالقادری، فکرانگیز، اصلاحی، اور انقلابی نظموں کا ایک حسین گلدستہ ——— قیمت مع پلاسٹک کور مجلد ۔/۱۲

۱۲، نوائے نعت (مختلف شعراء کی نعتوں کا مجموعہ) مرتبہ: محمد عبدالمبین نعمانی ——— قیمت ۔/۵

۱۳، فلسفہ اور اسلام — از: اعلیحضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ، منطق و فلسفہ سے متعلق ایک اصلاحی کتاب جو طلبہ و مدرسین کے لئے خاص طور سے مفید ہے۔ قیمت ۵/-

۱۴، امام احمد رضا اور تصوف — از: مولانا محمد احمد مصباحی ——— قیمت ۱۰/-

۱۵، قصیدتان رائعتان — (عربی) از: امام احمد رضا قدس سرہٗ ——— قیمت ۵/-

۱۶، بادۂ حجاز — عشق و عرفان میں ڈوبی ہوئی نعتوں کا حسین گلدستہ، از: بدر القادری، ۱۵/-

۱۷، تذکرہ علمائے بستی — از: ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم بستوی، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، قیمت ۱۸/-

۱۸، اسلام اور امنِ عالم — از: مولانا بدر القادری، ہالینڈ ——— قیمت ۳۵/-

۱۹، اسلام اور تربیتِ اولاد — از: مولانا بدر القادری، ہالینڈ ——— قیمت ۵/-

۲۰، معین العروض والقوافی — از: مولانا محمد احمد مصباحی، عربی عروض و قوافی سے واقفیت کیلئے مختصر اور جامع کتاب (دروس البلاغۃ عربی کے ساتھ شائع ہوئی) ۴/۵۰

۲۱، صحابہ کا عشقِ رسول — از: صوفی محمد اکرم رضوی، صحابہ کی زندگی میں حُبِ رسول اور اتباعِ رسول کے تابندہ نقوش۔ صفحات ۱۷۶ سائز ۲۳×۳۶/۱۶ قیمت ۱۱/-

۲۲، نور الایمان — بزیارۃ آثار حبیب الرحمٰن، عربی تصنیف، علامہ عبد الحلیم فرنگی محلی م ۱۲۸۵ھ اردو ترجمہ مولانا افتخار احمد قادری، صفحات ۱۷۶ سائز ۲۳×۳۶/۱۶ قیمت ۱۱/-

۲۳، مستشرقین کا انصاف و تعصب — از: مولانا سید محمد علوی مالکی، مدرس حرم مکہ مدظلہٗ کے عربی مقالہ "المستشرقون بین الانصاف والعصبیۃ" کا اردو ترجمہ، از: مولانا افتخار احمد قادری ——— صفحات ۳۲ سائز ۲۲×۱۸/۸ ——— قیمت ۲/۵۰

جد الممتار علیٰ ردِّ المحتار — (فقہ حنفی کی مشہور کتاب ردّ المحتار شامی پر عظیم الشان عربی حاشیہ ——— المجمع الاسلامی کے ارکان نے حسبِ ذیل کاوش کی، اور الحاج محمد فاروق رضوی بنارسی نے اپنے صرف سے حیدر آباد دکن میں طباعت کرائی ———

(۱)، اصل مخطوطہ سے مقابلہ، مولانا محمد احمد مصباحی، و مولانا محمد عبد المبین نعمانی (ب)، تعلیق، تصحیح، تعارف کتاب، از: مولانا محمد احمد مصباحی (ج) تعارف علامہ شامی، از: مولانا محمد عبد المبین نعمانی (د) تعارف امام احمد رضا، از: مولانا افتخار احمد قادری (ہ) کلمۃ المجمع، مولانا لیٰسین اختر مصباحی، سائز ۲۰×۳۰/۸ قیمت مجلد ۵۵/-

Marfat.com

Marfat.com

المجمع الاسلامی کی نئی مطبوعات

(۱) **المبین**: (زبان عربی کی افضلیت وخصوصیات پر اردو میں بے نظیر کتاب) از: علامہ سلیمان اشرف بہاری علیہ الرحمہ، سابق صدر شعبۂ دینیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی۔ قیمت ۱۶/-

(۲) **تحقیق الفتویٰ**: (تیرہویں صدی ہجری کی ایک گمراہ کن کتاب تقویۃ الایمان کے رد میں سب سے قدیم کتاب) از: علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمۃ۔ قیمت ۱۸/-

(۳) **حقائق تحریک بالاکوٹ**: (سید احمد رائے بریلوی کے افسانۂ جہاد کی حقیقت)۔ از: شاہ حسین گردیزی قیمت ۱۲/-

(۴) **امتیاز حق**: (اسمٰعیل دہلوی اور علامہ فضل خیرآبادی کے کردار کا تقابلی جائزہ) از: راجا غلام محمد ۱۵/-

(۵) **توحید و شرک**: (توحید خالص اور شرک کی صحیح تعریف) از: علامہ شاہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ ۲/۵۰

(۶) **مناجات بدر**: (اثرانگیز منظوم مناجات) از: مولانا بدر القادری (ہالینڈ) ۱/۵۰

(۷) **اصلاح رسوم**: (اصلاح معاشرہ پر بہترین کتاب) از: مولانا عبدالغفار نوری ۳/-

(۸) **مسنون دعائیں**: (حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ دعاؤں کا مجموعہ (عبدالمبین) ۲/-

(۹) **باغی ہندوستان**: علامہ فضل حق خیرآبادی کی انقلابی تحریر "الثورۃ الہندیہ" کا ترجمہ۔ مع سوانح علامہ و تلامذہ۔ جنگ آزادی کے دردانگیز واقعات پر سب سے مستند کتاب۔ قیمت مجلد ۳۵/- غیر مجلد ۳۰/-

(۱۰) **مصری مؤرخین**: مولانا ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم بستوی کا مقالہ (ایم فل) - علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری اور ان کے ہم عصر مؤرخین کی حیات اور کارناموں پر مشتمل تحقیقی کتاب قیمت ۱۵/-

(۱۱) **الرحیل**: (اردو) از مولانا بدر القادری ——— فکرانگیز، اصلاحی، اور انقلابی نظموں کا حسین گلدستہ، قیمت پلاسٹک کور مجلد ۱۲/- روپے

(۱۲) **فلسفہ اور اسلام**: از اعلیحضرت امام احمد رضا قدس سرہ ——— قیمت ۵/- روپے

(۱۳) **نوائے نعت**: (مختلف شعراء کی نعتوں کا مجموعہ) مرتبہ: محمد عبدالمبین نعمانی، قیمت ۵/-

(۱۴) **امام احمد رضا اور تصوف**: از مولانا محمد احمد مصباحی ——— قیمت ۱۰/-

(۱۵) **تذکرہ علمائے بستی**: از مولانا ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم۔ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ قیمت ۲۰/-

Marfat.com

المجمع الاسلامی کی نئی مطبوعات

١ **المبین**: (زبان عربی کی افضلیت وخصوصیات پر اردو میں بے نظیر کتاب) از: علامہ سلیمان اشرف بہاری علیہ الرحمہ، سابق صدر شعبۂ دینیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی۔ قیمت ١٦/-

٢ **تحقیق الفتویٰ**: (تیرہویں صدی ہجری کی ایک گمراہ کن کتاب تقویۃ الایمان کے رد میں سب سے قدیم کتاب) از: علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمۃ۔ قیمت ١٨/-

٣ **حقائق تحریک بالاکوٹ**: (سید احمد رائے بریلوی کے افسانۂ جہاد کی حقیقت)۔ از: شاہ حسین گردیزی قیمت ١٢/-

٤ **امتیاز حق**: (اسمٰعیل دہلوی اور علامہ فضل خیرآبادی کے کردار کا تقابلی جائزہ) از: راجا غلام محمد ١٥/-

٥ **توحید وشرک**: (توحید خالص اور شرک کی صحیح تعریف) از: علامہ شاہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ ٢/٥٠

٦ **مناجات بدر**: (اثرانگیز منظوم مناجات) از: مولانا بدرالقادری (ہالینڈ) ١/٥٠

٧ **اصلاح رسوم**: (اصلاح معاشرہ پر بہترین کتاب) از: مولانا عبدالغفار نوری ٣/-

٨ **مسنون دعائیں**: (حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ دعاؤں کا مجموعہ (عبدالمبین)۔ ٢/-

٩ **باغی ہندوستان**: علامہ فضل حق خیرآبادی کی انقلابی تحریر "الثورۃ الہندیہ" کا ترجمہ۔ مع سوانح علامہ وتلامذہ۔ جنگ آزادی کے دردانگیز واقعات پر سب سے مستند کتاب۔ قیمت مجلد ٣٥/- غیر مجلد ٣٠/-

١٠ **مصری مؤرخین**: مولانا ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم بستوی کا مقالہ (ایم فل)۔ علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری اور ان کے ہم عصر مؤرخین کی حیات اور کارناموں پر مشتمل تحقیقی کتاب قیمت ١٥/-

١١ **الرحیل**: (اردو) از مولانا بدرالقادری ——— فکرانگیز، اصلاحی، اور انقلابی نظموں کا حسین گلدستہ، قیمت پلاسٹک کور مجلد ١٢/- روپے

١٢ **فلسفہ اور اسلام**: از اعلیحضرت امام احمد رضا قدس سرہ ——— قیمت ٥/- روپ

١٣ **نوائے نعت**: (مختلف شعراء کی نعتوں کا مجموعہ) مرتبہ: محمد عبدالمبین نعمانی، قیمت ٥/-

١٤ **امام احمد رضا اور تصوف**: از مولانا محمد احمد مصباحی ——— قیمت ١٠/-

١٥ **تذکرہ علمائے بستی**: از مولانا ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم۔ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ قیمت ٢٠/-

Marfat.com